بھیگی راتیں

مصنف

ایملی زولا

مترجم

مخمور جالندھری

پبلشر

رسالہ بیسویں صدی دہلی

قیمت :- دو روپے ۵۰ نئے پیسے

پیش لفظ

ایمیل زولا انیسویں صدی کے فرانسیسی ناول نگاروں کا سرتاج تسلیم کیا جاتا ہے۔ اُس نے ناول نویسی کے میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اُس کا پہلا ہی ناول ایک شاہکار تسلیم کیا گیا۔ وہ ماحول اور کرداروں کی عکاسی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اُس نے اپنے ناولوں میں انیسویں صدی کے فرانس کی معاشی، تہذیبی اور سماجی زندگی کو پیش کیا۔ پیرس سے جتنے بھی حسین خواب وابستہ کئے جاتے ہیں وہ اُس کے ناولوں میں پورے آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

زولا ایک عہد آفریں ناول نگار ہے جس نے ادب کی تمام فرسودہ راہیں ترک کر کے نئی راہیں وضع کیں۔ اسلوب بیان کے نئے تجربے کئے اور ادب کو زندگی کے قریب تر لانے میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ اُس کا ناول زندگی آمیز اور زندگی آموز ہے۔ وہ نہایت دلچسپ انداز میں اپنا افسانہ پیش کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا مصور ہے جو تصویر کو جاذب نظر بنانے کے لئے کئی طرح کے رنگوں کی آمیزش

سے کام لیتا ہے۔

زولا کو اپنی اِس خداداد ذہانت کے باعِث اتنی شہرت نصیب ہوئی کہ اُس کا ایک ایک لفظ حکم کی حیثیت رکھتا تھا۔ اُس کے قلم میں اتنا زور تھا کہ وہ مجرموں کو پھانسی کے تختہ سے بھی اُتار سکتا تھا بیباک نویسی کے لیے اُس پر مقدمہ بھی چلا لیکن اُس نے اپنی صفائی میں وہ دلائل پیش کیے کہ عدالت بھی انگشت بدنداں رہ گئی۔

ہم فرانس کے اُس جادو نگار کا بہترین ناول آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ "بھیگی راتیں"۔ زولا کے ناول "انسان میں حیوان" کا اُردو عکس ہے۔ اِس ناول کی تمام جاذبیت کو ترجمہ میں برقرار رکھا گیا ہے یہ ناول انسان میں چھپے ہوئے حیوان کا افسانہ ہے۔ رشک و رقابت، عورت کی وفا اور بیوفائی کا قصہ ہے۔ انسان کی ذہنی پیچیدگیوں اور اُلجھنوں کی حکایت ہے۔

اِس ناول کے تمام کردار عشرت پسند اور رُومان پرور فرانس کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اِس کی ہیروئن ایک عام گھریلو عورت ہوتے ہوئے بھی معمولی عورت نہیں ہے ـــــ یہ وہ عورت ہے جو نسوانی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے اور سماج کی آہنی دیوار سے ٹکراتی ہے ـــــ یہ ناول غم زدہ لوگوں کی غم انگیز داستان ہے۔ لیکن اِتنی پُرلطف ہے کہ اِس کا ایک ایک لفظ پڑھنے والے کے لئے آبِ حیات کا جُرعہ ثابت ہوگا۔

یہ ناول ایک باکمال ناول نگار کا شاہکار ہے جو پڑھنے والے کی دلچسپی کا سامان ہی فراہم نہیں کرتا، اُسے زندگی کے تلخ حقائق سے بھی روشناس کرتا ہے۔

مخمور جالندھری

کالکاجی ٹاؤن

۱۸ مارچ ۱۹۶۱ء

۱
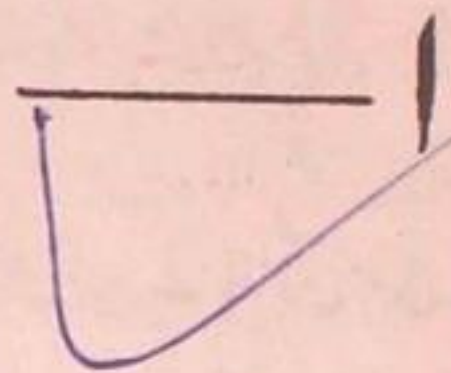
کمرے میں داخل ہوتے ہی روبو نے ڈبل روٹی، سموسے اور سفید شراب کی بوتل میز پر رکھ دی۔ وکٹوری نے شاید کام پر جانے سے پہلے انگیٹھی میں کافی کوئلے جھونک دیئے تھے۔ کوئلوں کی گیس سے کمرے میں دم گھٹا جا رہا تھا۔ اِس لئے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر روبو نے کھڑکی کھول دی اور چوکھٹ پر اپنی کہنیاں ٹیک کر باہر دیکھنے لگا۔

سامنے کچھ ریلوے کوارٹر تھے جن میں ویسٹرن ریلوے کمپنی کے ملازمین رہتے تھے۔ ڈاکخانہ کی عمارت تھی اور پھر اُس سے آگے سینٹ لازار۔ ے کا ریلوے اسٹیشن تھا جہاں پٹریوں پر ریل کے کچھ ڈبے کھڑے تھے۔ روبو ہاردوے میں اپنے ریلوے اسٹیشن سے اِس ریلوے اسٹیشن کا موازنہ کرنے لگا۔ جب بھی وہ پیرس آتا تھا تو وکٹوری کے کمرے میں رہا کرتا تھا۔

جو کھڑکی سے پیچھے ہٹ رہا تھا کہ کسی نے اُس کا نام لیکر اُسے آواز دی۔ یہ ریلوے گارڈ

داور نے تھا جو ریلوے کوارٹر میں اپنے باپ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے ساتھ رہتا تھا۔ اُس کی دو بہنیں تھیں۔ صوفی اور کلیر وہ بیس اور اٹھارہ برس کی دو حسین و جمیل لڑکیاں تھیں ہر وقت چہکتی رہتیں۔ اِس وقت بھی بڑی بہن اپنی نقرئی ہنسی کے دلآویز نغمے فضا میں بکھیر رہی تھی اور چھوٹی ٹھہن گا رہی تھی۔

"تمہیں پیرس میں دیکھ کر بہت حیرت ہو رہی ہے روبو!" داور نے بولا۔

مجھے کل صبح چھ بجکر چالیس منٹ کی گاڑی سے واپس جانا ہے۔ میں خوش ہوں کہ میری ملازمت محفوظ رہی!" روبو نے کہا۔

"تمہاری بیوی کیسی ہے؟" داور نے پوچھا۔

"اچھی ہے ۔۔ میرے ساتھ ہی آئی ہے ۔۔ کچھ سامان خریدنے بازار گئی ہوئی ہے ۔۔"

روبو نے جواب دیا۔ بس آتی ہی ہوگی۔ وکٹوری کی عین نوازش ہے کہ جب بھی ہم پیرس آتے ہیں وہ اپنا کمرہ ہمارے لیے خالی کر دیتی ہے۔"

اِتنے میں کسی نے اُونچے سُر میں پیانو بجانا شروع کر دیا۔ یہ شاید داور کی کوئی بہن تھی۔ اُس نے مسکرا کر روبو کی طرف دیکھا اور پھر اپنے کوارٹر کی ڈیوڑھی میں گُم ہو گیا۔ رُوبو کھڑکی میں کھڑا داور کے کوارٹر کی طرف دیکھتا رہا جس سے موسیقی کی مُسرت انگیز لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ کمرے کے کلاک نے تین بجائے تو اُس نے مڑتے ہوئے اپنے آپ سے کہا "سورین کو کیا ہو گیا؟ کہاں رُک گئی۔ ایک بار وہ کسی دوکان میں چلی جائے ہی پھر وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتی!" اُسے بھوک بہت ستا رہی تھی۔ اُس کے جی میں آئی کہ وہ میز پر کھانے کی چیزیں سجا دے۔ اُس نے کبرڈ کی الماری سے ایک سفید میز پوش نکالا اور میز پر بچھا دیا۔ سب چیزیں قرینے سے رکھ دیں۔ اُسے اپنی نو عمر بیوی سے بہت محبت تھی۔ اُسے خیال آیا کہ

جب وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوگی تو چاروں طرف مسکراہٹ کے پھول بکھیر دیگی۔ ایک جانفزا خوشبو سے سارا کمرہ معمور ہو جائے گا۔

روبو بہت بیتابی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اُس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی۔ وہ چالیس برس کا تھا لیکن چہرے پر صحت اور شباب کے آثار ابھی تک موجود تھے۔ اُس کی سُنہری ڈاڑھی ابھی تک گھنی تھی اور اُس میں ایک بھی سفید بال نہیں تھا۔ اُس نے اپنی شکل و شباہت پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اُس کی بیوی سورین اُس سے عمر میں پندرہ برس چھوٹی تھی۔ اپنی توانائی اور شگفتگی پر وہ بہت خوش ہوا۔ اُس کی بیوی کو اُس سے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔

قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سُنائی دی اور وہ دروازہ کھولنے کے لیئے دوڑا۔ اُس نے دروازہ کی درز میں سے باہر جھانکا اور مایوس ہو گیا۔ یہ تو پڑوسن تھی جو اسٹیشن پر کاغذ کے پھول بیچتی تھی اور اب گھر لوٹی تھی۔ روبو نے دروازہ بند کیا اور کُرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنی زندگی پر نظر ڈالی۔ وہ ایک گاڑیبان کا بیٹا تھا۔ فوج میں حوالدار رہا تھا۔ جنگ کے بعد جب وہ اپنے فرائضِ منصبی سے سبکدوش ہو کر گھر آیا تھا تو اُس نے پہلی بار اپنی بیوی کو دیکھا تھا، جو ڈوان والے سے مونسیور گرینڈ موران کی بیٹی مس برتھے کے ساتھ گاڑی پکڑنے کے لیے اُس کے قصبہ میں آیا کرتی تھی۔ سورین مالی کی لڑکی تھی جو جج گرینڈ موران کی خدمت کرتے ہوئے جہانِ فانی سے کوچ کر گیا تھا۔ جج گرینڈ موران سورین کا سرپرست اور نگران بن گیا تھا۔ وہ اُس کی بیٹی کی سہیلی بن گئی تھی۔ جج نے دونوں کو روآں کے اسکول میں داخل کر دیا تھا۔ سورین کے خد و خال اتنے دلکش تھے کہ اُسے دیکھتے ہی روبو دل دے بیٹھا تھا۔ اُس کے دل میں سورین کو حاصل کرنے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی تھی۔ سورین اگر قلاش بھی ہوتی

تو وہ اُس سے بے سوچے سمجھے شادی کرلیتا۔ آخرکار اُس نے جرأت سے کام لیا اور جج گرینڈ موران کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھدیا۔ وہ بہت خوش نصیب نکلا۔ جج گرینڈ موران نے سورین کو اُس کی دُلہن بنانا منظور کرلیا۔ سورین کو اُس نے جہیز میں دس ہزار فرانک دیئے۔ رد بو بیکار تھا۔ جج گرینڈ موران ویسٹرن ریلوے کمپنی کے ڈائریکٹروں کے بورڈ کا ممبر تھا۔ ردبو نے شادی کے ذریعہ خود کو ہاروے کا اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر پایا۔

ردبو ایک اچھا ملازم ثابت ہوا۔ وہ اپنا کام بہت باقاعدگی سے کرتا اس لیئے ریلوے کمپنی کو اُسے ملازم رکھ کر کوئی افسوس نہ ہوا۔ ردبو اپنی بیوی کا پرستار تھا جو اپنے ساتھ مسرت اور خوشحالی کا پیغام لائی تھی۔

اُس نے ایک بار اور آئینہ میں اپنی صورت دیکھی۔ اُس کے چہرے پر فکر و تشویش کے آثار ہویدا ہو رہے تھے۔ پیرس ایک ہنگامہ پرور شہر ہے۔ کسی وقت بھی کوئی حادثہ ہو سکتا ہے سڑکوں پر تو بے پناہ بھیڑ ہوتی ہے۔

اتنے میں دروازہ کھلا۔ اُس کی بیوی تازگی، دلکشی اور نکہت لیئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی — "میں آگئی پیارے — اور تم سوچ رہے ہوگے کہ میں پیرس کے وسیع و عریض شہر میں کہیں گم ہوگئی ہوں!"

پچیس برس کی سورین کا بوٹا سا قد تھا۔ وہ ایک نرم شاخ کی طرح لچکیلی تھی۔ بھرے بھرے ہونٹ، سیاہ بال، موٹی موٹی آنکھیں اور خمدار ابرو۔ اُسے دیکھتے ہی اُس کے قدموں میں سر رکھ دینے کو جی چاہتا تھا۔

ردبو اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا بتاؤں اتنی بھیڑ تھی کہ راستہ تلاش کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ پھر بس بھی تو نہیں ملی

ٹیکسی پر اتنے روپے کون ضائع کرتا — میں دوڑتی ہوئی آرہی ہوں۔"

"رہنے بھی دو — تمہیں میرے اضطراب اور پریشانی کا کوئی خیال نہیں۔"

"کیوں نہیں —" سورین نے اپنے شوہر کے سینہ پر اپنا سر رکھ دیا۔ "تمہیں شاید معلوم نہیں کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔"

اُس کے بدن کے روئیں روئیں سے خلوص ٹپک رہا تھا۔ روبو بہت متاثر ہوا اور اُس نے اپنی بیوی کو سینے سے لگا لیا۔ جب بھی اُس کی بیوی باہر جا کر دیر سے لوٹتی تھی، روبو کے دل میں بھیانک شکوک کی چنگاریاں سلگنے لگتی تھیں لیکن سورین کا پیار ایک تیز دھارے کی طرح اُس کے شکوک کو بہالے جاتا تھا اور اُسے اپنے شکوک پر بہت غصہ آتا تھا۔

"میری جان — تمہیں پیدل آنا پڑا!"

"ہاں — ذرا ٹھہرو —" سورین نے اپنے شوہر سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے لیے ایک تحفہ لائی ہوں۔" اُس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نہایت نفیس چاقو نکالا۔ روبو کا پہلا چاقو کھو گیا تھا۔ نیا چاقو دیکھ کر اُس کی آنکھیں مُسرت سے چمکنے لگیں۔

"مگر اپنے لئے کیا لائی ہو؟" روبو نے اُس پارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اُس کی بیوی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرسی پر پٹک دیا تھا۔

"پہلے کچھ کھا تو لیں ......" سورین نے ایک ادا کے ساتھ میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

دونوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔

سورین جب بھی پیرس آتی تھی تو پس انداز کی ہوئی ساری رقم اپنے ملبوسات پر صرف کر دیتی تھی۔

روبو نے پارسل کھولا تو سورین بولی۔ "تین سو فرانک خرچ کیے ہیں!"

تو وہ ، "تمہیں شاید یاد نہیں۔ شادی کے بعد تم نے کہا تھا۔ مجھے صرف دو جوڑے کپڑے چاہئیں۔ تم بھول جاتی ہو کہ تم ایک اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کی بیوی ہو!"

"میں کیا کرتی اتنے اچھے کپڑے سستے داموں پر مِل رہے تھے۔ اِس موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتی۔ ہارڈے میں تو ایسے کپڑے دُگنے دام دے کر بھی نہ مِلتے۔" رُوبو کھِلکھلا کر ہنس پڑا۔ اُس کی بیوی مسرّت کے عالم میں بیحد حسین معلوم ہو رہی تھی۔

"تمہیں ملازمت سے برطرف کیا جا رہا تھا۔ تم بچ گئے ۔۔۔ اِس خوشی میں اگر میں نے تین سو فرانک خرچ کر دیئے تو کونسا گناہ کر دیا!" سورین نے شکوہ کیا۔

روبو خاموش رہا ۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا اگر اُس کی ملازمت جاتی رہتی تو اُس کا کیا حشر ہوتا۔ بات یہ ہوئی تھی کہ ایک پولیس افسر اپنے کتے کے ساتھ فرسٹ کلاس کے ڈبے میں سفر کرنا چاہتا تھا۔ قانون کی رُو سے جانوروں کے ساتھ سیکنڈ کلاس کے مخصوص ڈبوں میں سفر کرنے کی اجازت تھی۔ اُس کا پولیس افسر سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ اُس نے پولیس افسر کو فرسٹ کلاس کے ڈبے میں سفر نہیں کرنے دیا تھا اور کہا تھا ۔۔ "تم ہمیشہ ہم پر حکمرانی نہیں کر سکو گے!" اُس کے اِس جملہ سے بغاوت کی بُو آتی تھی ۔۔ پولیس افسر نے اُس کی شکایت کر دی۔ وہ بیکار ہونے سے بال بال بچا۔ درحقیقت جج گرینڈ مورن ایک بار پھر آڑے آیا۔ پھر بھی اُسے "معافی نامہ" لکھ کر دینا پڑا۔

"میری بات سچی نکلی کہ نہیں!" سورین نے اپنے شوہر کو چُپ دیکھ کر کہا۔ "میں نے کیا کہا تھا کہ جج کے پاس جاؤ۔ بگڑا ہوا کام سنور جائے گا۔"

"جج گرینڈ مورن کو تم سے بہت اُنس ہے!" روبو بولا ۔۔ "اور . . . . اور ویسٹرن ریلوے کمپنی کے حکام اُس کی بات کو ٹال نہیں سکتے!"

"ہاں جج گرینڈ مورن کے اثر ورسوخ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔"

دونوں خاموش ہو گئے۔ سورین گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اُسے اپنے بچپن کے دن یاد آ گئے ــــ اُس نے اپنی ماں کی صورت نہیں دیکھی تھی جو اُس کے پیدا ہوتے ہی چل بسی تھی۔ جب اُس کے والد آبری کا انتقال ہوا تھا تو اُس کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ جج گرینڈ مورن بھی رنڈوا ہو چکا تھا۔ اُس نے اُس پر ترس کھایا اور اپنی بیٹی برنتھے کی اُسے ہمجولی بنا دیا۔ جج کی بیوہ بہن مادام بونے ہاں برتھے اور سورین کی دیکھ بھال کیا کرتی۔ سورین کی شادی کے چھ ماہ بعد مسٹر راجستائے سے برنتھے کی شادی بھی ہو گئی۔ اُس کا شوہر رواں کی عدالت کا مُشیر تھا اور جج گرینڈ مورن اُس عدالت کا صدر تھا اِس لئے اُس نے اپنے داماد کو یہ آسامی دلوادی اُس وقت سُورین اپنے سرپرست اور بہی خواہ جج کے متعلق سوچ رہی تھی۔ جج کا قد چھوٹا اور جسم بہت گٹھیلا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" روبو نے پوچھا۔

سورین کانپ اُٹھی۔ "کوئی خاص بات نہیں۔"

"کیا تمہیں بھوک نہیں لگ رہی ہے۔ تم کچھ کھا نہیں رہی ہو؟" روبو نے گلاس میں سفید شراب اُنڈیلتے ہوئے کہا۔

"میں تو بہت کچھ کھا چکی ہوں۔ اچھا اگر تم کہتے ہو تو یہ لو۔ ۔ ۔ ؟ سورین تیزی سے نوالے توڑنے لگی۔ ڈبل روٹی جلد ختم ہو گئی۔ ابھی اتنا پنیر باقی پڑا تھا۔ روبو اُٹھ کر کچن میں گیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ وکٹوری نے روٹی کا کچھ ٹکڑا تو بچا کر نہیں رکھ چھوڑا ہے اتفاق سے اُسے باسی روٹی مل گئی باسی روٹی کے ساتھ پنیر کا بہت مزہ آیا۔ دونوں اپنی اس خوش نصیبی پر مُسکرا دیئے۔ دونوں نے جی ہی جی میں وکٹوری کو دُعا ر دی۔

وکٹوری جج گرینڈ مورن کے یہاں آیا کا کام کیا کرتی تھی۔ سورین نے اُس کا دُودھ پیا تھا۔ وکٹوری ابھی کنواری ہی تھی کہ اُس کی عصمت کا شیشہ ٹوٹ گیا تھا ۔ ایک مرے ہوئے بچے کی ماں بننے کے بعد وہ آیا بن گئی تھی۔ جج گرینڈ مورن نے اُس پر بھی بہت احسانات کئے تھے۔ ریلوے کمپنی کے ایک فورمین سے اُس کی شادی کردی تھی۔ وکٹوری نے آیا کا کام چھوڑ دیا تھا اور اب وہ اسٹیشن پر ویٹنگ رُوم میں مُسافروں کی دیکھ بھال پر مامور تھی۔ دونوں میاں بیوی کماتے تھے اور خوش تھے۔ وکٹوری کو دن رات اسٹیشن پر رہنا پڑتا تھا اس لئے سورین جب بھی اپنے شوہر کے ساتھ پیرس آیا کرتی تھی تو اُنھیں رات بسر کرنے کے لئے وکٹوری کا کمرہ مِلجاتا تھا

"میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ تم نے جج گرینڈ مورن کی دعوت کیوں ٹھکرادی۔" روبو نے اچانک سوال کیا۔ "اُس نے کہا تھا کہ دو روز کے لئے تم اُس کے پاس چلی آؤ ۔ تم نے اُس دعوت کو منظور نہ کیا ۔ آخر کیا بات تھی ؟"

دراصل روبو کو جج گرینڈ مورن سے اپنی آج کی ملاقات یاد آگئی تھی۔ وہ روجیرگی کے مکان میں جہاں جج ٹھہرا ہوا تھا اُس کا شکریہ ادا کرنے گئے تھے۔ جج نے اُس موقع پر سورین سے کہا تھا۔ "میں آج ہی ڈون ولے واپس جارہا ہوں۔ بر تھے بھی آئی ہوئی ہے۔ وہ تمہیں یاد کررہی تھی۔ تم ایک دو روز کے لئے وہاں کیوں نہیں آجاتیں۔ بر تھے تم سے مِلکر بہت خوش ہوگی۔"

"اِن دِنوں ذرا میرا گھر سے نِکلنا دُشوار ہے۔" سورین نے جواب دیا تھا۔

روبو کو اپنی بیوی کے اِس رویّہ پر حیرت ہوئی تھی۔ حال ہی میں جج نے اپنے اثر و رسُوخ سے کام لے کر اُس کی ملازمت بچائی تھی اِس لئے بیوی کا اِنکار اُسے اچھا نہ معلوم ہوا۔

"تم نے جج کو مایوس کیا اچھا نہیں کیا ۔ اِس سے پھر بھی کام پڑ سکتا ہے۔ میرا کیا تھا میں دو دِنوں کے لئے تمہاری جُدائی کا صدمہ برداشت کرلیتا۔ جج کی درخواست یوں ٹھکرا دی

عقلمندی نہیں ۔ تم اُس کے یہاں کیوں نہیں جانا چاہتیں ؟"

"میں تمہیں تنہا کیسے چھوڑ دوں ۔" سورین نے پیار سے کہا۔

"ہماری شادی کو تین برس ہو گئے ہیں تم جج کے یہاں صرف دو بار گئی ہو۔ تیسری بار وہاں جانے میں کیا مضائقہ تھا ؟"

شوہر کے اصرار پر نوجوان عورت کی بیکلی بڑھ گئی اور وہ بولی ۔ "اگر تم سچ پوچھنا چاہتے تو میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں وہاں بالکل نہیں جانا چاہتی ۔۔ مجھے اُمید ہے کہ تم مجبور نہیں کرو گے ۔"

ردبو نے اپنا بازو بڑھا کر سورین کو گلے سے لگا لیا ۔ وہ اپنی بیوی کو کسی بات کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ یک بیک اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اُس کی بیوی اُس سے کچھ چھپا رہی تھی ۔ اُس نے پُوچھا ۔ "پچھلی بار جب تم اُس کے یہاں گئی تھیں تو کیا مادام بونے ہاں نے تم سے اچھا سلوک نہیں کیا تھا ؟"

"نہیں ۔۔ نہیں ۔۔ مادام بونے ہاں تو مجھ پر بہت مہربان ہے ۔۔۔ ڈُون وِلے میں تو لوگ اُس کی پرستش کرتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ بیوہ ہے ۔۔ بہت سے مرد اُس کے دوست ہیں لیکن وہ ایک قابلِ احترام عورت ہے !"

"تو پھر برتھے اور اُس کا شوہر تم سے سرد مہری سے پیش آتے ہوں گے ؟"

"نہیں ۔۔ نہیں ۔۔ برتھے اب بھی مجھے اپنی سہیلی سمجھتی ہے ۔۔ اُس کا شوہر بدصورت سہی لیکن دل کا بُرا نہیں ۔"

"اگر یہ بات بھی نہیں تو گربنڈ موران نے تمہیں شکایت کا کوئی موقع دیا ہو گا ؟"

"جج تم کیسی مضحکہ خیز باتیں کر رہے ہو !" سورین نے جزبز ہو کر کہا ۔ "جج گربنڈ موران

...جھ سے بہت ہمدردانہ سلوک کرتا رہا ہے۔ میں ابھی ننھی سی بچی تھی۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلا کرتی۔ اگر جج ہمارے قریب سے گزرتا تو سبھی بچے اِدھر اُدھر چھپ جاتے لیکن میں اُس سے بالکل نہ ڈرتی۔ وہ میری پیٹھ پر تھپکی دیتا اور سَر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرتا۔ جب میں سولہ برس کی ہوئی تو برتھے مجھے ہی اپنی مطلوبہ چیز لانے کے لیئے اُس کے پاس بھیجا کرتی۔ مجھے یقین ہوتا تھا کہ میں اُس سے جو کچھ بھی مانگوں گی مجھے مِل جائے گا۔ یہ سب باتیں مجھے یاد آ رہی ہیں۔ مجھے ڈزان وِلے کے بنگلہ کا ایک ایک کمرہ اور ایک ایک روش یاد ہے!"

وہ خاموش ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا اُس کے رُخسار پرانی یادوں سے تمتما اُٹھے...

"میں جانتا ہوں، جج تم پر بہت مہربان رہا ہے۔ اُس نے نہ صرف تمہیں اعلیٰ گھرانوں کی لڑکیوں کی طرح تعلیم دلوائی ہے بلکہ اُس نے شادی پر تمہیں ایک معقول رقم بھی دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مرنے کے وقت بھی تمہیں فراموش نہیں کریگا۔"

"ہاں مجھے معلوم ہے۔ ایک بار اُس نے اِشارہ کیا تھا کہ مافراس کر اِس کے قصبہ کا مکان مجھے ملے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر میں اب اُس سے کوئی اور توقع وابستہ نہیں کرنا چاہتی۔ برتھے کا شوہر اس کوشش میں ہے کہ جج اپنی وصیت میں میرے نام کچھ نہ چھوڑ جائے۔ میری اپنی یہ خواہش بھی ہے کہ جج میرے لیئے ایک کوڑی چھوڑ کر نہ جائے۔"

آخری الفاظ سورین نے کچھ اتنی قوت سے ادا کیئے کہ اُس کا شوہر بھونچکا رہ گیا۔ وہ بولا۔ "تم بہت عجیب و غریب لڑکی ہو۔ ساری دُنیا جانتی ہے کہ جج کروڑپتی ہے اگر وہ تمہارے نام کچھ چھوڑ جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے، کسی کو اس بات پر حیرت نہ ہوگی آخر اُس نے اپنی بیٹی کی طرح تمہاری پرورش کی ہے۔" اِس کے بعد اچانک اُسے ایک خیال آیا۔ "کہیں تم اِس بات سے تو نہیں ڈرتی ہو کہ لوگ تمہیں اُس کی بیٹی نہیں سمجھیں گے ___" وہ ...

اور بولا۔ "تم تو جانتی ہو لوگ جج کو بہت رنگین مزاج سمجھتے ہیں۔ اِس کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے جب اُس کی بیوی زندہ تھی تو وہ گھر کی کنیزوں سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھتا تھا۔"

سورین برافروختہ ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی، اُس کے رُخسار شعلہ گوں ہو گئے۔ "کیا ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے؟" اُس نے اپنے سیاہ بالوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

روبو مُسکرا دیا اُس نے اپنی بیوی کو اس طرح پہلے کبھی مشتعل نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے سوچا شاید سفید شراب اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ روبو نے نیا چاقو اُٹھایا اور اُس کے پھل کی تیز دھار کا مظاہرہ کرنے کے لئے اپنے ناخن کاٹنے لگا۔

سورین کھڑکی میں جھک کر کھڑی ہو گئی اور بیرونی منظر دیکھنے لگی۔ روبو بھی اپنی جگہ سے اُٹھا اور اُس نے کھڑکی کے قریب جا کر اپنی بیوی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مجھے تنہا چھوڑ دو۔" سورین نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

شراب نے روبو کا لہو گرما دیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کو گرسنہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اُس نے اپنی بیوی کو باہوں کے حلقہ میں لینا چاہا۔

"تم بھول رہے ہو کہ ہم اپنے گھر میں نہیں ہیں۔۔۔"

سورین نے آجتک اپنے شوہر کی کسی خواہش کو ٹھکرایا نہیں تھا۔ آج جانے کیوں وہ اُس سے دُور رہنا چاہتی تھی۔ "مجھے چھوڑ دو!" اور ایک ناگن کی طرح بل کھاتی ہوئی اُس سے دُور ہٹ گئی۔

اتنے میں روبو کا نشہ ہرن ہو گیا۔ وہ کرسی پر جا بیٹھا۔ سامنے اُس کی بیوی بیٹھی تھی۔ اُس نے سورین کا بایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اچانک اُس کی نگاہ انگوٹھی پر پڑی۔ یہ انگوٹھی اُس نے بیوی کو نہیں دی تھی۔ اُس کی انگوٹھی تو سورین نے اپنے دائیں ہاتھ کی اُنگلی میں پہن رکھی تھی۔

"اُس انگوٹھی کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ — جب میں سولہ برس کی تھی تو جج گریند موردن نے میرے جنم دن پر یہ انگوٹھی ماقراس کر اِس میں مجھے دی تھی۔"

روبو اور بھی حیران ہوا — "تم نے تو مجھے بتایا تھا یہ انگوٹھی تمہاری ماں تمہارے لیے چھوڑ گئی تھی۔"

سورین کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ اپنے اِن الفاظ کو واپس لے سکتی تھی جو اُسکے مُنہ سے اچانک نکل گئے تھے۔ اُسے چاہیے تھا کہ اس گھڑی وہ ہنس پڑتی اور اپنی بھول کا اعتراف کر لیتی۔ لیکن اُس نے ہٹ دھرمی سے کام لیا اور بولی — "میں نے یہ کب بتایا تھا کہ یہ انگوٹھی میری ماں میرے لئے چھوڑ گئی ہے؟"

"کیا کہا —" روبو نے غصہ سے بھری آواز میں کہا۔ "یہ بات تم مجھے بیسیوں بار بتا چکی ہو۔ تمہارے اِس انکار سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جج نے تمہیں یہ انگوٹھی بے مدعا نہیں دی — اُس نے تمہیں اور بھی بہت سی چیزیں دی ہوں گی۔" اُس نے طنز آمیز لہجے میں کہا۔ "تم جھوٹ کیوں بولتی رہی ہو؟"

"پیارے میں نے تم سے کبھی جھوٹ نہیں بولا —" سورین کو اب اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ اب اپنے الفاظ واپس لینا چاہتی تھی۔ لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا ہے اور اب وہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اُس کے لب پھڑ پھڑانے لگے۔ اُس کا شوہر اُس کی طرف تیکھی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ سورین کی شش و پنج نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

"اوہ میرے خدا — میں کتنا احمق بنا رہا! —" اور پھر روبو نے دانت بھینچ کر کہا — "بے وفا —— تمہاری خاموشی نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے!"

اُس کے مُنہ سے جھاگ نکلنے لگا۔ اُس کے ہونٹ جیسے چپک کر رہ گئے۔ اُس کا ہاتھ اُٹھا اور اُس نے اپنی بیوی کے پھول سے رُخسار پر ایک زناٹے دار چانٹا رسید کیا۔ "ملن لو۔۔ کہ جج کے ساتھ تمہارے تعلقات تھے!"

"نہیں ۔۔۔ تم مجھ پر بہتان لگا رہے ہو!"

اُس نے بیوی کو گردن سے پکڑ کر زمین پر ٹیک دیا۔ "اپنے گناہ کا اقبال کرو!" سورین نے کنکھیوں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اِس وقت غصہ میں رو بوؤ اسے قتل بھی کر سکتا تھا۔ اُس نے اِس تناؤ کو ختم کرنے کے لیئے کہا ۔۔۔ "اگر تم سچ جاننا چاہتے ہو تو سُنو ۔۔۔ میں گنہگار ہوں۔"

یہ اعتراف سورین کی ایک اور عظیم غلطی تھا اُس کا یہ اعتراف رو بو کے دل پر کاری ضرب کی طرح پڑا۔ وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ اپنی بیوی کو اندھا دُھند پیٹنے لگا۔ آخر کار تھک گیا۔ کُرسی پر بیٹھ کر اُس نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر نیل پڑ گئے تھے۔

"اوہ میرے خدا ۔۔۔ مجھے اِس فریب کی اُمید نہیں تھی!" ایک بار پھر اُسے غصہ آیا اور وہ دانت کٹکٹا کر بولا۔ "اُس وقت تمہاری عمر کیا تھی ۔۔۔؟ جج نے یقیناً تمہیں بچپن ہی میں کلی سے پھول بنا دیا ہوگا۔"

سورین زور زور سے سسکیاں بھرنے لگی۔ سسکیوں نے اُس کے لب سی دیئے۔

"کیا تم میرے سوال کا جواب نہیں دو گی؟ مجھے ایک ایک بات بتا دو۔ اوہ میرے خدا!۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ جج تم پر اتنا مہربان کیوں تھا۔ اُس نے تم سے شادی کے لئے میری درخواست فوراً کیوں قبول کر لی تھی۔ اوہ میرے خدا!۔ بیوفا عورت بار بار بیوفائی کر سکتی ہے ۔۔۔ ہاں جواب دو ۔۔ اُس وقت تمہاری عمر کیا تھی؟"

شوہر کے اصرار پر سورین نے بھی شرم و حجاب کا دامن جھٹک دیا اور اُس نے سسکیوں میں سارا قصّہ کہہ سُنایا۔

---

۲ ———

رولو نے اپنا سر پیٹ لیا۔ "اوہ میرے خدا — کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟" اور پھر وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر سورین کی طرف بڑھا۔ "تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟ مجھے دھوکا کیوں دیا؟ یہ ذلیل حرکت کیوں کی۔ تمہیں مجھ سے نفرت تھی تو اپنے پیار کا فریب کیوں دیا؟ — مذموم ترین مجرم کا بھی اپنا ضمیر ہوتا ہے۔ بتاؤ تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟"

سورین اپنے اعتراف کا بوجھ اپنے سر سے اُتار کر دلیر ہو چکی تھی — "تم نے خود شادی کی پیش کش کی تھی۔ یہ درست ہے کہ مجھے تم سے محبت نہیں تھی لیکن میں گرینڈ موران سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔"

"نہیں — نہیں — گرینڈ موران تم سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا اور اُسے [illegible]سا احمق مل گیا۔ اندھے کو کیا چاہیئے تھا۔ دو آنکھیں۔ اُسے تمہارے لئے ایک سادہ لوح

شوہر کی ضرورت تھی تاکہ وہ تم سے اپنے تعلقات کو جاری رکھ سکے ۔۔۔ شادی کے بعد اُس نے تمہیں دو بلہ اپنے یہاں کیا اِس مقصد کے لئے نہیں بُلوایا تھا ؟"۔

سورین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ آج بھی اُس نے تمہیں اِسی مقصد کے لئے دعوت دی تھی ؟"

"نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ میں نے اُس کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا ۔۔۔ میں تمہارے پاس رہنا چاہتی تھی۔ کیا تم دیکھ نہیں سکتے کہ مجھے تم سے محبت نہیں، پھر بھی میں تم سے پیار کرتی ہوں اور گرینڈ مورن کی صورت نہیں دیکھنا چاہتی۔" سورین کے لب و لہجہ میں پُر خلوص کی جھلک نمایاں ہو گئی تھی جس سے ردبو بہت متاثر ہوا۔ اچانک اُس کی بیوی کے بائیں ہاتھ کی اُنگلی میں پڑی ہوئی انگوٹھی سے ایک کرن پھوٹی ۔۔۔ وہ لپک کر اُٹھا۔ اُس نے وہ انگوٹھی سورین کی اُنگلی سے نوچ لی اور پھر اُسے قدموں تلے مسل دیا۔

غصہ رہ رہ کر اُس کے دل میں جوش مار رہا تھا ۔۔۔ اوہ میرے خدا میں کیا کروں ؟ کہاں جاؤں ؟"

سورین اپنے شوہر کی نقل و حرکت کا بہت غور سے جائزہ لے رہی تھی۔ اُس کے کرب و اضطراب پر اُسے ترس آرہا تھا۔ اپنے شوہر کے لئے ہمدردی کا جذبہ اُس کی رگوں میں سرسرا رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر اُسے گلے سے لگانا چاہتی تھی اور اُسے بتانا چاہتی تھی کہ ناپختگی کی اِس غلطی کے باوجود وہ عِفّت مآب ہے۔ ردبو کے ہوتے اُس نے کسی مرد کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا۔

"اوہ میرے خدا ۔۔۔ میں کیا کروں ۔۔۔ کہاں جاؤں ۔۔۔" اُس کا شوہر کمرے میں ٹہل رہا تھا اور یہ جملہ بار بار دُھرا رہا تھا۔ اُس نے اُٹھ کر اپنے شوہر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مجھے تم سے محبت ہے ردبو۔ اگر تم سے محبت نہ ہوتی تو میں نے گرینڈ مورن کی دعوت

قبول کرلی ہوتی — پیارے ہوش میں آؤ۔"

روبو سر پکڑ کر بیٹھ گیا — میں اُسے قتل کر دوں گا — میں اُس کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑوا دوں گا۔"

اُس نے میز پر کھلا ہوا چاقو اُٹھایا اور اُسے بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔

روبو کھڑکی میں کھڑا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔" بعض اوقات چند گھڑیاں ایک طویل زمانے کے برابر ہوتی ہیں۔ اِن چند گھڑیوں میں کیا کچھ نہیں ہوا۔ جیسے میری ساری عمر بیت گئی ہو۔"

اور پھر اُس نے مڑ کر کلاک کی طرف دیکھا۔" ابھی کافی وقت ہے۔"

سورین اپنے شوہر کی نقل و حرکت خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ میز کی دراز میں کچھ ٹٹول رہا تھا۔ اُس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا اور پنسل نکالی اور بولا۔" تمہیں لکھنا ہوگا۔"

"کیا لکھنا ہوگا اور کسے لکھنا ہوگا؟ سورین نے پوچھا۔

"اُسے لکھنا ہوگا۔ لو یہ پنسل۔"

اُس نے پنسل پکڑ لی۔ روبو نے لکھوانا شروع کیا — "لکھو — آج رات کے ساڑھے نو بجے کی گاڑی پر سوار ہو جاؤ — لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کی کوشش کرنا — میں نروآں کے اسٹیشن پر تم سے آملوں گی۔"

"میں اُس سے نہیں ملنا چاہتی" — سورین نے احتجاج کیا۔

"میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں لکھو" روبو نے سخت گیر لہجہ میں حکم دیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ جو کچھ میں کروں گا — اُسمیں شریک ہوگی۔ اِس طرح ہم ہمیشہ کے لئے ایکساتھ رہ سکیں گے۔ ہم دونوں کے درمیان

ایک ناقابلِ شکست رشتہ قائم ہو جائے گا۔"

وہ خوف سے لرز اُٹھی۔

"مجھے بتاؤ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں جو کچھ کہتا ہوں — فوراً لکھ دو —!" رد بو نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

سورین نے اپنے شوہر کے بتائے ہوئے جملے کاغذ پر لکھ دیئے۔

"تم بہت اچھی لڑکی ہو! —" رد بو نے اُس کے شانوں پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ "آؤ اب اِس کمرے کی بکھری ہوئی چیزیں قرینے سے رکھ دیں۔ اِس کام سے فارغ ہو کر رد بو دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔

وہ نو بجے واپس آیا۔ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ ساڑھے نو بجے کی گاڑی آنے میں دس منٹ باقی تھے — دونوں تیار ہو کر وکٹوری کے کمرے سے باہر نکلے اور ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑے۔ پلیٹ فارم پر رد بو نے وکٹوری کو اُس کے کمرے کی کُنجی دیدی اور اُس کا شکریہ ادا کیا۔

ریلوے پلیٹ فارم پر چہل پہل میں اضافہ ہو گیا۔ قُلی اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ گارڈ ڈاورنے بھی وہاں گھوم رہا تھا۔ اُس نے رد بو کو دیکھا تو قریب آگیا۔ گارڈ ڈاورنے نے بتایا کہ ہاورے ریلوے اسٹیشن پر ڈرائیور لانتیر اور وکٹوری کے شوہر فورمین پیکیوئی کے انجن میں خرابی پیدا ہو گئی اس لئے انجن کی جب تک مکمل طور سے مرمت نہیں ہو جاتی دونوں وہیں رہیں گے۔ لانتیر اور فورمین پیکیوئی کے انجن کا نام لیزاں تھا اور وہ دونوں اپنے انجن سے بیحد محبت کرتے تھے۔

اتنے میں ساڑھے نو بجے کی ایکسپریس آگئی۔ رد بو نے ایک ڈبہ انتخاب کیا اور اپنی بیوی کا بازو تھام کر اُسے بہت احتیاط سے اُس ڈبہ میں پہنچا دیا۔ دونوں ڈبے کی کھڑکی سے

پلیٹ فارم پر نظر دوڑانے لگے۔ گاڑی چھوٹنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے۔ اُنہوں نے ایک مُسافر کو فرسٹ کلاس کے ڈبہ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اُس مُسافر نے اپنے بڑے کوٹ میں اپنا مُنہ چھپا رکھا تھا ـــ مگر اُس کی سفید ڈاڑھی کے بال کوٹ کے کالر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مُسکرا دیئے۔ آنے والا مُسافر جج گرینڈ موران تھا۔ جب وہ لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا اپنے ڈبہ میں سوار ہو گیا تو سورین کی رگوں میں کپکپی دوڑ گئی۔ اُس کے شوہر نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر زور سے دبایا ـــــــ ردبو بجد مطمئن نظر آرہا تھا۔

اُن کے ڈبہ میں ایک اور عورت سوار ہوئی۔ اُس نے سیاہ رنگ کا ماتمی لباس پہن رکھا تھا ردبو کو اُس عورت کی موجودگی بہت کھلنے لگی۔ وہ کسمسا کر رہ گیا۔ اسٹینٹ اسٹیشن ماسٹر نے سبز رنگ کی لالٹین دکھائی۔ گارڈ نے سیٹی دی اور گاڑی آہستہ آہستہ پلیٹ فارم سے رینگنے لگی۔

۳

مافراس کراس گاؤں میں جج گریبنڈ موران کا مکان، احاطہ اور آس پاس کی زمین ریل کی پٹری کے باعث دو ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے ۔ مکان ریل کی پٹری سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ جب بھی ریل گاڑی اُدھر سے گزرتی ہے مکان کی دیواریں کانپنے لگتی ہیں۔ اُس مکان کے قریب سے ایک پگڈنڈی گزرتی ہے جو ڈون وِلے جج گریبنڈ موران کی جاگیر تک جاتی ہے۔ مافراس کراس میں کوئی جاذبیت نہیں۔ یہ ایک دُور افتادہ گاؤں ہے جہاں کبھی کوئی نہیں آتا۔

اُس شام کو مافراس کراس پر دُھند چھائی ہوئی تھی۔ ایک شخص قریبی ریلوے اسٹیشن پر گاڑی سے اُتر کر سیدھا اُس گاؤں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ شخص تیز تیز قدم اُٹھا رہا تھا۔ جیسے اُس گاؤں کی ویران اور سُنسان فضاء سے خوفزدہ ہو۔ ریلوے گیٹ کے چوکیدار

کواٹر کے باغ میں لمبے قد کی ایک نوجوان لڑکی کنوئیں سے پانی کھینچ رہی تھی۔ وہ ایک مضبوط اور توانا دوشیزہ تھی۔ ابھرا ہوا سینہ، پتلی کمر، بھاری کولہے۔ موٹے موٹے ہونٹ۔ غلافی آنکھیں اور گول پنڈلیاں۔ وہ خوبصورت نہیں تھی۔ لیکن اُس کا جسم بہت ہی دلآویز تھا۔

اُس نے دھند میں اپنی آنکھوں پر ہتھیلی کا سایہ کرتے ہوئے اُس شخص کی طرف دیکھا جو تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا اپنی دھن میں مگن جا رہا تھا۔ نوجوان لڑکی نے بالٹی کنوئیں پر رکھدی اور زور سے چلائی ـــ "ارے یہ تو لانتیر ہے!"

وہ شخص وہیں ٹھٹھک کر رُک گیا۔ لانتیر ۲۴ برس کا سجیلا جوان تھا۔ بیضوی چہرہ، گھنے ابرو اور ستواں ناک ـــ کانسی کی طرح اُس کا رنگ اُس کی قوت و توانائی کا آئینہ دار تھا۔

"شام بخیر فلورا!" اُس نے قریب آکر کہا۔

فلورا کی نگاہیں اُس کے چہرے پر ایک لمحہ کے لئے جم کر رہ گئیں ـــ وہ کتنا بدل گیا تھا۔ مردانہ قوت کا ایک مجسمہ نظر آرہا تھا۔ دفعتاً فلورا کے ہونٹوں پر تبسم کی ایک مسحور کُن لکیر نمودار ہوئی۔ اُس نے دیکھا کہ لانتیر کا شرمیلا پن ابھی تک قائم تھا۔ عورت کا سامنا ہوتے ہی اُس میں جو گھبراہٹ پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ آج بھی اُس میں موجود تھی۔

لانتیر نے اپنی گھبراہٹ چھپانے کے لئے پوچھا۔ کیا میری ماں گھر پر ہی ہے؟" لانتیر جانتا تھا کہ اُس کی ماں گٹھیے کی مریضہ ہے۔ بستر کو چھوڑ نہیں سکتی لیکن پھر بھی اُس نے یہ سوال کر دیا تھا اور اسی سوال سے اُس کی گھبراہٹ نمایاں تھی۔

فلورا ہنس پڑی۔ اُس ہنسی نے اُس کے سارے جسم کو قہقہہ زار بنا دیا۔ لانتیر نے فلورا کی طرف غور سے دیکھا۔ یہ فلورا وہ نہیں تھی جسے وہ جانتا تھا۔ آج وہ لذیذ پھلوں سے لدا ہوا [illegible] نظر آرہی تھی۔ لانتیر کی اُس نگاہ کی تاب نہ لاتے ہوئے فلورا مڑی اور کنوئیں پر پہنچ گئی۔

لانیتر نے چھوٹا سا باغ پار کیا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ اُس کی ماں فیزی، بازووں والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے کمبل سے اپنے پاؤں ڈھانپ رکھے تھے۔ وہ اُس کی سوتیلی ماں تھی ابھی وہ چھ ہی برس کا تھا کہ اُس کے ماں باپ پیرس کے وسیع شہر میں کہیں لاپتہ ہو گئے تھے۔ اُس کی موسی فیزی نے اُسے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ وہ اپنی موسی کا شکر گزار تھا اس لئے کہ اُس نے اُسے ایک ٹیکنیکل کالج میں تعلیم پانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر لانیتر دلیٹرن ریلوے کمپنی میں فرسٹ کلاس ڈرائیور بن گیا تھا۔ جب بھی برس دو برس کے بعد اس کا جی چاہتا تھا وہ اپنی سوتیلی ماں سے ملنے آتا تھا۔ فیزی نے اپنے پہلے شوہر کی وفات کے بعد ریلوے پھاٹک کے چوکیدار میبارڈ سے شادی کر لی تھی۔ اُس کی عمر ۴۵ برس کی تھی۔ لیکن وہ ساٹھ برس کی بڑھیا معلوم ہوتی تھی۔ بہت لاغر ہو گئی تھی۔ طویل بیماری نے اُسے مخبوط الحواس بنا دیا تھا۔

اُس نے لانیتر کو اپنے سامنے پایا تو مسرت سے چیخ اُٹھی — "اوہ میرا بیٹا! دو برس کے بعد گھر آئے ہو — کیا قد نکالا ہے تم نے —!"

لانیتر نے آگے بڑھ کر اُس کے رُخسار پر بوسہ دیا اور بولا — "ہاروے میں میرا انجن خراب ہو گیا۔ اس لئے مجھے دو روز کی چھٹی مل گئی۔ سوچا اپنی بیاری ماں سے ملتا چلوں —

"میں آج کی رات یہاں رہوں گا اور کل صبح واپس چلا جاؤں گا!"

فیزی نے اطمینان کا سانس لیا اور کہا — "میرے جگر کے ٹکڑے! میں تجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی ہوں۔ میں تیرے لئے تڑپ رہی تھی۔ میں بہت خوش ہوں۔ بہت ہی خوش ہوں!" اس کے بعد فیزی نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ اُس کا شوہر میبارڈ گیٹ کے قریب ٹہل رہا تھا — اُس نے دبی آواز میں کہا "بیٹا وہ مجھے زہر دے رہا ہے — میں مر رہی ہوں۔"

"تمہیں کون زہر دے رہا ہے ماں؟"

"میسارڈ اور کون ۔۔۔ میرا اپنا شوہر!"

"لانیٹرو نے بھی کھڑکی میں سے باہر جھانکا اور بولا۔" نہیں ۔ نہیں ماں ۔ یہ تمہارا وہم ہے ۔ میسارڈ تو بھولا بھولا اور سیدھا سادا آدمی ہے"

"تو اُسے نہیں جانتا بیٹا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ میرے لئے زہر آلود دوا لاتا ہے میں جب طاقتور تھی اُسے کچا چبا سکتی تھی لیکن اب وہ مجھے آہستہ آہستہ نگلتا جا رہا ہے۔"

"فیزی کو آج ایک طویل مدت کے بعد موقع نصیب ہوا تھا کہ وہ کسی سے دل کھول کر باتیں کر سکے ۔ اُس کا بیٹا غور سے اُس کی باتیں سُن رہا تھا اِس لئے آج وہ اپنے سینے میں دبی ہوئی ہزاروں باتیں اُگل دینا چاہتی تھی ۔ اُسے افسوس ہو رہا تھا کہ اُس نے دوبارہ شادی کیوں کی ۔۔۔ شادی کی تو میسارڈ سے کیوں کی جو کنگال تھا ۔ لالچی تھا اور کنجوس تھا اُس نے اپنی آنکھوں پر پٹی کیوں باندھ لی تھی ۔ دوسری شادی کے وقت اُس کی دو بیٹیاں تھیں ۔ ایک آٹھ برس کی اور دوسری سولہ برس کی ۔ اِن بیٹیوں کے ہوتے اُسے شادی کی کیوں سُوجھی ۔۔۔ جلد ہی اُس کی اِس حماقت کو دس برس ہو جائیں گے ۔

"میری بات سُن بیٹا ۔۔۔ وہ مجھے گھُن کی طرح چاٹ رہا ہے ۔ پستہ قد کا یہ دیو مجھے کھا جائے گا۔"

گھنٹیوں کی آواز سُن کر اُس نے پھر کھڑکی کے باہر دیکھا ۔ میسارڈ گھنٹی بجا رہا تھا ، اور فلورا پھاٹک بند کر رہی تھی ۔ اِس لئے کہ شام کی گاڑی اِدھر سے گزرنے والی تھی ۔

فیزی نے ایک بار پھر سرگوشی کے انداز میں کہا ۔" بیٹا تجھے کیا معلوم ۔ وہ کتنا لوبھی ہے ۔۔۔ سے وہ ایسا سلوک نہیں کیا کرتا تھا ۔ میرے والد کی موت پر جب سے مجھے ایکڑ ارا

فرانک ملے ہیں اُس کے برتاؤ میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ اُس کی نظراُن ایک ہزار فرانکوں پر ہے وہ مجھ سے سب کچھ چھین لینا چاہتا ہے۔ اسی لئے میری دوا میں زہر ملاتا ہے تاکہ میں مرجاؤں اور وہ میرے روپیہ سے عیش کرے!"

"اماں تم یہ روپیہ اُسے کیوں نہیں دیدیتیں — اِس عذاب سے نجات حاصل کرو۔ تمہاری بیکلی اور بے چینی تو ختم ہو جائے گی ۔"

"اُسے ایک ہزار فرانک دیدوں — ہرگز نہیں — ! میں جلد مرجاؤں گی — مگر میں نے یہ روپیہ ایک محفوظ مقام پر چھپادیا ہے۔ نہایت ہی محفوظ مقام پر! اُس کے فرشتے بھی یہ روپیہ نہیں پاسکتے! تجھ سے سچ کہہ رہی ہوں بیٹا! — وہ بدمعاش رانو بکو فرانک تلاش کرتا رہتا ہے۔ وہ دیواروں کو ٹھونک بجاکر دیکھتا رہتا ہے اور تجھ سے کیا کہوں میں نے آج تک اُس کے ایک پیسے کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔"

"وہ تھک گئی اور کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

لانیئر کھڑکی کے باہر ریل گاڑی کو گزرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ "یہ کھڑکی تمہارے لئے مسرت کا سامان بہم کرتی ہے ۔"

"ہاں — اور میں اکثر تمہیں یہیں سے دیکھتی رہی ہوں ۔"

"کبوچے کو نہیں دیکھا؟" لانیئر بولا۔

"وہ بیمار ہے!

"کیوں — کیا پھر بیمار ہوگیا؟"

ہاں —"

لانیئر کو کبوچے یاد آگیا جو اس مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ایک جھ

رہتا تھا۔ کبوچے یاد آیا تو اُسے اپنی چھوٹی بہن لیوزے بھی یاد آگئی۔ وہ ڈون ڈلے میں مادام بونے ہان کی خادمہ تھی۔ ایک رات لیوزے ڈون ڈلے سے بھاگ آئی تھی۔ اُسکے حواس بجا نہیں تھے۔ اُس نے کبوچے کی جھونپڑی میں پناہ لی تھی اور وہیں دم توڑ دیا تھا۔ اُس کی موت پر لوگوں نے کئی باتیں بنائی تھیں کہ جج گرمیند ٹمورن نے اُس کی آبرو پر حملہ کرنا چاہا تھا جس سے لڑکی حواس باختہ ہوگئی اور یہ صدمہ اُس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ لوگوں نے یہ بات ضرور اڑائی تھی۔ لیکن فیزی اس سلسلے میں خاموش رہی تھی۔

"کیا کبوچے یہاں نہیں آتا؟" لانبتر نے پوچھا۔

"نہیں — اُس نے ہمارے یہاں آنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ ایک درندہ بن گیا ہے آہ میری لیوزے — کتنی نیک لڑکی تھی — میری کتنی دیکھ بھال کیا کرتی تھی —

آج وہ زندہ ہوتی تو میری خبر گیری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھتی۔ فلورا کی بات ہی اور ہے۔ عجیب و غریب لڑکی ہے — اُس کا دھیان نہ جانے کہاں رہتا ہے۔ کبھی کبھی تو وہ گھنٹوں دکھائی ہی نہیں دیتی۔ میرے پاس تو بالکل نہیں بیٹھتی —" اُس سے کچھ کہتی ہوں تو ناک بھوں چڑھانے لگتی ہے۔ بہت بدمزاج لڑکی ہے!" — وہ خاموش ہوگئی اور اُس نے اپنے بیٹے کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اب تیری طبیعت کیسی ہے؟"

"اچھا ہوں —"

"سر میں وہ پرانا درد تو نہیں ہوتا؟ کیا تم اب بھی اتنے ہی شرمیلے ہو؟"۔

"نہیں اب میرے سر میں درد نہیں ہوتا۔ میں بالکل اچھا ہو چکا ہوں"

"میں بہت خوش ہوں۔ یہ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ رات کا کھانا کھاؤ گے نا؟"

"ہاں —"

"کھانا کھا کر ڈبو ڑھی میں سو جانا ۔ فلورا کے کمرے کے پاس ۔"

"بہت اچھا ۔"

اتنے میں قدموں کی آہٹ سُنائی دی ۔ فیزی نے اپنے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر آہستگی سے کہا ۔ "احتیاط سے کام لینا ۔۔۔ وہ آ رہا ہے ۔۔۔ ایک ہزار فرانک کے متعلق کوئی بات نہ کرنا ! ۔"

"ہاں اگر تم اُس سے اِتنا ہی ڈرتی ہو کہ وہ تمہاری دولت پر ہاتھ صاف کر دے گا تو تم اپنی دولت میرے حوالے کر دو ! ۔"

"نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ میں اپنی دولت کسی کے حوالے نہیں کروں گی ۔ مر جاؤں گی اور اپنی دولت بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گی ۔"

فلورا مسیارڈ سے پہلے مکان میں داخل ہوئی ۔ اُس نے دوسری لالٹین جلائی اور انگیٹھی پر رکھ دی ۔ اِس کے بعد وہ میز کو سنوارنے میں مصروف ہو گئی ۔ اُس نے ایک بار بھی لانتیئر کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد مسیارڈ نے کمرے میں قدم رکھا ۔ اُس نے بھی لانتیئر کی موجودگی پر حیرت کا اظہار نہ کیا ۔ شاید اُس نے اُسے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا ۔ خاموشی سے ہاتھ ہِلا کر اُس نے اپنی بیوی کی کرسی میز کے قریب کھسکا دی اور ایک دوسری کرسی کھینچ کر اُس پر بیٹھ گیا ۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟" فیزی زور سے چلائی ۔ میز پر نمک تو ہے ہی نہیں ! ۔"

"اتنا نمک نہ کھایا کرو ۔ اِتنا نمک کھا کر ہی تو تم بیمار ہوئی ہو ! " مسیارڈ بولا ۔

کھانا کھا چکنے کے بعد فلورا اور مسیارڈ دونوں ایک ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے ۔

لانتیئر بوتل میں بچی ہوئی برانڈی پینے میں مصروف ہو گیا ۔

"دیکھا تُو نے بیٹا۔ ایسے ماحول میں کوئی کیونکر زندہ رہ سکتا ہے۔ تُو نے ایک اور بات نہیں دیکھی بیٹا۔ جتنی دیر تک وہ اِس کمرے میں بیٹھا رہا چاروں گوشوں میں جھانکتا رہا جیسے میں نے ایک ہزار فرانک اِس کمرے کے کسی کونے ہی میں تو دبا رکھے ہیں۔ بیوقوف کہیں کا!"۔

بڑھیا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے۔ آجتک وہ اتنا کبھی نہیں بولی تھی۔ لانیئر نے اُس کی پہیہ دار کرسی پر ہاتھ رکھ دیا اور کرسی کو دھکیلتا ہوا اُس کی خواب گاہ تک لے گیا۔

لانیئر تنہائی سے اُکتا گیا تو گھر سے باہر نکل گیا۔ بیرونی فضا اُسے جانی پہچانی معلوم ہوئی۔ نہایت خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ شاید بارش ہونے والی تھی۔ وہ بے خیالی میں ڈاون ولے کی طرف چل پڑا۔ جج گرینڈ طمورن کی جاگیر ڈاون ولے کی حد اُن کے مکان سے چند ہی قدموں کے فاصلے پر شروع ہو جاتی تھی۔ ابتداء میں گھنا جنگل آتا تھا۔ جنگل کے بعد باغات شروع ہو جاتے تھے۔ باغات کے بعد گرینڈ طمورن کی وسیع و عریض حویلی کی چہار دیواری پگڈنڈی کے ساتھ ساتھ چلنے لگتی تھی۔

اُس کا جی چاہا کہ وہ گھنا جنگل دیکھے جس کی فضا سے وہ برسوں مانوس رہا تھا۔ پیڑوں کو پہچانتا ہوا وہ باغات کی طرف نکل گیا جہاں ایک شکستہ پود گھر تھا۔ اُس پود گھر میں اُسے ایک سایہ سا لرزاں نظر آیا۔ اُس کے تجسس نے سر اُبھارا اور وہ دبے پاؤں اُس پود گھر کے قریب پہنچا

"اوہ تم ہو؟" اُس کے مُنہ سے نکلا۔ "تم یہاں کیا کر رہی ہو فلورا؟"۔

فلورا نے لانیئر کی طرف حیرت سے دیکھا اور بولی، "میں یہاں رسیاں لینے آئی ہوں۔ یہ سارا پود گھر رسیوں سے بھرا پڑا ہے۔ جب بھی مجھے کسی رسّی کی ضرورت ہوتی ہے، میں یہاں آجاتی ہوں۔" فلورا چاقو سے رسیوں کا ایک گچھا کاٹنے میں مشغول ہو گئی۔

"یہاں اگر مالک یا مالک کا آدمی آجائے تو؟"

"اب یہاں کوئی بھی نہیں آتا ۔ لبوزے کے قصہ کے بعد تو گرینڈ مورن نے یہاں رہنا چھوڑ دیا ہے !"

لبوزے کا المناک قصہ دُہرائے جانے پر وہ اُداس ہو گیا ۔

" فلورا کیا لبوزے نے سچ کہا تھا ۔ کیا گرینڈ مورن کی نیت واقعی بُری تھی ۔"

"لبوزے نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا ۔ اور کبوچے کو بھی جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ۔ کبوچے میرا دوست ہے !"

"ہونہہ ۔" لانیتر نے اپنی ناک سکوڑتے ہوئے کہا ۔ اچھا تو ان دِنوں کبوُچے سے پیار کی پینگیں بڑھا رہی ہو !"

"پیار ۔ میں کسی سے پیار نہیں کرتی !" فلورا نے غیظ آلود لہجہ میں کہا ۔

"اُس کے ابرو تن گئے ۔ اُس کے سینے کا اُبھار اور بھی نمایاں ہو گیا ۔ اُس کے ہونٹ سختی سے بھنچ گئے ۔ وہ بے پناہ قوت کا مجسمہ نظر آنے لگی ۔ اُس کی شجاعت کے کئی افسانے مشہور تھے ۔ اُس نے سُن رکھا تھا کہ اُس نے کئی ریل حادثے ہوتے ہوتے بچائے تھے ۔ گرد و نواح کے کئی نوجوان اُسے اپنی دُلہن بنانے کے لئے بیتاب تھے لیکن کسی کو اپنا مدعا ظاہر کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی ۔ اُسے ڈورن دلے کی جھیل میں نہانے کا بہت شوق تھا ۔ ایک بار ایک نوجوان جھاڑیوں میں چھُپ کر اُسے نہاتے ہوئے دیکھتا رہا ۔ فلورا کو بھی پتہ چل گیا کہ کوئی چھپ کر اُسے دیکھ رہا ہے فلورا نے اپنی برہنگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُس نوجوان کو جا پکڑا اُس کی کچھ ایسی مرمت کی کہ اس واقعہ کے بعد کوئی اُس کے پاس پھٹکنے کی جرأت نہ کر سکا ۔

"تم اپنی کہو ۔" فلورا نے لانیتر کو خاموش دیکھ کر کہا ۔ "سُنا ہے تمہارا انجن ہی تمہاری محبوبہ ہے !" فلورا کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔ "شاید تمہیں معلوم نہیں ۔ لوگ تمہارا اسی طرح

اڑاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے انجن کو تھپکتے ہو۔ اُسے ہمیشہ چمکاتے اور نہلاتے رہتے ہو۔"

لانیٹر کو متبسم دیکھ کر فلورا کا دل دھڑکنے لگا۔ چند برس پہلے وہ والہانہ طور پر اُس کی گردن میں اپنے بازو حمائل کر دیا کرتی تھی۔ وہ اُس کے بے شعوری کا عالم ضرور تھا۔ لیکن لانیٹر کے ساتھ اپنے لگاؤ کو وہ بھول نہیں سکی تھی۔ آج دو برس کے بعد لانیٹر ایک نئے رُوپ میں اُس کے سامنے آیا تھا اور اُس کے دل سے آواز اُٹھ رہی تھی۔ جس مرد کو تم مدّتوں ڈھونڈتی رہی ہو وہ تمہارے پاس آگیا ہے۔ اب اِسے جانے نہ دینا! یہ سوچتے ہی اُس نے کہا۔ "یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔ آؤ ۔ میرے پاس بیٹھ جاؤ"۔

لانیٹر ایک لمحہ کے لئے رُکا لیکن اُس کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور وہ اپنی گھبراہٹ کو چھپانے کے لئے بیٹھ گیا۔ اُس نے آج تک کسی عورت سے محبت نہیں کی تھی۔ آج اُس کے دل میں اس تجربہ کی ہمّت پیدا ہو رہی تھی۔ اُس کا حلق خشک ہو گیا تھا اور آواز اُس کے حلق میں اٹک گئی تھی۔ فلورا اُس کے حجاب اور اُس کی جھجک کو بھانپ گئی۔ اُس کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسے شرمیلے نوجوان سے کیسے آغازِ گفتگو کرے۔ اُس نے بات بنانے کی غرض سے کہا۔ "سچ پوچھو تو لانیٹر ماں نے مسبارڈ سے شادی کر کے بڑی غلطی کی ۔ اِس کا انجام اچھا نہ ہوگا ۔ ۔ ۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں تو سپنوں میں زندگی بسر کر رہی ہوں۔ میں نے کل تمہیں اپنے انجن میں ہاردے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں تمہارے قریب ہی پیڑ کے نیچے کھڑی ہوتی تھی مگر تم نے میری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا!"

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیسے سپنے دیکھتی ہو؟" اُس نے فلورا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیے اور فلورا کا چاقو زمین پر گر پڑا۔

"نہیں ۔ ابھی نہیں ۔ پھر کسی روز بتاؤں گی کہ میں کیا خواب دیکھتی ہوں!" ۔۔۔

لانیئر نے اُسے اپنی آغوش میں لے لینا چاہا ۔ فلورا تڑپ کر اُس سے الگ ہوگئی اور ہانپنے لگی ۔ لانیئر نے ندامت سے اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ فلورا اُس کی طرف دیکھ رہی تھی، اور اُس کے سینے میں عجیب جذبات متلاطم تھے ۔ چند منٹ پہلے وہ اُس سے ملنے کے لئے تڑپ رہی تھی اب اُس سے اتنا گریز کر رہی تھی ۔ کیوں ایسا کیوں تھا؟ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوئی اور چپکے سے پھر اُس کے قریب آ بیٹھی۔ لانیئر ابھی تک سرنگوں بیٹھا تھا۔ اچانک اُس نے اپنا سر اُٹھایا۔ فلورا کے سراپا پر ایک نظر ڈالی۔ اُس کی آنکھوں میں پاگل پن کی جھلک تھی ۔ اُس کی دیوانگی پھر عود کر آئی تھی۔ اُسے ریت پر چاقو کا چمکتا ہوا پھل نظر آیا۔ اُس کے جی میں آئی کہ وہ اِس چاقو کو اُٹھا لے اور فلورا کے متلاطم سینے میں بھونک دے۔ دفعتاً ہوا کا ایک سرد بگولا آیا اور اُسے ہوش آگیا۔ اُس نے ٹھوکر مار کر چاقو دُور پھینک دیا اور اُٹھ کر گھر کی طرف بھاگنے لگا ۔ گھر کی بجائے وہ ریل کی پٹڑی کے قریب جا پہنچا۔ سامنے سے ٹرین آرہی تھی۔ انجن کے ماتھے پر چمکتی ہوئی روشنی لمحہ بہ لمحہ تیز تر ہوتی جا رہی تھی ۔ گاڑی فرّاٹے بھرتی ہوئی اُس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوگئی ۔ اُس نے اپنے آپ کو اوندھے مُنہ زمین پر گرا دیا اور گاڑی گزرتے ہوئے دیکھنے لگا۔ پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ سے اُس کے کان بجنے لگے ۔ اُسے دراصل اپنے جنون پر غصہ آرہا تھا۔ ہوا کا ٹھنڈا جھونکا نہ آتا تو اُس نے فلورا کو قتل کر دیا ہوتا۔ کیا وہ ابھی تک بیمار تھا؟ ۔ کیا پُرانی بیماری اُس کا [illegible] نہیں چھوڑے گی ۔ اُسے بارہا یہ خیال آتا تھا کہ جس عورت سے وہ محبت کرے گا اُسے قتل کر دے گا ۔ یہ دماغی اُلجھن کب ختم ہوگی ۔ سوچ نے ایک نیا موڑ پار کیا ۔ وہ دوسر[illegible] نوجوانوں سے مختلف کیوں تھا ۔ عورت کی موجودگی میں اُسے یہ کیا ہو جاتا تھا۔ شرم و حجاب نے اُس کے دل کے دروازے کیوں بند کر رکھے تھے ۔ شاید کمزوری اُسے ورثہ میں ملی [illegible]

وہ کہنیوں کے بل لیٹ گیا۔ اُس کی آنکھوں کے آگے ابھی تک دُھند چھائی ہوئی تھی ـــــ یہ یقیناً برانڈی کے نشہ کا اثر تھا۔ اُس کے سامنے سے گاڑی گزر رہی تھی ـــــ اُسے روشنی سے جگمگاتے ہوئے ریل کے ڈبوں میں بیٹھے ہوئے لوگ صاف دکھائی نہیں دے رہے تھے ـــــ پھر اچانک اُسے ایک ڈبے میں ایک آدمی نظر آیا جو دوسرے شخص کے حلق میں چاقو بھونک رہا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے ڈبہ اُس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا ـــــ وہ دیر تک ٹرین کو اندھیرے میں غائب ہوتے ہوئے دیکھتا رہا ـــــ وہ اُن دونوں آدمیوں کو پہچان نہیں سکا تھا۔ اُسے خیال گزرا شاید یہ اُس کا واہمہ تھا۔ وہ اُٹھ کر ریل کی پٹری کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور گیٹ کے قریب پہونچ گیا، گیٹ سے تھوڑی دور پر اُسے میسارڈ ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے کچھ ڈھونڈتا ہوا نظر آیا۔ اُس نے سوچا میسارڈ اُس کی ماں فیزی کا خزانہ تلاش کر رہا ہے ـــــ وہ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا اُس طرف چل پڑا۔ میسارڈ نے اُس کی ذرا بھی پروا نہ کی اور اپنے کام میں مشغول رہا۔

"میری دیا سلائی کی ڈبیہ گم ہو گئی ہے!" میسارڈ بولا۔ ہوا کے تیز جھونکوں سے لالٹین بجھ گئی تھی اور میسارڈ اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔ "تمہارے پاس دیا سلائی ہو گی؟"

"نہیں ـــــ" لاتیئر نے بے رُخی سے جواب دیا۔ "لیکن تم پھاٹک چھوڑ کر یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"ابھی ابھی یہاں سے ایک ٹرین گزری تھی۔"

"ہاں ـــــ!"

"گاڑی سے میں نے کوئی بھاری چیز گرتی ہوئی دیکھی ـــــ میں لالٹین لیکر ادھر آیا ـــــ [illegible] سا وہم ہو رہا ہے کہ گاڑی سے کوئی شخص گر کر ہلاک ہو گیا ہے میں اُسے اچھی طرح تو

نہیں دیکھ سکا اس لئے کہ لالٹین ہی بجھ گئی۔"

"کہاں ہے وہ شخص؟"

"بس یہیں کہیں ہے —— اندھیرے میں خاک دکھائی دے گا۔"

ٹرین کے ڈبے کا منظر ایک بار پھر لانیئر کی نگاہوں میں گھوم گیا۔

اوہ یہ رہی میری دیا سلائی کی ڈبیہ! یہیں گر پڑی تھی۔ یہ لو ذرا لالٹین پکڑ لو۔" مسیارڈ بولا۔ لالٹین جلانے کے بعد وہ دونوں آگے بڑھے۔ سامنے واقعی ایک سیاہ رنگ کی گٹھڑی پڑی ہوئی تھی۔ نزدیک پہونچکر اُس نے دیکھا کہ وہ گٹھڑی نہیں تھی۔ خون سے لت پت ایک نعش تھی جس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا۔ لانیئر اُلٹ پلٹ کر دیکھنا چاہتا تھا۔

"اسے چھیڑو نہیں —— پولس ہی اسے ہاتھ لگا سکتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں!" مسیارڈ نے اُسے خبردار کیا۔ "تمہیں ٹھہرنا ہوگا۔ میں پھاٹک سے پولیس کو فون کرتا ہوں۔"

لانیئر تنہا رہ گیا تو اُس شخص کو داد دینے لگا جس نے ریل کے ڈبہ میں مردانگی سے کام لیتے ہوئے اِس بوڑھے کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ کسی کو قتل کرنا بچوں کا کھیل نہیں۔ اِتنے سنگین جرم کے لئے ہاتھ بھر کا کلیجہ چاہیئے —— وہ نعش کے زخم دیکھنے کیلئے بیتاب ہو اُٹھا، لیکن مسیارڈ نے اُسے ڈرا دیا تھا کہ نعش کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔

اُسے فیزی کے گھر کے پاس ایک اور لالٹین کی روشنی دکھائی دی۔ چند لمحوں کے بعد فلورا اُس کے قریب پہونچ گئی۔ "میں کھڑکی سے تمہیں اور ابا کو ریل کی پٹری پر کچھ ڈھونڈتے ہوئے دیکھ کر آرہی ہوں —— کیا بات ہے؟"

لانیئر نے اُنگلی سے ریل کی پٹری کی طرف اشارہ کیا تو فلورا لالٹین لیکر آگے بڑھی

پھر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ ہکلاتے ہوئے بولی ــ "یہ تو وہ سُوَر ہے!"

"کون سُوَر؟"

"گرینڈ مورن!"

"گرینڈ طورن!" فرطِ حیرت سے لانتیر کا مُنہ کھُلا کا کھُلا رہ گیا۔

۴
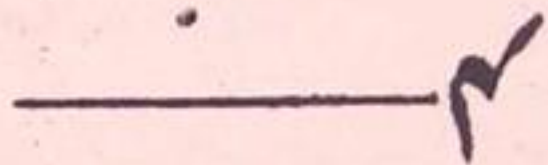
دوسرے دن اتوار تھا۔ مُنہ اندھیرے ہی ہاروے کے کلیساؤں کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں
اسسٹینٹ اسٹیشن ماسٹر رو بو اپنی ڈیوٹی پر روانہ ہوا تو اُس نے بکنگ کلرک کی بیوی مادام
لیبلیو کو ڈیوڑھی میں کھڑی دیکھا۔ یہ عورت صبح و شام میڈموازیل گوچاں کی نگرانی کیا کرتی
تھی۔ میڈموازیل گوچاں ایک دفتر میں کام کرتی تھی اور مادام لیبلیو کو شک تھا کہ اسٹیشن ماسٹر
کے ساتھ میڈموازیل گوچاں ناروا تعلقات رکھتی ہے ۔ وہ میڈموازیل کو بدنام کرنے کے درپے
تھی لیکن ابھی تک اُسے کوئی ثبوت نہیں مِل سکا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی راتوں کی نیند مُسلسل
حرام کیے جا رہی تھی ۔ رات کو جب رو بو پیرس سے اپنی بیوی کے ساتھ آیا تھا تو اُس وقت بھی
مادام لیبلیو جاگ رہی تھی ۔ وہ یہ جاننے کے لئے بیتاب تھی کہ رو بو کی مُلازمت بچ گئی یا جاتی رہی
مگر رو بو نے واپسی پر اُسے کوئی سوال کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ دونوں میاں بیوی سیدھے

کمرے میں گئے تھے اور اُنہوں نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

اتوار کو روبو چند گھنٹوں کے لئے صبح کی ڈیوٹی دیا کرتا تھا۔ اسٹیشن پر رات والے آدمی سے اُس نے چارج لیا اور اپنا استعجاب دُور کرنے کی غرض سے پوچھا "کوئی خاص واقعہ تو نہیں ہوا؟"

"نہیں۔!"

دونوں ڈیوٹی کرنے والے ٹہلتے ہوئے ریل گاڑی کے اُن ڈبوں تک پہنچ گئے جنہیں رات کو پیرس سے آنے والی گاڑی سے الگ کر لیا گیا تھا۔

روبو کے ساتھی نے دو تین ڈبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "آج یہ ڈبے یہیں رہیں گے۔ انہیں نئی گاڑی کے ساتھ نہیں جوڑا جائے گا"

روبو کا چہرہ ندامت سے سُرخ ہو گیا۔ اُس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا "کیوں؟"

"میں زیادہ تو نہیں جانتا۔ مگر اس سلسلے میں ہدایت موصول ہوئی ہے اس لئے ان ڈبوں کو روکنا پڑے گا"

روبو نے بات ٹالنے کی غرض سے کہا "ہمارے ریلوے اسٹیشن پر کچھ ملازمین حرام کی روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ ذرا دیکھو تو سہی۔ یہ ڈبے کتنے گرد آلود ہیں۔ ابھی تک انھیں صاف نہیں کیا گیا!"

"کوئی پُوچھنے والا ہی نہیں ہے" روبو کا ساتھی بولا اور پھر اُس نے سنجیدگی سے پُوچھا "تمہارا معاملہ تو ٹھیک ہو گیا ہوگا۔ اب تمہاری ملازمت کو تو کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

"معاملہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ مجھے صدمہ ضرور ہوا تھا لیکن اب مجھے کوئی پریشانی نہیں"

"بہت خوشی کی بات ہے — اچھا میں چلتا ہوں — یاد رکھنا یہ ڈبے نئی گاڑی سے

نہیں جوڑے جائیں گے۔"

• ردبو پلیٹ فارم پر نہنا رہ گیا تو مشرق میں سُورج نمودار ہو رہا تھا۔ رواں سے آنے والی گاڑی اسٹیشن میں داخل ہو رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا اِس گاڑی سے ڈاک آیا کرتی ہے۔ آج ڈاکیہ خاص طور پر اُس کی توجہ کا مرکز بن گیا جو سیدھا اِسٹیشن ماسٹر دباڈی کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اِسٹیشن ماسٹر عام طور سے صبح کے آٹھ بجے آتا تھا۔ اور اسسٹنٹ اِسٹیشن ماسٹر کو اُس کے رُوبرو پیش ہونا پڑتا تھا۔ دباڈی ایک خوبرو شخص تھا۔ اپنے لباس سے وہ ایک متموّل تاجر معلوم ہوتا تھا۔ مال گاڑیوں کی دیکھ بھال اُس کے اہم فرائض میں شامل تھی۔ اُس کا واسطہ زیادہ تر بڑے بڑے تاجروں سے پڑتا تھا۔ اِسی لئے اُس نے اپنے آپ کو بھی تاجروں کے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ دباڈی آٹھ بج کر دس منٹ پر اپنے دفتر میں داخل ہوا۔ ردبو وہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔ رسمی سلام علیکم کے بعد دباڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا پیرس کا سفر یقیناً کامیاب رہا ہوگا۔"

"جی ہاں ۔۔ شکریہ!"

ردبو کے متعلق اسٹیشن ماسٹر کی رائے بہت اچھی تھی۔ اُس نے سب سے پہلے میز پر پڑا ہُوا ایک تار کھولا تو ردبو کا رنگ اُڑ گیا۔

• "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تمہاری مُلازمت برقرار رہی ۔ تمہیں خدانخواستہ جواب ملجاتا تو ہمارے لئے مصیبت آجاتی ۔"

"میں آپ کا احسان مند ہوں کہ آپ میرے متعلق ایسا سوچتے ہیں۔"

• اسٹیشن ماسٹر نے تار پر نگاہ ڈالی تو ردبو کی آنکھوں میں اندھیرا اترنے لگا۔

"آج صبح کوئی بات تو نہیں ہوئی؟" دباڑی نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔ سب کچھ ٹھیک ہے۔"

"اچھا تو تم جا سکتے ہو!"

روبو اسٹیشن ماسٹر کے دفتر سے باہر نکل رہا تھا تو اُس نے دیکھا کہ ڈاکیہ پھر اسٹیشن ماسٹر کے کمرے کی طرف آرہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک اور تار تھا۔ روبو ٹھٹک گیا۔ اور کچھ کاغذات ڈھونڈنے کے بہانے اسٹیشن ماسٹر کے کمرے ہی میں تھوڑی دیر کے لیے رُک گیا۔ ڈاکیہ نے اندر آکر سلام کیا اور بولا ۔۔ "جناب یہ تار دوسری چٹھیوں میں دبا ہوا رہ گیا تھا!"

"سامنے رکھ دو!" دباڑی نے اُس تار کو کھولنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ وہ دوسرے خطوط پڑھنے میں مصروف تھا۔ روبو کسمساتا ہوا باہر نکلا تو کسی نے اُسے پیچھے سے آواز دی۔

"تم آگئے ۔۔ کیا میری بیوی سے تمہاری مُلاقات ہوئی؟" یہ پیکیو تھا۔

"اوہ پیکیو تم ہو ۔۔ ؟ تم اپنی کہو ۔۔ سُنا ہے تمہارا انجن خراب ہو گیا ۔۔ پیرس میں لُطف آگیا ۔ چوبیس گھنٹے کیف و انبساط میں گزرے۔"

پیکیو رواں کا رہنے والا تھا اور لڑکپن ہی میں ریلوے کمپنی کا ملازم ہو گیا تھا۔ جلد ہی فائرمین بن گیا اور اُس نے وکٹوری سے شادی کرلی ۔۔ وہ ڈرائیور بننا چاہتا تھا لیکن ابھی تک اُس کا یہ خواب ادھورا تھا۔ اب ڈرائیور بننا بہت محال تھا اس لئے کہ وہ بے پرواہ تھا۔ اور شراب بہت پیتا تھا۔ شراب پی کر وہ درندہ بن جاتا تھا اور ہر خطرناک قدم اُٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔

"تم نے میری بات کا جواب ہی نہیں دیا۔" پیکیو بولا۔ "کیا تم میری بیوی سے ملے تھے؟"

"ہاں ۔۔ ہم نے دوپہر کا کھانا تمہاری بیوی کے یہاں کھایا تھا ۔۔ پیکیو تم اپنی بیوی کے

اچھے شوہر نہیں ہو۔"

پیکیو زور سے ہنسا اور بولا۔ "کیا تم بھی مجھے ایسا ہی سمجھتے ہو؟"

یہ درست تھا کہ وکٹوری اُس سے عمر میں دو برس بڑی تھی اور بہت تنومند ہوگئی تھی۔ گوشت پوست کا پہاڑ نظر آتی تھی۔ لیکن وہ ایک وفادار بیوی تھی۔ اپنے شوہر سے بہت پیار کرتی تھی اُسے معلوم تھا کہ پیکیو عورتوں کا شیدائی ہے لیکن وکٹوری کے دل میں کبھی رقابت کی کسک پیدا نہیں ہوتی تھی۔ وہ تو پیکیو کو عیش و عشرت کے لیے خود کافی رقم دیدیا کرتی تھی۔ پیکیو کے لئے وکٹوری بیوی نہ تھی، اُس کی ماں بھی تھی۔ وہ جب کبھی رنگ رلیاں منانے کے لیے گھر سے نکلتا تھا تو وکٹوری اُس کے لیے دُھلا ہوا جامہ تیار رکھتی تھی۔

روبو نے پیکیو کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "تم جانتے ہو کہ تم اپنی بیوی کی پرواہ نہیں کرتے ہو۔ میری بیوی آج بھی اپنی آیا وکٹوری سے محبت کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سورین سے تمہاری ملاقات ہوگی تو وہ تمہیں آڑے ہاتھ لے گی ــ اور ــ" روبو کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

ریلوے شیڈ سے ایک بلند قامت عورت باہر آرہی تھی۔ یہ فلومین تھی۔ یارڈ انسپکٹر ساونا ٹ کی بہن فلومین پیکیو کی دوسری اور غیر منکوحہ بیوی تھی۔ ۳۲ برس کی ہوگئی تھی پھر بھی ابھی تک جوان نظر آتی تھی۔ وہ ایک دُبلی پتلی عورت تھی۔ اُس کی گردن لمبی تھی۔ اور اُس کی آنکھیں ہمیشہ شعلہ ریز رہتی تھیں جیسے اُس کے بدن میں آگ لگی ہوئی ہو۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ شراب بھی پیتی ہے۔ اسٹیشن پر کام کرنے والے کئی لوگوں کو اُس کی ہمدمی کا فخر حاصل رہا تھا۔ اُس کا گھر شیڈ کے قریب تھا۔ اُس کا بھائی ایک سخت گیر شخص تھا۔ جب بھی وہ فلومین کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ دیکھ لیتا تھا تو اُسے خوب زدوکوب کیا کرتا تھا۔ پیکیو اس اعتبار سے بہت خوش نصیب تھا کہ فلومین کے بھائی نے اُسے کبھی اُس کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔ فلومین کو پیکیو بہت پسند تھا اس

ایک درندہ صفت انسان تھا۔

فلومین اُن کے آس پاس سے گزری تو بولی ۔ "اچھا بیکیو ۔ میں تم سے پھر ملونگی۔ مجھے مادام لیبلیو کے لئے انڈے لے کر جانا ہے۔ میری مرغیوں نے انڈے دینے شروع کر دیئے ہیں۔" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہوئی دُور نکل گئی۔

روبو جانتا تھا کہ فلومین نے مادام لیبلیو کا نام جان بُوجھ کر لیا تھا۔ مادام لیبلیو سے اُس کا مکان کے سلسلے میں دیر سے جھگڑا چل رہا تھا اور فلومین مادام لیبلیو کی حمایت کیا کرتی تھی۔

"اچھا تمہارا معاملہ ٹھیک ہو گیا نا؟" بیکیو نے پوچھا۔

"ہاں ۔"

"کیوں نہ ہوتا ۔ تمہارے پاس تو پارس پتھر ہے! ۔ میرا مطلب ہے تمہاری بیوی بھلا تمہارے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ گرینڈ موران تو تمہاری بیوی کے اِشاروں پر ناچتا ہے۔"

روبو نے گرینڈ موران کے متعلق بیکیو کی مزید خیال آرائی کو روکنے کی غرض سے کہا ۔ آج تم گاڑی لیکر پیرس نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں ۔ انجن کی مرمّت ہو رہی ہے۔ ڈرائیور لانیتر اپنے گاؤں گیا ہوا ہے۔ تم اُسے جانتے ہو نا ۔ لانیتر اُنہی دیہات کا رہنے والا ہے جہاں کے تم ہو۔"

"میں اُسے جانتا ہوں۔ ہم کئی بار مِل چکے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک بار وہ میری بیوی کا پیغام لیکر ڈون ولے بھی گیا تھا۔ اچھا نوجوان ہے۔ اچھا تو میں چلتا ہوں بیکیو ۔ ذرا جاکر دیکھوں شیڈ میں کام ہو رہا ہے یا نہیں۔"

شیڈ اور گوداموں کا چکّر لگاتے ہوئے روبو اسٹیشن ماسٹر کے کمرے میں داخل ہوا تو ...نے گھبرا کر کہا۔ "تم کہاں چلے گئے تھے روبو۔ روآن کے پولیس سپرنٹنڈنٹ کا تار

آیا ہے کہ کل رات کو بیرس سے آنے والی گاڑی میں قتل کی واردات ہوئی ہے۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" رو بو نے حیرت زدہ لہجہ میں کہا۔ "کیا کسی ریلوے ملازم کو قتل کر دیا گیا ہے؟"۔

"نہیں — نہیں — ایک مسافر کو قتل کیا گیا ہے۔ اُس کی لاش کو گاؤں مافراس کراس کے قریب گاڑی سے باہر پھینک دیا گیا — تمہیں معلوم نہیں — وہ مسافر ہماری ریلوے کمپنی کا ڈائریکٹر ہے — جج گرینڈ موران!"۔

"اوہ میرے خدا — !" رو بر نے کہا۔ "نہیں — نہیں — وہ جج گرینڈ موران نہیں ہو سکتا۔ میری بیوی تو اس صدمہ کی تاب نہ لا سکے گی۔ ہمارا ایک ہی تو سرپرست تھا" رو بو نے یہ جملے کچھ اس دردناک لہجے میں ادا کئے کہ اسٹیشن ماسٹر کو اس پر ترس آ گیا۔

"بہت نیک انسان تھا — تمہاری مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ دباڈی بولا۔

پھر اُس نے دوسرا تار پڑھتے ہوئے کہا — یہ تار مقامی سپرنٹنڈنٹ پولیس کاچے کے نام ہے

اوہ میرے خدا! — کیا ہمیں کبھی سکون میسّر نہیں آئے گا۔ رو بو یہ تار فوراً سپرنٹینڈنٹ کاچے کے پاس بھجوادو!"۔

آدھ گھنٹے کے بعد سپرنٹنڈنٹ پولیس کاچے اسٹیشن میں داخل ہوا۔ وہ ریل کے اُس ڈبہ کا معائنہ کرنے آیا تھا جسے روک لیا گیا تھا اور جس میں جج گرینڈ موران کو قتل کیا گیا تھا۔

"وہ ریل کا ڈبہ کہاں ہے؟" اُس نے آتے ہی سوال کیا۔

"چلئے میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں۔" رو بو نے کہا۔

مطلوبہ ڈبہ کے قریب پہونچکر اسٹیشن ماسٹر نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا "درحقیقت اس ڈبے کا رات ہی کو معائنہ کیا جانا چاہیے تھا تاکہ بروقت ہمیں صورتِ حال کا پتہ چل [illegible]

"تم ٹھیک کہتے ہو — لیکن قتل کی واردات کا دیر سے پتہ چلا ہوگا!" کاچے نے ڈبے میں قدم رکھتے ہوئے کہا — دروازہ کھلتے ہی تماشائی جھانک جھانک کر اندر دیکھنے لگے۔ ردبو بھی اُن میں شامل تھا۔ وہ بھی حیرت و استعجاب کا اظہار کر رہا تھا۔ کمرے میں کوئی انتشار نہیں تھا۔ فرش پر لہو جما ہوا تھا۔ خون کے کچھ دھبے نشست پر بھی موجود تھے۔

اسٹیشن ماسٹر دباڈی برافروختہ ہو گیا اور بلند آواز میں بولا — "وہ آدمی کہاں ہیں، اُنکو جنھوں نے اِن ڈبوں کا معائنہ کیا؟"

اُن میں سے کچھ لوگ ہجوم میں موجود تھے۔ وہ آگے بڑھے اور بہانہ سازی سے کام لینے لگے اُنھوں نے قسم کھائی کہ اندھیرے میں اُنھیں کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔

دریں اثنا کاچے ڈبہ میں کھڑا ہوا ایک کاپی پر پنسل سے کچھ لکھ رہا تھا۔ اُس نے ردبو کی طرف دیکھا۔ کاچے جب بھی کبھی ریلوے اسٹیشن پر آتا تھا تو ردبو سے دیر تک باتیں کیا کرتا تھا۔ اُس نے اِشارے سے ردبو کو اپنے پاس بُلایا اور بولا "ذرا اِن نشستوں کے نیچے جھانک کر دیکھو۔ شاید کوئی چیز مل جائے۔"

اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے بڑی گرمجوشی کا اظہار کیا ہر ایک نشست کے نیچے بہت گہرائی سے نظر دوڑائی اور بولا — "اِن کے نیچے تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

اِتنے میں پلیٹ فارم پر لوگوں کی کافی بھیڑ جمع ہو گئی۔

اسٹیشن ماسٹر دباڈی کو اچانک کچھ خیال آیا۔ اور اُس نے کہا۔ "سُنو ردبو رات کو تم اِسی گاڑی سے واپس آئے ہو شاید تم اس واقعہ پر شاید روشنی ڈال سکو!"

"یہ تو بہت ہی اچھا ہوا کہ ایک ذمہ دار ریلوے افسر بھی اس گاڑی سے سفر کر رہا تھا۔" ...لیس بولا — "کیا تمھیں کوئی غیر معمولی بات نظر آئی تھی، ردبو؟"

چند لمحوں تک ردبو خاموش رہا۔ جھک کر سامنے کی نشست کے تلے کچھ دیکھنے لگا۔ لیکن جلد ہی تن کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور اُس نے بہت اطمینان سے کہا۔ "ہاں ـــ میں اسی گاڑی میں پیرس سے واپس آیا ہوں ـــ میری بیوی میرے ساتھ تھی۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر آپ اُسے اپنی رپورٹ میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں میری بیوی کی موجودگی نہایت ضروری ہے تاکہ وہ میرے بیان کی تصدیق کر سکے۔"

کاچے کو یہ دلیل نہایت معقول نظر آئی۔ پیکیو نے بھاگ کر مادام ردبو کو گھر سے بُلا لانے کی پیش کش کی۔ فلومین نے اُس کا تعاقب کیا۔ دراصل وہ اُس سے ناراض تھی کہ اُس نے سورین کو بُلا کر لانے کی پیش کش کیوں کی۔ اُس نے جب اپنی سہیلی مادام لیبلیو کو ڈبہ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ کھڑی ہو گئی۔ مادام لیبلیو نے دُعائیہ انداز میں اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور قتل کی اِس مذموم واردات پر حیرت کا اظہار کیا۔

لوگ باہم چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

پیکیو سورین کو لئے ہوئے پلیٹ فارم پر پہنچا تو مادام لیبلیو نے دبی زبان میں فلومین سے کہا۔ "ذرا اِسے دیکھو تو شہزادی معلوم ہوتی ہے ـــ کون کہے گا کہ یہ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کی بیوی ہے!"

سورین نے نہایت نفیس لباس پہن رکھا تھا۔ اُس کی آنکھوں پر سفید رومال تھا۔ اُس کی نیلگوں اور دلکش آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

"اُسے اگر صدمہ ہوا ہوتا تو کیا یوُں سج دھج کر اور بن سنور کر آتی ـــ بہانہ کر رہی ہے ـــ" مادام لیبلیو بولی۔

"تمہیں نہیں معلوم ـــ یہ تو اس لئے رُو رہی ہے کہ اُن کا محافظ چل دیا۔

بچانے والا کوئی نہیں ہے۔" فلومین نے اپنی رائے دی۔

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو۔"

سورین جب ڈبہ کے دروازہ کے قریب پہونچ گئی تو کاچے اور رو بو دونوں ڈبے سے نیچے اُتر آئے اور پلیٹ فارم پر کھڑے ہو گئے۔ رو بو نے اپنے بیان کا آغاز کیا۔

"پیاری ہم کل صبح جب پیرس پہنچے تھے تو فوراً ہی گرینڈ مورن سے ملنے چلے گئے تھے کیوں کیا نہیں گئے تھے؟"

"ہاں پونے گیارہ بجے گئے تھے۔" اُس کی بیوی نے جواب دیا۔

اچانک سورین کی نگاہ ریل کے ڈبہ کی نشست پر خون کے داغ پر پڑی اور اُس کے بدن میں ایک جھرجھری سی دوڑ گئی۔ وہ زور زور سے سسکیاں بھرنے لگی۔ اسٹیشن ماسٹر اس حسین عورت کے غم واندوہ سے بیحد متاثر ہوا اور بولا "مادام اگر یہ منظر آپ کے لئے اندوہناک ثابت ہو رہا ہے تو ہم۔"

"نہیں۔ نہیں۔ بس ایک منٹ کی بات ہے۔ کہیں اور جانے کی کیا ضرورت ہے۔" سپرنٹنڈنٹ پولیس بولا۔

رو بو نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہم گرینڈ مورن سے ایک گھنٹے تک باتیں کرتے رہے۔ اُس نے ہمیں بتایا کہ وہ اگلے روز صبح کو اپنی بہن سے ملنے ڈوان ولے جا رہا ہے۔ کیوں کیا اُس نے یہ نہیں کہا تھا؟"

"کہا تھا۔" سورین نے اپنے شوہر کی ہاں میں ہاں ملائی۔

کاچے تیزی سے کچھ نوٹ بک میں لکھ رہا تھا۔ اُس نے رُکتے ہوئے پوچھا۔ "اگر وہ آج صبح کو ڈوان ولے جانے والا تھا تو رات کو اُس نے سفر کیوں کیا؟"

"دراصل بات یہ ہے" روبو بولا۔ "جب جج گربنڈ مورن کو پتہ چلا کہ ہم رات کی گاڑی سے واپس جا رہے ہیں تو اُس نے بھی ہمارا ساتھ دینا چاہا — اُس نے میری بیوی کو دعوت دی کہ وہ ڈوون ولے چلے۔ مادام بونے ہاں اُس کی بہن میری بیوی سے ملنے کے لیے بیقرار ہے۔ ہمیں گھر پر بہت کام تھے اِس لیے میری بیوی اُس کی دعوت کو قبول نہ کر سکی۔ کیوں پیاری تم نے اِنکار کر دیا تھا نا؟"

"ہاں —" سورین نے آہستہ سے کہا۔

"جج گربنڈ مورن ہمارے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ اُس نے مجھے اطمینان دلایا کہ میری مُلازمت بحال رہے گی اور اُس کے بعد ہمیں دروازے تک چھوڑنے آیا...."

ہم رات کی گاڑی سے واپس چل دیئے۔ گاڑی میں اپنے ڈبہ میں سوار ہونے سے پہلے ہم سینٹ لازارے کے اسٹیشن ماسٹر سے باتیں کرتے رہے۔ مجھے کوئی بات خِلاف معمول نظر نہیں آئی۔ دراصل میں بہت برافروختہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہم اپنے ڈبہ میں تنہا ہوں گے لیکن اُس میں ایک خاتون اور دو مرد پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے تھے — روآں تک ہمیں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ روآں پہونچ کر جب میں نے اپنی ٹانگیں ذرا سیدھی کرنی چاہیں تو میں نے ریل کے ایک ڈبہ کے دروازہ میں جج گربنڈ مورن کو کھڑا دیکھا۔ میں ہاتھ کے اشارے سے آداب بجا لایا۔ بس اِس کے سوا مجھے اور کچھ معلوم نہیں۔"

یہ افسانہ اصفدر سادہ تھا کہ سُننے والوں پر اِس کا بہت اثر ہوا۔ کسی کے کچھ پلّے نہ پڑا۔

سُپرنٹنڈنٹ نے لکھنا بند کر دیا اور بولا کیا تمہیں یقین ہے کہ جج گربنڈ مورن کے ڈبے میں کوئی اور شخص موجود نہیں تھا؟"

"نہیں کوئی نہیں تھا۔"

لوگ حیران تھے۔ جج گربنڈ مورن کے ڈبہ میں اگر کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا تو پھر اُسے قتل کس نے کیا تھا؟"

فلومین نے مہرِ سکوت توڑتے ہوئے کہا۔ "دال میں کچھ کالا نظر آتا ہے۔"

روبو نے فلومین کی نگاہیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے اپنے نتھنے کچھ اس طرح پھڑ پھڑائے جیسے وہ بھی فلومین کا ہم خیال ہو۔ سب کی نگاہیں اُس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لوگ توقع کر رہے تھے کہ وہ کوئی ایسا انکشاف کریگا جس سے قاتل کا پتہ چلانے میں مدد ملے گی۔

"تعجب انگیز واقعہ ہے!" سپرنٹنڈنٹ بولا۔

"واقعی بہت حیران کن ہے!" دباڈی نے کہا۔

روبو کی ہمت بندھ گئی اور وہ بولا۔ "گاڑی رواں سے پیرنتین تک حسب معمول رفتار سے چلتی رہی۔ کوئی غیر معمولی بات دیکھنے میں نہ آئی . . . . پیرنتین کے پلیٹ فارم پر مجھے وہاں کا اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نظر آیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ کیوں کیا میں نے اُس سے ہاتھ نہیں ملایا تھا؟"

"ملایا تھا۔" ایک بار پھر اُس کی بیوی نے جھجکتے ہوئے اُس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ رواں کے اسٹیشن پر بھی کوئی جج گرینڈ مورن کے ڈبہ میں داخل نہ ہوا؟"

یہ ایک اہم سوال تھا۔ روبو کو اس کی توقع نہیں تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ اُس کے پاس کوئی گھڑا گھڑایا جواب موجود نہیں تھا۔ اُس نے پریشانی کے عالم میں اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔ اُس کی بیوی کی آنکھیں بھی اس سوال پر پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" روبو نے آخر کار سنبھلتے ہوئے کہا۔ "پلیٹ فارم پر بہت بھیڑ تھی۔ شاید کوئی اُسکے ڈبہ میں سوار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہو۔"

اُس نے پھر دلجمعی سے کہا۔ "کل سنیچر تھا۔ بہت سے لوگ اتوار کی چھٹی اپنے گھروں میں گزارنے جا رہے تھے۔ تھرڈ کلاس کے مسافر بھی سیکنڈ کلاس کے ڈبوں پر دھاوا بول رہے تھے۔

ہم انھیں اس بات سے رُوکنے میں مصروف تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری نظر چُوک گئی ہو اور کوئی ٹِنج گرینڈ مھن کے ڈبے میں سوار ہو گیا ہو — کیوں تمہارا کیا خیال ہے — یہی ہوا ہو گا نا پیاری۔"

"یہی ہوا ہو گا۔" سورین نے رُومال سے اپنی سُرخ آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔

رُدبو کی اس دلیل پر سب کا تجسّس ختم ہو گیا۔

اتنے میں پیکیو نے اپنے ڈرائیور کو برنتین سے آنے والی گاڑی سے اُترتے ہوئے دیکھا۔

پیکیو نے اشارے سے لانیتر کو اپنے قریب بُلایا۔

اُس نے قریب آکر پُوچھا — "یہ کیا ہو رہا ہے ؟"

جلد ہی وہ سمجھ گیا کہ کیا بات تھی۔

۵

لانیئر ریل کے اُس ڈبہ کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا جس میں اُس نے ایک پستہ قامت شخص کے ہیولے کو زج گریت ٹموران پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُس نے اُچک کر ڈبہ میں جھانکا تو فرش پر جمے ہوئے خون کے دھبے دیکھ کر اُسے قتل کا منظر یاد آگیا — وہ اپنے تصوّر کی آنکھ سے ریل کی پٹری پر پڑی ہوئی لاش کو دیکھنے لگا۔ پیکوئی جب اُسے قتل کی کہانی سُنا رہا تھا تو اُس نے ردبو اور اُس کی بیوی پر نگاہ دوڑائی۔ اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ دونوں میاں بیوی کیوں اُس حادثہ میں ملوث ہو گئے تھے —

پیکوئی نے جب اُسے بتایا کہ وہ دونوں بھی اسی گاڑی میں سفر کر رہے تھے جس میں قتل کی واردات ہوئی تو اُس نے ردبو کی بیوی کو ذرا تیکھی نگاہوں سے دیکھا۔

سورین کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ اُس کے سیاہ بالوں کی لٹیں ہوا میں لہرا رہی تھیں اور دُبلے

چہرے پر دلفریب پرچھائیاں پیدا کر رہی تھیں۔ افسردگی کے عالم میں اُسے وہ عورت بیحد حسین اور کافر جمال معلوم ہوئی۔ اُس پر سے وہ اپنی آنکھیں ہٹا نہ سکا۔ وہ کھو کر رہ گیا جیسے اُس کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو گئی اور اُس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہو۔ اُس نے آج تک کسی عورت کو ایسی نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا۔

"تم مجھے یہ باتیں کیوں بتا رہے ہو ۔۔۔ میں سب کچھ جانتا ہوں" اُس نے پیکیو کی داستان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "میں کل رات مافر اس کراس ہی میں تھا جب جج گرینڈ موورن کی لاش ملی ۔۔۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے ریل گاڑی میں کسی کو گرینڈ موورن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تھا!"

لانیتر کے اس اچانک انکشاف پر سب کے کان کھڑے ہو گئے۔ سارا ہجوم ایک نئی دلچسپی کے ساتھ گوش بر آواز ہو گیا۔ ہجوم کے اس اشتیاق نے اُسے پریشان کر دیا۔ اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اُس نے یہ الفاظ بے خیالی میں کیوں ادا کر دیئے تھے۔ اُس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ اس سلسلے میں اپنے لب نہیں کھولے گا۔ اُس نے ایک بار پھر سوزین کی طرف دیکھا۔ اُس نے اپنی آنکھوں پر سے رومال اُٹھا لیا تھا اور وہ گھور گھور کر لانیتر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں اُسے حیرت انگیز حد تک دل آویز معلوم ہوئیں۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس نے لانیتر کے الفاظ سُنتے ہی گردن موڑی اور بولا۔ "تم ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے ؟"

لانیتر نے سارا قصہ کہہ سُنایا۔ مدھم روشنی میں ریل کا ڈبہ۔ ہولے سے باتیں کرتی ہوئی گاڑی۔ دست و گریباں دو اشخاص۔

سوزین کی نگاہیں لانیتر پر جمی ہوئی تھیں۔ روبو اپنی بیوی کے اور قریب آ گیا تھا۔

ب سمجھ گئے
وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے لانتیر کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم قاتل کو پہچان سکتے ہو؟" سپرنٹنڈنٹ نے ذرا ٹھہر سے سوال کیا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ میں اُسے پہچان نہیں سکوں گا۔ گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی۔"

لانتیر نے جواب دیا۔

"قاتل کیسا کوٹ پہنے ہوئے تھا؟"

میں یقین سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ بھولئے نہیں کہ گاڑی پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی۔"

سوریں نے اپنی مرضی کے خلاف اپنے شوہر سے نگاہیں چار کیں۔

"خیر کوئی بات نہیں — تمہاری یہ شہادت بھی بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے —— تمہیں بہر حال مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرنا ہوگا۔ شاید وہ تم سے کچھ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔"

رفتہ رفتہ ہجوم منتشر ہو گیا۔ اسٹیشن کا تمام کاروبار حسبِ سابق جاری ہو گیا۔ روبو نو پچاس کی گاڑی کے خیر مقدم کے لئے چلا گیا۔ اُس نے خلاف معمول لانتیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر گرمجوشی سے دبا دیا۔ مادام لیبلیو، سوریں، فلومین اور پیکیو ابھی تک پلیٹ فارم پر کھڑے تھے۔

"آؤ چلیں — ہم یہاں کیا کر رہے ہیں" پیکیو بولا۔

روبو کی سیٹی فضا میں گونج اٹھی — جواب میں انجن نے سیٹی دی اور نو پچاس کی گاڑی حرکت میں آ گئی۔ چمکیلی دھوپ میں ڈبوں کے شیشے جھلملانے لگے۔

چند روز کے بعد روآں کی عدالت کے مجسٹریٹ ڈینیزے نے گرینڈ موراں قتل کیس کے گواہوں کو عدالت میں طلب کیا۔

جج گرینڈ موراں کے قتل نے سارے فرانس میں ہلچل پیدا کر دی تھی۔ پیرس میں تو اس کا

پہلے اپنے عاشق کبوپے کو انتقام لینے کی دعوت دی ہو۔ یہ تمام حقائق ڈیبزرے کے سامنے تھے اور وہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر پاتا تھا۔

آج گواہوں کو دو بجے طلب کیا گیا تھا لیکن رو بو کُنبہ ڈیڑھ ہی بجے عدالت کے احاطہ میں پہنچ گیا تھا۔ میاں بیوی نے سیاہ ماتمی لباس پہن رکھا تھا۔ سورین ایک بنچ پر بیٹھی ہوئی تھی اور رُو بو اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ پر باندھ کر اپنی بیوی کے پیچھے سبزہ پر ٹہل رہا تھا۔ دونوں خاموش تھے اور ایک دوسرے سے نگاہیں ملانے میں جھجک محسوس کر رہے تھے۔ مگر جب بھی اُن کی نگاہیں چار ہوتی تھیں تو اُن کے دِل میں چھپی ہوئی پریشانی اور تشویش اُن کے چہروں سے جھلکنے لگتی تھی۔

جب سے جج گرینڈ موران کے وصیّت نامہ کا انکشاف ہوا تھا دونوں کے خوف میں اضافہ ہو گیا تھا۔ عام حالات میں گاڈی مافرِ اس کر اس کا مکان پا کر وہ بہت خوش ہوتے لیکن موجودہ حالات میں یہ مکان وبالِ جان بن گیا تھا۔ جج کا خاندان اِس عجیب و غریب وصیت نامہ پر لو کھلا اُٹھا تھا جج نے اپنی آدھی جائیداد غیر معروف لوگوں میں بانٹ دی تھی اِس لئے اُس کا خاندان جھلایا ہوا تھا۔ سُننے میں آ رہا تھا کہ جج کی بیٹی مادام لاجسٹائے اِس وصیت نامہ کو ناجائز قرار دلوانے کے لیے مقدمہ دائر کرنے والی تھی۔

عدالت کے کلاک نے دو بجائے عین اُس وقت انجن ڈرائیور لانتیر، عدالت کے احاطے میں داخل ہوا۔ وہ سیدھا پیرس سے آ رہا تھا۔ رو بو دوڑ کر اُس کے پاس پہونچا اور اُس کی طرف اپنا دایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا —" اوہ میرے خدا — تمہیں بھی بُلایا گیا ہے — لوگوں کو کتنا پریشان کیا جا رہا ہے! — میں تو بیزار ہو چکا ہوں۔ آخر کوئی حد بھی ہوتی ہے!"

لانتیر نے سورین کی طرف دیکھا۔ وہ بے حس و حرکت بیٹھی ہوئی تھی۔ لانتیر جب بھی اُس کی طرف دیکھتا تھا تو اُس کی رگوں میں کپکپی دوڑ جاتی تھی اور اُسے خیال آتا تھا — یہ عورت

اپنے گیسوؤں سے باندھ لے گی۔ میں قفس میں بند پرندے کی طرح اپنے پر بھی پھڑپھڑا نہ سکوں گا۔ اور جب لانیتر کی نگاہ اُس کے کھلے گریبان کے بلاوز پر پڑتی تو وہ سرتاپا ایک شعلہ بن جایا کرتا تھا۔۔ ایک دن تو اُس نے سوچا تھا کہ وہ اُس کی طرف دیکھے گا ہی نہیں۔

"پیرس میں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟" ردبو نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ "کوئی نئی بات تو نہیں کہہ رہے ہوں گے ـــــ مجھے اب تو یہ یقین ہونے لگا ہے کہ انہیں پتہ نہیں چل سکے گا کہ قتل کس نے کیا ہے۔" لانیتر کو خاموش دیکھ کر اُس نے کہا۔ "تم کبھی ہمارے گھر کیوں نہیں آتے۔۔ کسی روز رات کا کھانا ہمارے یہاں آکر کھاؤ۔"

ردبو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بیوی کے قریب لے آیا۔ لانیتر مجبوراً آداب بجالایا۔ سورین شرم سے سُرخ ہوگئی۔ وہ فطرتاً ایک شرمیلی عورت تھی۔ لانیتر ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا اور کوشش میں رہا کہ میاں بیوی کی آنکھوں سے اُس کی آنکھیں ملنے نہ پائیں۔ سورین اور اُس کا شوہر سوچ رہے تھے کہ یہ نوجوان اپنے بھرپور شباب کے باوجود اتنا سرد کیوں ہے؟ وہ اُسے اپنے قریب لانا چاہتے تھے تاکہ وہ اُن کے خلاف ایک لفظ تک نہ کہے۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اُنہوں نے ہمیں اب کیوں بُلایا ہے ـــــ جو کچھ ہم بتا سکتے تھے، بتا چکے ہیں!" ردبو نے کہا۔

"میں نے اسٹیشن سے ادھر آتے ہوئے سنا ہے کہ جلد کوئی گرفتاری بھی ہونے والی ہے۔" لانیتر بولا۔

میاں بیوی بھونچکے رہ گئے ـــــ اتنے میں قدموں کی آہٹ سُنائی دی۔ جج کی بیٹی برتھے اور اُس کا شوہر لاچنائے عدالت کے احاطے میں داخل ہوئے۔ برتھے سورین کی طرف نگاہ کئے [illegible] سے گزر گئی۔ سورین کو حیرت ہوئی بچپن سے لیکر لڑکپن تک جس سہیلی کے ساتھ وہ کھیلتی رہی

تھی اُس نے اُسے پہچاننے تک سے کیوں انکار کر دیا!

عدالت کے کمرے میں مجسٹریٹ ڈینزے ایک موٹی فائل دیکھ رہا تھا۔ کئی گواہوں کے بیانات قلمبند کئے جا چکے تھے۔ سینٹ لازارے کے اسٹیشن ماسٹر وانڈورپ نے بتایا تھا کہ گاڑی ٹھیک وقت پر ہاررے کے لئے روانہ ہوئی تھی اور اُس وقت پلیٹ فارم پر کوئی مشتبہ شخص نہیں تھا۔ گارڈ ڈاورنے کا بیان تھا کہ رواں اسٹیشن سے گاڑی نکلنے پر کسی مسافر کے گاڑی سے گرنے یا کٹ مرنے کی اُسے کوئی خبر ملی تھی۔ پولیس کو وہ چاقو بھی نہیں ملا تھا جس سے جج کو قتل کیا گیا تھا۔ ریل گاڑی کے ڈبہ میں قاتل کے قدموں یا انگلیوں کے نشان بھی نہیں ملے تھے۔ سارا کیس ابھی تک ایک معمہ تھا۔

عدالت کے کارندے نے سب سے پہلے برتھے اور اُس کے خاوند لاچسنائے کو آواز دی۔ برتھے نہایت تمکنت کے ساتھ قدم اُٹھاتی ہوئی مجسٹریٹ کے سامنے آئی۔

"مادام تشریف رکھئے۔" ڈینزے بولا۔ "میں جانتا ہوں آپ اپنے والد کے قاتل کو سزا دلوانے کے لئے بیقرار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر گواہ کے بیان میں اتنی دلچسپی لے رہی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم ابھی تک اندھیرے میں ہیں اور مجرم ہمارے ہاتھ نہیں لگا۔"

برتھے کا خاوند اس بات پر جھنجھلا اُٹھا اور بولا۔ "معاف کیجئے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اصل حقیقت کو جاننا بھی نہیں چاہتے۔ ذرا میرے سُسر کی وصیت پر بھی غور فرمایئے۔ نہ جانے کس موڈ میں جائیداد دونوں ہاتھوں سے لُٹا دی گئی ہے۔ قاتل کا پتہ چلے نہ چلے۔ ایک بات بالکل صاف ہے کہ روبو اور اُس کی بیوی کو مافراس کراس کا مکان ہڑپ نہیں کرنے دینگے۔ ذرا سوچئے تو سہی ایک نوکر کی بیٹی کو کتنا بڑا تحفہ دیا گیا ہے۔ کیوں یہ تحفہ دیا گیا؟ میں تو سمجھتا ہوں یہ تحفہ ہی میرے سُسر کے لئے جان لیوا ثابت ہوا!"

"کیا آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ روبو اور اُس کی بیوی نے اپنے مرنے والے خالہ کو قتل کیا تھا"

"صاف ظاہر ہے ۔۔۔ اگر انھیں معلوم تھا کہ وصیت نامہ میں انھیں کیا چھوڑا گیا ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ بھیانک جرم کے مرتکب ہو سکتے تھے ۔۔۔ آپ کو بھولنا نہیں چاہئے کہ یہی وہ لوگ تھے جن سے میرے سُسر نے اپنی موت سے پہلے دیر تک باتیں کیں"۔

"مادام آپ کا کیا خیال ہے ۔۔۔ کیا آپ کی سابق سہیلی اس جرم کا ارتکاب کر سکتی ہے؟" مجسٹریٹ نے پوچھا۔

جواب دینے سے پہلے برتھے نے ایک بار اپنے خاوند کی طرف دیکھا۔ شادی کے چند مہینوں کے دوران اُن دونوں کی باہمی خشک مزاجی اور بھی ابتر ہو گئی تھی۔ دونوں نے مل کر ایک دوسرے کے مزاج کو اور بھی کرخت کر دیا تھا۔ اُس کے خاوند نے اُس کو سورین کا مخالف بنا دیا تھا۔ برتھے کی خواہش تھی کہ سورین کو فوراً گرفتار کر لیا جائے۔

اُس نے رُکتے ہوئے کہا ۔۔۔ "آپ جس عورت کے متعلق مجھ سے سوال کر رہے ہیں، اُس کے طور و اطوار بچپن ہی میں اچھے نہ تھے"۔

"مادام ۔۔۔ اِس سے آپ کا کیا مطلب ہے ۔۔۔ کیا آپ مادام روبو پر یہ الزام لگا رہی ہیں کہ ڈان ولے میں اُنھوں نے کوئی مذموم حرکت کی؟"

"نہیں ۔۔۔ نہیں" ۔ برتھے نے چونکتے ہوئے کہا ۔۔۔ "اگر ایسی بات ہوتی تو میرا والد اُسے ایک لمحہ کے لئے اپنے گھر میں نہ رہنے دیتا۔

مجسٹریٹ ڈینزے برافروختہ ہو گیا دراصل وہ اپنے گواہوں سے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا تھا کہ وہ کوئی ایسا بیان دیں جس سے مرحوم جج گرینڈ موران کے کردار پر کوئی حرف آتا ہو۔ جو [illegible] بیان دیتا تھا مجسٹریٹ ڈینزے اُس کی مخالفت کرنے کے لئے آپے سے باہر ہو جاتا تھا

ڈیبزے نے بھڑک کر کہا — مادام ہمیں معقول رویہ کا اظہار کرنا چاہیئے - روبو کنبہ کے افراد کوئی ورثہ حاصل کرنے کے لیئے آپ کے والد کی طرح کسی شخص کو قتل نہیں کر سکتے — آپ نے قتل کا جو مقصد بیان کیا ہے وہ قطعاً ناکافی ہے - ہمیں کوئی اور مقصد تلاش کرنا چاہیئے "

ڈیبزے ابھی اپنی بات ختم نہیں کرنے پایا تھا کہ عدالت کے کمرے میں سنہرے بالوں والی ایک عورت داخل ہوئی - اُس نے نہایت نفیس لباس پہن رکھا تھا - پچاس برس کی عمر کے باوجود وہ ایک حسین عورت تھی -

"پیارے جج ڈیبزے — میں آگئی ہوں — مجھے معاف کر دو — ذرا سی دیر ہوگئی - دراصل راستہ اتنا خراب ہے کہ توبہ ہی بھلی !"

ڈیبزے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اُس نے بہت احترام سے کہا — " مادام مجھے اُمید ہے کہ آپ زندگی کے شدید صدمہ کو برداشت کر چکی ہونگی "

" ہاں — اب میں اچھی ہوں " اُس عورت نے مڑ کر دیکھا اور بولی — " اوہ ! برتھے تم بھی ادہیں ہو — او لاچسنائے بھی تمہارے ساتھ آیا ہے — صبح بخیر ! "

برتھے اور لاچسنائے دونوں جھک کر آداب بجا لائے - وہ عورت مادام بونے ہان تھی — مرحوم جج گرینڈ موران کی بہن -

مادام بونے ہان نے برتھے کو اپنے گلے سے لگا لیا -

مادام بونے ہان ایک صنعت کار کی بیوی تھی - جس نے بیشمار دولت پیدا کی - اور مادام بونے ہان کو تیس برس کی عمر میں ایک دولت مند بیوہ بنا کر اس جہان سے کوچ کر گیا - مادام بونے ہان نے اپنے خاوند کی موت کے بعد ایک مسرت انگیز زندگی بسر کی تھی - لوگ کہتے تھے کہ اُس نے کئی مردوں سے محبت کی تھی - ساری دنیا اُسے پاک دامن تصور کرتی رہی - [illegible]

گھرانوں کی دعوتوں اور مجالس کی رونق تھی۔ اُس کے دوست، زیادہ تر عدالتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اُسے اپنے گھر پر ضیافتیں دینے کا بیحد شوق تھا۔ اُس کے متعلق ایک کہاوت مشہور ہو گئی تھی کہ اُس کی ساری زندگی ایک مسلسل ضیافت ہے — وہ ایک نوجوان وکیل شوہر مننے پر ریجھ گئی تھی۔ کہا جاتا ہے اُس سے اُسے مادرانہ محبت تھی۔ اُس نوجوان وکیل کو ترقی دلانے کے لئے اُس نے اپنے گھر پر کئی دعوتیں کیں۔ اِس سلسلے میں اُس نے عدالت کے ایک بڑے افسر ڈیس برنیلے کو اپنا دوست بھی بنایا۔ جو برسوں تک مادام بونے ہان کے ساتھ رہا اور آج بھی وہ ساٹھ برس کا ہو جانے کے باوجود اکثر رات کا کھانا مادام بونے ہان کے یہاں کھاتا تھا۔

مادام بونے ہان اپنی فراخدلی کے باعث اب بھی اپنے علاقہ پر حکمرانی کرتی تھی۔

"مادام" مجسٹریٹ ڈیبنزے نے نہایت شائستگی سے کہا۔ "مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ سے ایک دو سوال پوچھ سکوں۔"

"کیوں نہیں — کیوں نہیں" مادام بونے ہان نے چہکتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں گی تو اُس سے مجھے بہت خوشی ہو گی۔"

"شکریہ!" ڈیبنزے بولا — "مادام آپ کے بھائی کو تار موصول ہوا تھا کہ فوراً ڈان شلے چلے آؤ — جج گرینڈ مورن کے کاغذات میں ہمیں وہ تار نہیں ملا — کیا یہ تار آپ نے اُن کے نام بھجوایا تھا؟"

مادام بونے ہان نے بہت دلجمعی سے جواب دیا۔ "نہیں — میں نے اپنے بھائی کو کوئی تار نہیں دیا تھا — ویسے میں توقع کر رہی تھی کہ وہ ایک دو روز میں ڈان شلے پہنچنے والا ہے۔ وہ اکثر رات ہی کی گاڑی سے آیا کرتا تھا۔ مجھے اُس کا انتظار تھا۔ دراصل وہ پیرس سے دس ہزار فرانک لا رہا تھا۔ میرا تو شروع ہی سے یہ یقین ہے کہ اُسے روپے کی خاطر

قتل کیا گیا ہے"

ڈیبزے تھوڑی دیر کے لیئے خاموش رہا اور پھر اُس نے براہِ راست ایک سوال کیا۔

"آپ کا مادام رُوڈ اور اُس کے خاوند کے متعلق کیا خیال ہے؟"۔

"پیارے ڈیبزے ۔۔۔ اُن بھلے آدمیوں کے متعلق اپنے دل میں کوئی بُرا خیال نہ لاؤ۔

اُن کا اِس قتل سے کوئی واسطہ نہیں سورین تو بہت ہی نیک لڑکی تھی ۔۔ بہت ہی پیاری ۔۔

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ سورین اور اُس کا خاوند ایسا گناہ کر ہی نہیں سکتے"۔

ڈیبزے کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہوئی اور اس نے مسکراتے ہوئے برتھے اور

اُس کے شوہر لاچینلے کی طرف دیکھا۔

"پیاری چچی ۔۔۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ سوچے سمجھے بغیر اپنی رائے دے رہی ہیں۔ برتھے

نے بیچ میں کودتے ہوئے کہا۔

مادام بوئے ہان اِس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتی تھی کہ کوئی اُس کی بات کاٹنے کی جرأت

کرے ۔۔ وہ بھڑک اُٹھی اور بولی ۔۔ "اِس معاملہ پر میں تم سے ہرگز اتفاق نہیں کر سکتی ۔۔

سورین ایک بہت نیک بچی تھی ۔۔۔ ہمیشہ قہقہے لگاتی رہتی تھی ۔۔ اور میں جانتی ہوں کہ تم

اور تمہارا خاوند اِس وقت کیا سوچ رہے ہیں۔ بات یہ ہے رُوپے نے تمہارا دماغ خراب

کر دیا ہے۔ تمہیں حیرت ہوئی ہے کہ تمہارا والد مافراس کر اس کی جائیداد سورین کو کیوں

دے گیا۔ تم بھول جاتی ہو کہ تمہارے والد نے اپنی بیٹی کی طرح سورین کی پرورش کی اِسلیئے

اُس کی وصیت میں سورین کا نام موجود ہونا حیرت انگیز نہیں ۔۔ برتھے! تمہیں یاد رکھنا

چاہیئے کہ دولت ہی دُنیا کی سب سے بڑی مسرت نہیں ہے"۔

درحقیقت مادام بوئے ہان بیحد دولت مند تھی۔ اِس لیئے رُوپے کی اُس

نہیں تھی۔ اُس کے نزدیک حُسن اور محبت ہی زندگی کی دو بڑی مسرتیں تھیں۔

"مادام! اب میں آپ سے ایک نہایت نازک سوال کروں گا۔" ڈینزے نے مادام بُونے ہان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ـــ "میں آپ کے بھائی کا بیحد احترام کرتا ہوں ـــ میں اُن کی یاد کو مقدس سمجھتا ہوں ـــ مگر اُن کے متعلق بیشمار افواہیں گرم ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی داشتہ رکھتے تھے۔"

مادام بونے ہان ایک زمانہ شناس عورت تھی۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے کہا ـــ میرے بھائی کی بیوی اُس کی جوانی ہی میں مر گئی تھی۔ میں نے اُس کے معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ وہ اپنے وقار کو ہمیشہ قائم رکھتا تھا۔"

برتھے اپنے والد کی داشتہ اور اُس کی رنگین مزاجی کے متعلق گفتگو پر آگ بگولا ہو گئی۔ اُس نے اپنی آنکھیں جُھکا لیں۔ اُس کے خاوند نے اپنی بیوی کی گھبراہٹ کو بھانپتے ہوئے کہا ـــ ایسی گفتگو ہمیں بالکل پسند نہیں ہے۔"

ڈینزے نے اُس کی بات اَن سُنی کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی خادمہ کے ساتھ جو واقعہ وابستہ کیا جاتا ہے اُس میں کہاں تک صداقت ہے مادام ـــ؟"

"آپ کا مطلب لوزے سے ہے ـــ پیارے ڈینزے ـــ لُوزے تو ایک آوارہ لڑکی تھی ـــ ایک عادی مجرم کے ساتھ اُس کے ناجائز تعلقات تھے۔ اُس کی موت پر کچھ لوگ میرے بھائی کو پریشان کر کے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے!"

مادام بونے ہان پردہ پوشی سے کام نہیں لے رہی تھی ـــ جو کچھ اُس نے کہا تھا اُس میں وہ یقین رکھتی تھی۔ جج گرینڈ موران کی زندگی کا کوئی پہلو اُس سے چُھپا ہوا نہیں تھا۔ اپنے بھائی کی موت پر [illegible]رانی نہیں ہوئی تھی لیکن آج وہ خاندان کے اُونچے اخلاقی معیار کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔

لوزے کی کہانی میں کچھ صداقت ضرور تھی۔ اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ اُس کا بھائی اُس پر نظر رکھتا تھا۔ لیکن وہ لوزے کو بھی اچھے چلن کی نہیں سمجھتی تھی اس لیے لوزے کے معاملہ میں وہ اپنے بھائی کے کردار کو داغدار کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"پیارے ڈیئرزے —— تم نے لوزے کو نہیں دیکھا۔ وہ ایک خوبصورت گلابی اور گوری لڑکی تھی —— نہایت معصوم —— لیکن چودہ ہی برس کی عمر میں ایک ٹھگ اور چور سے اُسے پیار ہو گیا اُس ٹھگ کا نام کبوچے ہے —— یہ شخص بیکورٹ جنگل کے کنارے ایک جھونپڑے میں وحشیانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اُس نے ایک شراب خانہ میں ایک شخص کو ہلاک کر دیا تھا۔ اُسے پانچ برس کی قید ہوئی۔ قید کاٹ کر واپس آیا تو لوزے پر ڈورے ڈالنے پر کامیاب ہو گیا —— میں نے لوزے جیسی معصوم لڑکی کو اُس کے ہاتھوں میں پڑنے سے بچانے کے لئے اپنے یہاں ملازم رکھ لیا۔ میرے بھائی کے یہاں کوئی خادمہ نہیں تھی۔ کبھی کبھی لوزے اُس کا کوئی کام کر دیا کرتی تھی۔ ایک صبح کو جب لوزے میرے بھائی کے یہاں گئی تو غائب ہو گئی گم شدگی کے پانچ روز بعد وہ کبوچے کے جھونپڑے میں مری ہوئی پائی گئی —— کہا جاتا ہے سرسام سے اُس کی موت واقع ہوئی —— میں تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ ایسی لڑکی کو میرے بھائی نے چھیڑا تک ہوگا ——!" اور پھر ہنستے ہوئے بولی —— میں بالکل انکار بھی نہیں کر سکتی۔ عین ممکن ہے میرے بھائی نے صرف اُسے پیار کیا ہو —— دراصل میرے بھائی کو نوعمر بچوں سے بیحد محبت تھی۔"

"بچی —— یہ تم کیا کہہ رہی ہو ——؟"

مادام بونے ہال نے برتھے کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے بھائی نے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا ہوگا مگر لوگوں نے ایک مذموم قصہ گھڑ لیا۔ میرا خیال ہے کہ خود لوزے نے یہ قصہ تراشا! لوزے نے مبالغہ آرائی کی۔ تاکہ اُس کا عاشق کبوچے اُس سے زیادہ پیار کرنے لگے

اپنے جامے سے باہر ہو گیا۔ اُس نے یہ قصّہ سارے گاؤں کو سُنایا اور ایک شراب خانہ میں اُس نے یہ بڑ ہانکی کہ وہ میرے بھائی کو قتل کر دے گا!"

ڈینزے نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "کیا کبوچے نے واقعی یہ الفاظ کہے تھے؟ کیا اِس سلسلے میں کوئی شہادت موجود ہے؟"

"پیارے ڈینزے! تم کوشش کرو تو شہادتیں میسّر آسکتی ہیں...... خیر یہ ایک نہایت ہی ناخوشگوار واقعہ تھا!" اِس کے بعد مادام بوٹے ہان نے ڈینزے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیئے اور بولی "میں اب چلتی ہوں — اُمید ہے کہ تم سے جلد ملاقات ہوگی تم جب بھی چاہو ڈاڈان ویلے آسکتے ہو!"

اُس کے جانے کے بعد مجسٹریٹ ڈینزے نے آواز دی — "مونسیور لانتیر کو اندر لاؤ۔"

باہر برآمدہ میں رویدلاہ اُس کی بیوی اُداس بیٹھے تھے — جیسے اُن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ لانتیر کو جب پکارا گیا تو وہ ہڑبڑا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

گرینڈ موران کے قتل کا کیس اُس کے دل و دماغ پر ایک بھیانک ہوّا بن کر چھا گیا تھا۔

لانتیر ڈینزے کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو اُس سے مجسٹریٹ نے ایک ہی سانس میں کئی سوالات پُوچھے — ریل کے ڈبّہ میں جس قاتل کو اُس نے دیکھا تھا اُس کا قد کتنا لمبا تھا — وہ موٹا تھا یا لاغر — اُس نے کیسے کپڑے پہن رکھے تھے — اُس کے بال ترشے ہوئے تھے یا لمبے تھے — وہ کس طبقہ کا فرد معلوم ہوتا تھا —؟

ڈینزے نے یہ سوالات پُوچھنے کے بعد کہا۔ "اگر اُس شخص کو تمہارے سامنے لا کھڑا کر دیا جائے [illegible] پہچان لوگے؟"

لانیئر تیزی سے اپنی آنکھیں جھپک رہا تھا۔ اُس نے جواب دیا ۔ شاید میں اُسے پہچان لوں گا۔"
یک بیک وہ چونکتے ہوئے بولا ۔"نہیں میرے لئے اُسے پہچاننا بہت دشوار ہوگا ۔ میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکوں گا ۔ حضور آپ یہ بات مت بھولئے کہ اُس وقت ریل گاڑی پچاس میل کی رفتار سے جا رہی تھی ۔"

ڈینزے کو اس جواب پر بہت مایوسی ہوئی ۔ اُس نے گھنٹی بجاتے ہوئے کہا ۔" اب مادام ردبو اور اُس کے خاوند کو اندر لاؤ !"۔

ردبو عدالت کے کمرے میں داخل ہوا تو اُس کی نگاہ لانیئر پر پڑی۔ ایک لمحہ کے لئے خوف کی لہر اُس کے جسم میں دوڑ گئی ۔ کیا لانیئر نے اُن کا راز افشا کر دیا ہے ؟ جلد ہی اُس نے دیکھا کہ لانیئر خود گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا ۔ اِس پر اُس نے اطمینان کی سانس لی اور آگے بڑھا۔

میاں بیوی سے پہلے سوالات دُہرائے گئے ۔ اُن کا اُنہوں نے وہی جواب دیا ، جو پہلے دیا تھا۔

ڈینزے نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل پر پنسل بجاتے ہوئے کہا ۔"تم نے اپنے پہلے بیان میں کہا تھا کہ روآں کے ریلوے اسٹیشن پر تم نے ایک اجنبی کو جج گرینٹ موران کے ڈبے میں سوار ہوتے دیکھا ۔"

ردبو کچھ گھبرا گیا ۔ فوراً اُس کے دل میں ایک خیال آیا کہ اُسے قطعی طور پر کسی بات کا اعتراف نہیں کرنا چاہیئے ۔ اس لئے اُس نے جواب دیا ۔ حضور یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے !"

"چلو تمہارا وہم ہی سہی ۔ وہ شخص کیسا تھا ۔ پست قد یا لمبا ۔ ؟ کیا اُس کا قد تمہارے برابر تو نہیں تھا ؟"۔

"اُس کا قد مجھ سے کہیں لمبا تھا حضور ۔۔ !"۔

ڈینزے نے بیچ میں بولتے ہوئے لانیئر سے پوچھا ۔ جس شخص کو تم نے ہاتھ میں چاقو لئے ہوئے دیکھا تھا کیا اُس کا قد مونیبوررد بو سے زیادہ لمبا تھا؟"۔

لانیئر اُس وقت بہت بیقرار تھا ۔ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دوپہر کی گاڑی نہیں پکڑ سکے گا ۔ وہ اِن سوالات سے اپنی گلو خلاصی کرانا چاہتا تھا ۔ اُس نے اپنی آنکھیں اُٹھا کر رو بو کے سراپا کا جائزہ لیا ۔

"میرے خیال میں اُس شخص کا قد اُن کے برابر تھا" لانیئر نے اچانک جواب دیا ۔

"نہیں ۔ نہیں ۔۔ اُس شخص کا قد مجھ سے بہت لمبا تھا !"۔۔ رو بو نے چیختے ہوئے کہا لانیئر نے ابھی تک اپنی آنکھیں رو بو پر سے اُٹھائی نہیں تھیں ۔ رو بو کو لانیئر کی تیکھی نگاہ ایک تیز چھری معلوم ہو رہی تھی ۔ اُس کی بیوی کی رگوں میں بھی لہو جم کر رہ گیا تھا ۔۔ لانیئر اپنے ذہن میں قاتل اور رو بو کا موازنہ کر رہا تھا ۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قاتل اور رو بو میں بیحد مماثلت پائی جاتی تھی ۔۔ اُس کے مُنہ سے نکلا ہوا ایک لفظ میاں بیوی کو تباہ کر سکتا تھا ۔ اِتنے میں رو بو نے اپنی آنکھیں اُس کی آنکھوں میں ڈال دیں ۔ دونوں نے ایک دوسرے کی رُوح کی گہرائیوں میں جھانکا ۔

"تم دونوں ایک دوسرے سے اتفاق نہیں کر رہے ہو" ڈینزے بولا ۔۔۔ وہ بھی دراصل اُن دونوں کی خاموشی کو گہری نظر سے دیکھ رہا تھا ۔۔ اُس کا دل کہہ رہا تھا کہ صداقت اِن دونوں میں سے ایک کے ہونٹوں پر آنے والی ہے ۔۔ ڈینزے حیران ہو رہا تھا ۔۔ کہیں رو بو اور اُس کی خوبصورت بیوی نے تو جج گرینٹ مورن کو قتل نہیں کیا ۔۔؟

"کیا اُس شخص کی داڑھی تھی ؟" ڈینزے نے رو بو سے سوال کیا ۔

ردبو نے جلد اپنے آپ پر قابو پالیا اور بولا — "نہیں اُس کا چہرہ صفا چٹ تھا"
لانتیئر نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ردبو کی طرف دیکھا — لانتیئر کو یقین تھا کہ جس شخص
کو اُس نے ریل کے ڈبہ میں دیکھا تھا وہ ردبو کی طرح گھنی ڈاڑھی رکھتا تھا۔ لانتیئر کے دل میں
ایک خیال آیا — میں سچ کیوں نہیں بول رہا — رُدبو میرا کوئی عزیز رشتہ دار نہیں ہے — تب
میں لانتیئر نے سورین کی طرف دیکھا۔ سورین کی آنکھوں میں رحم کی التجا تھی جو شاید اُس کی رُوح
کی گہرائیوں سے اُٹھ رہی تھی۔ لانتیئر کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ عورت سر سے پاؤں تک اپنے
آپ کو اُس کے سُپرد کر رہی ہو — وہ سوچنے لگا — میں نے آجتک کسی عورت سے محبت نہیں
کی۔ کیا یہ وہی عورت ہے جس سے میں محبت کر سکتا ہوں — کیا یہ وہی عورت ہے جس
سے مَیں ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو سکتا ہوں اور جسے قتل کرنے کی مجھے کبھی جُرأت نہیں ہو سکتی۔
یہ سوچتے ہوئے اُس کی یادداشت کمزور پڑ گئی — اب اُسے رُدبو میں گرینڈ موران کا قاتل نظر
نہیں آرہا تھا — اُس کے دل میں شکوک اُبھرنے لگے —

ڈینزے نے آخری اور نہایت کُن سوال کیا — "جس شخص کو تم نے ریل کے ڈبہ میں
دیکھا تھا کیا اُس کی ڈاڑھی مونسیور ردبو کی طرح تھی ؟"

اُس نے نہایت سکون سے جواب دیا — "حضور — میں قطعی طور پر کچھ بھی نہیں
بتا سکتا — میں عرض کر چکا ہوں کہ گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی — میں صرف اندازہ کر سکتا
ہوں — یقین کے ساتھ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا" مجسٹریٹ ڈینزے اس جواب پر بوکھلا اُٹھا —
اُسے ایسا معلوم ہوا جیسے ندی کے کنارے پہنچ کر بھی وہ پیاسا رہ گیا — وہ اسسٹنٹ اسٹیشن
ماسٹر کے متعلق اپنے شکوک کو دور کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اُس نے کبھی لانتیئر اور کبھی ردبو سے
مختلف سوالات کئے۔ ردبو نے اپنی نجات کی خاطر گرینڈ موران کے ڈبے میں داخل

والے شخص کا قطعی حلیہ بیان کر دیا۔ لائبیئر خاموش رہا اور اُس نے چشم پوشی سے کام لیا۔ اُس نے کہیں کہیں روبو کے بیان کی تصدیق بھی کی۔ مجسٹریٹ کو آخر کار کبوچے ہی کے متعلق اپنے شکوک کو تقویت دینی پڑی۔

"آپ لوگ ذرا یہیں ٹھہریں ـــ" ڈیبزے نے عدالت کے کمرے میں موجود لوگوں کو حکم دیا۔ اور پھر بولا ـــ "قیدی کو عدالت میں پیش کیا جائے!"

دروازہ کھلا اور دو پولیس کانسٹیبل تیس برس کے ایک دراز قد شخص کو اندر لائے ڈیبزے کے اشارہ پر پولیس کانسٹیبل باہر چلے گئے۔

سب نے قیدی کی طرف دیکھا ـــ وہ بہت پریشان نظر آرہا تھا۔ اُس کا جسم بہت مضبوط تھا۔ اُس کی گردن کے پٹھے اُبھرے ہوئے تھے ـــ اُس کی ڈاڑھی برائے نام تھی۔ وہ کمرے میں بےحس و حرکت کھڑا تھا۔ ڈیبزے نے اُسے دیکھا تو سمجھ لیا کہ یہی شخص گنہگار ہے۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم پر کیا الزام لگایا جا رہا ہے؟" ڈیبزے نے قیدی سے پوچھا۔

"مجھے کسی نے کچھ نہیں بتایا مگر میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کیا الزام لگایا جا رہا ہے۔" کبوچے نے بلند آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم جج گرینڈ موران کو جانتے تھے؟"

"بہت اچھی طرح جانتا تھا!"

"ایک لڑکی لوزے سے تمہارے گہرے تعلقات تھے......"

کبوچے نے دانت پیستے ہوئے بات کاٹی اور بولا ـــ "کون ...... کہتا ہے کہ میرے اُس سے تعلقات تھے ـــ" کبوچے گالی دیتے ہوئے رُک گیا اور پھر آہستگی سے بولا۔ "میں نے لوزے کو کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا۔"

"اچھا تو یہ بتاؤ — کیا تمہیں ایک شخص کو ہلاک کرنے پر پانچ برس قید کی سزا ہوئی تھی —؟"

"ہاں، مگر اُس شخص نے مجھ پر پہلے حملہ کیا تھا — میں نے تین برس کی سزا کاٹی — دو برس کی قید مجھے معاف کر دی گئی اِس لئے کہ مجھے قیدیوں میں سب سے زیادہ شریف سمجھا گیا —"

"کیا تم سچ کہتے ہو کہ لوزے کے ساتھ تمہارے ناجائز تعلقات نہیں تھے؟"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — وہ تو ابھی ایک ننھی سی بچی تھی — لوگ مجھے دیکھتے تھے تو مجھ پر پتھر پھینکتے تھے لیکن لوزے مجھ سے نہیں ڈرتی تھی — وہ مجھ سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی تھیں۔ میں اُس سے پیار کرتا تھا لیکن میرا پیار پاکیزہ تھا ... ایک روز وہ پاگلوں کی طرح میرے جھونپڑے میں آئی — بخار سے اُس کا بدن جل رہا تھا — اور پھر جو کچھ اُس نے مجھے بتایا اُس سے میری رگوں میں خون کھول اُٹھا — اگر مجھے اُس کی خبر گیری کا خیال نہ ہوتا تو میں اُسی وقت گھر سے نکل گیا ہوتا اور میں نے اُس بڈھے کھوسٹ کا گلا گھونٹ دیا ہوتا!"

"چپ رہو — تمہیں ایک معزز شخص پر الزام لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ تم جھوٹ بول رہے ہو — یہ افسانہ تم نے گھڑا ہے!"

"کیا کہا — یہ افسانہ ہم نے گھڑا تھا؟ — نہیں — جھوٹ ہم نہیں بول رہے، ہمیں جھوٹا قرار دیا جا رہا ہے!"

"اچھا اِس سوال کا جواب دو — کیا تم نے سارے گاؤں میں یہ نہیں کہا کہ تم گریندمورن کو ایک سُوّر کی طرح ذبح کر دو گے؟"

"ہاں میں نے یہ کہا تھا! — اور میں یہ ارادہ بھی رکھتا تھا — مجھے افس

کوئی دوسرا شخص پہل کر گیا اور اس طرح مجھے اپنی زندگی کی ایک بہت بڑی مسرت سے محروم کر گیا!"

اس اعتراف پر ڈینزے بہت حیران ہوا۔ اُسے تو اُمید تھی کہ مُلزم اس بات سے صاف انکار کر دے گا۔ پریشان ہو کر پوچھا۔ "گرینڈ موران کے قتل کی رات کو تم کہاں تھے؟"

"میں جھونپڑی میں سویا پڑا تھا۔"

"جھوٹ بول رہے ہو!" ڈینزے نے غصہ میں مُنہ سے جھاگ چھوڑتے ہوئے کہا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں تم نے اُس رات کو کیا کیا۔ تین بجے سہ پہر کو تم برنٹین ریلوے اسٹیشن سے گاڑی میں سوار ہو کر رواں پہنچے۔ واپسی پر پیرس سے آنے والی گاڑی جب رواں میں رُکی تو تم نے ایک ڈبہ میں جج گرینڈ موران کو دیکھا۔ تمہیں اُس وقت انتقام کا خیال آیا۔ بھیڑ کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے تم گرینڈ موران کے ڈبہ میں سوار ہو گئے۔ اُنھیں قتل کیا۔ اُن کی نعش کو گاڑی سے باہر پھینک دیا اور برنٹین ریلوے اسٹیشن پر اُتر گئے!"

کبوچے نے آنکھیں جھپکتے ہوئے مجسٹریٹ کی طرف دیکھا اور بولا۔ "بہت اچھا قصہ گھڑا ہے آپ نے۔ میں آپ کو صاف صاف بتا دوں اگر میں نے گرینڈ موران کو قتل کیا ہوتا تو ساری دنیا میں فخر سے اس کا ڈھنڈورا پیٹتا ہوتا۔" اس کے بعد اُس نے اپنے ہاتھوں کو ملتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں یہ شرف حاصل نہ کر سکا۔"

ڈینزے نے مزید کئی سوالات کئے مگر کبوچے مسلسل صحتِ جُرم سے انکار کرتا رہا۔ گرفتاری کے وقت اُس کے جھونپڑے سے چاقو، روپیہ یا گھڑی کچھ بھی برآمد نہیں ہوا تھا۔ ایک پتلون ملی تھی جس پر خون کے دھبے تھے۔

"کیا تمہاری پتلون خون سے لتھڑی ہوئی نہیں تھی؟"

کبوچے زور سے ہنسا اور بولا ـــ میری پتلون پر انسانی خون کے داغ نہیں تھے۔ ایک خرگوش کے خون کے داغ ہیں جسے میں نے شکار کیا تھا!"

"تم اپنے جرم کا اقبال کرنے کے لئے تیار نہیں؟"

"نہیں ـــ میں نے گرینڈ موررن کو قتل نہیں کیا!"

"کیا تم اُس شخص کو جانتے ہو؟" ڈینزے نے لانیتر سے پوچھا۔

"ہاں ـــ یہ میرے ہی گاؤں میں رہتا ہے!"

"کیا ایسا ہی شخص تم نے ریل کے ڈبے میں دیکھا تھا؟"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا حضور" لانیتر نے اپنا پرانا جملہ دُھرایا۔

روبو حیرت سے کبوچے کو دیکھ رہا تھا۔ اُس نے جج گرینڈ موررن کے ڈبہ میں سوار ہونے والے شخص کا جو حُلیہ بیان کیا تھا وہ کبوچے سے بہت حد تک ملتا جلتا ہے ـــ اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ اُس نے تو ایک خیالی شخص کے خدو خال بیان کئے تھے ـــ اور وہ خیالی شخص اصل اور زندہ انسان کا روپ دھار کر کہاں سے اُس کے سامنے آگیا تھا۔

"کیا تم اسے پہچانتے ہو؟" ڈینزے نے اب روبو سے سوال کیا۔

روبو کے بدن میں خوف سے جھُرجھُری دوڑ گئی ـــ کیا وہ ایک بیگناہ شخص کو موت کے مُنہ میں دھکیل دے ـــ جلد ہی اُس پر اپنے تحفظ کا خیال غالب آگیا۔

"حضور میں بھی یقین کے ساتھ تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اِس شخص کا حُلیہ اُس شخص سے ضرور ملتا ہے ـــ!"

یہ سُنکر کبوچے دانتی گالیاں دینے لگا ـــ ڈینزے نے اُسے یوں مشتعل دیکھا تو بولا ـــ تمہاری بوکھلاہٹ اور جھلاہٹ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم ہی مجرم ہو ـــ! اس کے بعد اُس نے د

کانسٹیبلوں کو آواز دی کہ وہ قیدی کو واپس جیل لے جائیں۔

اتنے میں ایک ڈاکیہ کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے ایک سربمہر لفافہ ڈیبزے کی میز پر رکھ دیا۔ رو بو کی نگاہ اُس لفافہ پر پڑی۔ ایک کونے میں اُسے وزارت قانون فرانس کی مہر نظر آئی۔ اُس کی روح کانپ گئی۔ کہیں وزارت قانون نے پیرس سے گرینڈ مورن کے کاغذات تو نہیں بھیجے۔ اِن کاغذات میں اُس کی بیوی سورین کے ہاتھ کا لکھا ہوا وہ مُراسلہ تو نہیں جس میں گرینڈ مورن سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ پیرس ایکسپریس میں سوار ہو کر ڈان دلے پہنچ جائے رو بو کو اپنے آپ پر غصہ آیا کہ اُس نے اپنی بیوی کو پیرس کیوں نہیں بھیجا تاکہ وہ گرینڈ مورن کے دوست اعلیٰ افسروں سے جا کر ملتی اور اپنی صفائی پیش کرتی اور ممکن ہو سکتا تو اپنے حق میں اُن کی حمایت حاصل کرتی۔ وزارت داخلہ کا سکریٹری لاموتے گرینڈ موران کا گہرا دوست تھا۔ ریلوے کمپنی اِن افواہوں کی موجودگی میں اُسے ملازمت سے برطرف کرنیکا کہیں پھر ارادہ نہ کرلے۔ سورین کا پیرس جا کر لاموتے سے ملنا بہت ضروری ہے۔ اِس طرح اُس کی مُلازمت محفوظ رہے گی۔

ڈیبزے نے لفافہ چاک کرتے ہوئے عدالت میں موجود لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور بولا "آپ جا سکتے ہیں۔"

عدالت کے کمرے سے باہر نکلنے پر روبو نے لانیتر سے کہا۔ "پیارے ساتھی۔ میری بیوی ایک روز کیلئے پیرس جانا چاہتی ہے۔ میں بہت مصروف ہوں۔ کل اِسکے ساتھ نہیں جا سکتا۔ یہ تمہاری عین نوازش ہوگی اگر ریل گاڑی میں تم اس کا خیال رکھوگے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کل پیرس جا رہے ہو۔!"

"ہاں۔" لانیتر نے مختصر سا جواب دیا اور سورین سے اپنی نگاہیں چار کئے بغیر اُن کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

۱

۶ ——————

صبح کے ساڑھے گیارہ بجے گاڑی پیرس کے ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوئی۔ پلیٹ فارم پر لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ قلی ڈبوں کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے اور اپنے رشتہ داروں سے ملنے آئے ہوئے لوگ ڈبوں میں جھانک رہے تھے۔ گاڑی کی کھڑکیوں میں کچھ لوگ ہاتھ ہلا کر اپنے ملنے والوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلا رہے تھے۔

سورین اپنے ساتھ نہایت مختصر سا سامان لائی تھی۔ وہ ہجوم میں سے اپنا راستہ بناتی ہوئی انجن کی طرف دوڑ رہی تھی۔ جہاں انجن ڈرائیور دھوئیں اور کوئلے کی کالک سے لت پت سفر کے اختتام پر انجن کے کچھ پرزے جھاڑن سے صاف کر رہا تھا۔

"میں تم سے کارڈنے اسٹریٹ میں تین بجے ملوں گی —— مجھے اُمید ہے کہ تم وہا[ں]
میرا انتظار کرو گے۔"

سورین یہ اطلاع دیکھ کر بڑے گیٹ کی طرف بڑھی۔

روبو نے سورین کو پیرس بے مطلب نہیں بھیجا تھا۔ وہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا جب عورت اِلتجا کرتی ہے تو مرد کے لئے اُس اِلتجا کو ٹھکرانا دشوار ہو جاتا ہے۔ وزارتِ قانون کا سکریٹری لاموتے سِن رسیدہ شخص سہی لیکن وہ سورین کے حُسن سے ضرور متاثر ہو گا اور ریلوے کمپنی کو روبو کے خلاف کوئی بھیانک قدم اُٹھانے سے روک دے گا۔ روبو کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ سورین جب لانیتر کے ساتھ چند گھنٹے تنہا رہے گی تو لانیتر اُس کے جمال اور اُس کے حُسنِ سلوک سے مرعوب ہو کر اُنھیں بے نقاب نہیں کرے گا۔

گیٹ پر پہونچ کر سورین نے ایک بار پھر انجن کی طرف دیکھا۔ لانیتر اب اپنے انجن کے پائیدان پر کھڑا تھا۔ سورین نے ہاتھ ہلا کر اُس سے رخصت چاہی اور اپنا ٹکٹ دیکھا کر باہر نکل گئی۔

سورین نے ایک ریسٹوران میں ناشتہ کیا۔ وہاں بیٹھ کر چند لمحوں تک گہری سوچ میں ڈوبی رہی۔ موسیو لاموتے سے اپنی مجوزہ ملاقات پر غور کرتی رہی۔ وہ موزوں جُملے یاد کرتی رہی۔ جو اُسے کہنے تھے ـــ اپنا اطمینان کر چکنے کے بعد وہ سڑک پر آئی تو گرم ہوا چل رہی تھی۔ لاموتے کا مکان روچر اسٹریٹ میں گرینڈ موران کے مکان کے بالکل قریب تھا۔ اُس کی نظر گرینڈ موران کے مکان پر پڑی تو اُس کے دل میں ایک ٹیس اُٹھی۔ بہت سی تلخ یادیں اُس کے ذہن میں اُبھر آئیں۔ وہ چند لمحوں کے لئے کھڑی ہو کر اُس مکان کی طرف دیکھتی رہی اچانک اُس کی نگاہ مکان کے کونے پر پڑی ـــ وہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ اُس نے روآں کے مجسٹریٹ ڈینیزے کو لاموتے کے مکان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ اُس کا دل بیٹھ گیا۔ اپنے آپ پر غصہ آیا کہ اُس نے ریسٹوران میں ناشتہ کیوں کیا۔ اُسے ڈینیزے سے پہلے لاموتے کے یہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔

اُسے کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ آخر کار ڈینیزے اپنے کوٹ کے کالر دُرست کرتا ہوا

باہر آیا۔ ایک لمحہ کے لئے اُس نے سڑک پر نظر دوڑائی اور پھر نظریں جُھکا کر ایک طرف کو چلدیا
جب وہ دور نکل گیا تو سورین نے جرأت سے کام لیا اور لاموتے کے برآمدے میں اپنی آمد
کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹی بجادی۔ دروازے میں ایک خادم نمودار ہوا۔ اور اُس کا نام پوچھ
کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد خادم نے پھر دروازہ کھولا اور اُسے اندر آنے کا اشارہ کیا
وہ اُس کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ خادم نے اُسے ایک کمرہ میں جاکر بٹھا دیا۔

سورین اُس کی بیش قیمت اشیا۔ دیکھتی رہی۔ قدموں کی آہٹ پاکر اُس کے دل کی
دھڑکن تیز ہوگئی۔ ایک گمبھیر اور سن رسیدہ شخص کمرے میں داخل ہوا۔ اُس نے لاموتے کو پہچان
لیا۔ صوفہ سے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی اور لاموتے کے بیٹھنے کا انتظار کرتی رہی۔ لاموتے کچھ کہے بغیر
ایک صوفے میں دھنس گیا۔ وہ اِس اجنبی عورت کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

سورین نے اس خاموشی کو غنیمت جانا اور بولی ۔" مونسیور ۔ مجھے معاف فرمایئے
میں نے آپ کو بے وقت تکلیف دی ہے ۔ میں ایک غم زدہ عورت ہوں ۔ حال ہی میں مجھے
ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے ۔ میں اپنے سرپرست اور محافظ سے محروم ہوگئی ہوں اور
اب آپ کے پاس سہارا ڈھونڈنے کے لیئے آئی ہوں "۔

سورین بہت ہی پُروقار لہجے میں تقریر کر رہی تھی اس لئے مونسیور لاموتے اُس کی طرف
حیرت سے دیکھتے رہے۔

مونسیور !" سورین نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔" شاید آپ بھول گئے
ہیں ۔ مجھے یہ یاد کرانے کی اجازت دیجئے کہ میں آپ کو کئی مرتبہ ڈاؤن ولے میں اپنے مربی زیج گرینڈ
مورن کے یہاں دیکھ چکی ہوں۔ آپ شاید اب مجھے پہچان سکیں ۔ میرے لئے وہ دن کیسے
مسرت انگیز تھے اور اب دُکھ کے دِنوں کا آغاز ہوگیا ہے۔ اب آپ کے سوا میرا اور

نہیں۔ آپ اپنے ایک گہرے دوست سے اور میں اپنے محسن سے جُدا ہو چکی ہوں ۔۔ کیا آپ میرے لئے اپنے دوست کی جگہ نہیں لے سکتے ؟"۔

سورین کے لہجے کی شیرینی اپنا اثر دکھلانے لگی ۔۔ لاموتے اُس کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ۔۔ جیسے بالکل بہوت ہو ۔۔ آخر کار وہ چونکا اور بولا ۔" آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں ؟ مجھے یاد آگیا ہے اور میں تمہیں پہچان چکا ہوں ۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟"۔

سورین نے بتایا کہ ریلوے کمپنی اُس کے خاوند کو مُلازمت سے برطرف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

"مگر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے ۔ ریلوے کمپنی آپکے خاوند کو کیوں برطرف کرنا چاہتی ہے ؟" لاموتے نے سوال کیا۔

سورین کو دفعتاً یہ احساس ہوا کہ اس سے بہت ٹیڑھا سوال کیا گیا ہے ۔۔ اُس نے جرأت سے کام لیتے ہوئے کہا "مونسیو ، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ کچھ لوگ شک کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے محسن کو قتل کر دیا ہے ۔۔ اِس لئے کہ وہ اپنی وصیت میں ہمارے نام تھوڑی سی جائیداد چھوڑ گئے ہیں۔ آپ کے لئے ہماری بے گناہی کو ثابت کرنا کوئی مشکل نہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ ریلوے کمپنی اُن افواہوں سے متاثر ہو کر ہمیں روزی سے محروم کر دے گی ۔"

لاموتے اُس عورت کی بیباکی اور صاف گوئی پر ایک بار پھر حیران ہوا۔ سورین کے لہجے میں خلوص کی جھلک تھی ۔۔ وہ اب اُس کی طرف بنظرِ تحسین دیکھنے لگا۔ اُسے اپنے [illegible]رت گرینڈ مورن کی یاد آئی ۔ کمبخت کتنا خوش نصیب انسان تھا ۔۔ اتنا لذیذ پھل [illegible]چکھتا رہا ۔۔ فوراً ہی وہ غمزدہ ہو گیا ۔ اُسے اپنا بڑھاپا اور اپنی بے بسی

ستانے لگی۔

سورین نے دیکھا کہ اُس کا حُسن وجمال اپنے کمال کا مظاہرہ کر رہا ہے — نہ جانے اُس وقت اُسے کیا سُوجھی وہ بولی — "مونیور — ہم جیسے لوگ رُوپے کے لئے کسی کو قتل نہیں کرتے — قتل کا کوئی اور مقصد ہو سکتا ہے — ہم کوئی ایسا مقصد نہیں رکھتے تھے —"

وزارت قانون کے سکریٹری کے لبوں پر پھیلا ہوا تبسم اور پھیل گیا — سورین کی اس ناموزوں صفائی سے وہ فوراً بھانپ گیا کہ یہ عورت اور اس کا خاوند ہی گناہ گار ہیں — اس عورت نے اپنے آپ کو بے نقاب کر دیا ہے — سورین نے لاموتے کو سنجیدہ ہوتے ہوئے دیکھا تو اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا — اُسے اتنا نہیں کہنا چاہئے تھا — وہ سنبھلی اور محتاط ہو کر باتیں کرنے لگی۔ دیر تک گفتگو جاری رہی — لیکن فریقین کو معلوم تھا کہ اُن کے منہ سے جو باتیں نکل رہی تھیں وُہ اُن کے دل میں نہیں تھیں۔ لاموتے سوچ رہا تھا کہ گرینڈ موران کے کاغذات سے جو مُراسلہ برآمد ہوا وہ اس عورت کا ہے۔

"مادام آپ نے میرے دوست کے نام پر مجھ سے امداد طلب کی ہے اس لئے میں انکار نہیں کر سکتا — ریلوے کمپنی کا ڈائریکٹر آج شام کو مجھ سے ملنے آرہا ہے — میں تمہارے خاوند کی ضرور سفارش کر دوں گا — آپ بس اتنا کرم کیجئے اپنے خاوند کا نام اُس کی عمر اور اس کی ملازمت کی تفصیلات مجھے لکھ کر دیدیجئے۔" یہ کہکر لاموتے نے کاغذ اور قلم سورین کے آگے رکھ دیا جس سے اسکے دل پر ایک چوٹ پڑی — سکریٹری مجھ سے میری طرز تحریر کا نمونہ حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ گرینڈ موران کے نام میرے لکھے ہوئے مُراسلے سے اُس کا موازنہ کر سکے — فوراً اُسے یہ بھی خیال آیا کہ اپنے خاوند کا نام اور پتہ لکھ دینے میں کیا حرج ہے — یہ اگر میری طرزِ تحریر کا نمونہ

چاہتا ہے تو پھر کیا ہے — مجھے ڈرنا نہیں چاہیئے — سکریٹری اگر ساری باتیں جانتا ہے تو پھر انکار سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا — یہ سوچ کر اُس نے مطلوبہ تفصیلات کاغذ پر لکھ دیں۔

سکریٹری نے ایک لمحہ کے لیے کاغذ کا وہ پُرزہ اُٹھا کر دیکھا اور اُسے اطمینان ہو گیا کہ گربنٹڈ مورن کے نام لکھے گئے مُراسلہ اور ان تفصیلات کی تحریر ایک جیسی ہے۔

لاموتے کو اب یہ نوعمر لڑکی بڑی بہادر اور حوصلہ مند نظر آنے لگی۔ وہ پھر مُسکرانے لگا۔ اِس مُسکراہٹ سے ظاہر ہوتا تھا کہ سکریٹری اپنی ضعیف العمری کے باوجود ایک حسین عورت سے متاثر و مسحور ہو سکتا ہے۔

"اچھا مادام میں تمہاری امداد کی کوشش کروں گا!"

"شکریہ — اب میں بہت مطمئن ہوں کہ آپ ہماری حفاظت کریں گے۔"

"نہیں — نہیں — میں کوئی وعدہ نہیں کر رہا — میں کوشش کروں گا۔" دراصل لاموتے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ وہ کونسا راستہ اختیار کریگا۔

سورین سکریٹری کو قطعی وعدہ کرنے سے جھجکتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئی اور بولی۔ "مونسیور ذرا سوچیے تو سہی کہ ہم کس کرب و اضطراب سے گزر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھ سے کوئی قطعی وعدہ کیے بغیر مجھے ہار دے واپس نہیں جانے دیں گے۔"

"مادام — میں مجبور ہوں — میں اس معاملہ میں خود مختار نہیں ہوں — آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔"

سورین کا جی چاہا کہ وہ بے بسی کے عالم میں رو پڑے — اپنے گناہ کا اعتراف کرلے، تاکہ سکریٹری کے دل میں رحم پیدا ہو اور وہ اُن کی حفاظت کا وعدہ کرلے — مگر اُس نے اس خیال کو ذہن سے نکال کر اپنے آپ کو سنبھالا اور بولی۔ "مونسیور کیا ہمیں وِرثہ میں ملی ہوئی جائیداد قبول کرلینی چاہیے؟"

"قانون آپ کے ساتھ ہے — یہ تمہاری مرضی کا سوال ہے" لاموتے نے رُوکھے پن سے جواب دیا۔

سورین تیزی سے اپنی جگہ پر سے اُٹھی اور دوڑ کر لاموتے کے قدموں میں گر پڑی اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اُس نے کہا "وعدہ کیجئے کہ آپ ہماری حفاظت کریں گے!"

لاموتے نے اپنا ہاتھ چُھڑا کر اپنی آنکھیں اُس کی آنکھوں میں ڈال دیں۔ کتنی خوبصورت آنکھیں تھیں — اُن میں کتنی دلآویز روشنی تھی! — اُس کا دل پگھل گیا اور بولا — "اچھا تو شام کے پانچ بجے آنا — اُس وقت تک میں کوئی قطعی فیصلہ کرلوں گا!"

"شکریہ —" اُس نے لاموتے کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

سورین پھر سڑک پر آئی تو اُس نے دیکھا کہ اُن کی تقدیر ایک کچے دھاگے سے لٹک رہی تھی۔ پانچ بجے فیصلہ ہوگا کہ اُن کی قسمت میں کیا ہے۔ بہر کیف پانچ بجے تک وہ زندہ تھی — دفعتاً اُسے لانیئر کا خیال آیا جسے وہ بھول چکی تھی۔ لانیئر وہ دوسرا شخص تھا جو اُن کی تباہی کا باعث بن سکتا تھا۔ اُس نے ایک دوکان کے کلاک کی طرف دیکھا۔ ڈھائی بجے تھے۔ وہ کارڈنے اسٹریٹ کی طرف تیز تیز قدم اُٹھانے لگی۔

سورین کے جانے کے بعد وزارتِ قانون کا سکریٹری لاموتے اپنے میز کے سامنے جا کر کھڑا ہوگیا۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اُس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ اعلیٰ سرکاری حلقوں میں گرینڈ مورن کے قتل کے مقدمہ پر چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اُنہیں اِس مقدمہ پر بہت غصہ آرہا تھا۔ اِس لئے کہ اپوزیشن اِس کیس سے فائدہ اُٹھا کر حکمران پارٹی کو بدنام کرنا چاہتی تھی کہ جس پارٹی کے ایک ذمہ دار رُکن کا کردار اتنا داغدار ہو اُسے ووٹ دینا گندگی اور غلاظت کو ووٹ دینا ہے۔ وہ کافی دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا۔ اتنے میں اُس کا خادم مجسٹریٹ

اندر لایا۔ اُسے دیکھ کر لاموتے بولا۔ "تم پھر آگئے؟"۔

ڈینزے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "میں دراصل گیا ہی نہیں تھا۔ آپ سے مِل کر جب باہر نکلا تو میں نے مادام ردبو کو آپ کے یہاں آتے ہوئے دیکھا۔ بس پھر کیا تھا میں بھی لوٹ آیا اور دوسرے کمرے میں بیٹھ کر آپ کی باتیں سنتا رہا۔ اپنی اس حرکت کیلئے معافی چاہتا ہوں مگر دیکھ لیجیے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ردبو اور مادام ردبو دونوں بے گناہ ہیں۔ انھیں تو صرف اپنی ملازمت کی فکر ہے!"

وزارتِ قانون کے سکریٹری نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اُن پر تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں"۔ ڈینزے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ کبوچے ہی قاتل ہے؟" سکریٹری نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ ایک ایک واقعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ قتل کبوچے ہی نے کیا ہے!"

لاموتے اپنی تحویل میں ایک مضبوط ثبوت سے ڈینزے کو لاعلم رکھنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ دراصل حکمران پارٹی کا مفاد بھی اس میں تھا کہ گرینڈ ٹموران کے قتل کا مقصد چوری ظاہر کیا جائے ـــ یعنی کسی نے روپوں کی خاطر جج کو قتل کر دیا۔ سکریٹری جانتا تھا اگر سورین کو اس مقدمہ میں اُلجھایا گیا تو جج کے کردار پر سے وہ پردہ اُٹھانے کے لئے سامنے آجائیں گے۔ ڈینزے خود ہی اس راستہ پر چل کھڑا ہوا تھا جس پر حکمران پارٹی اُسے چلانا چاہتی تھی اس لئے سکریٹری نے ڈینزے کے دلائل کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اُلٹا اُسے شاباش دیتے ہوئے کہا مونسیور ڈینزے! اس کیس میں اگر تم نے اپنی ذہانت اور دوربینی کا ثبوت دیا تو مجھے یقین ہے کہ تمہیں ہائی کورٹ کا جج بنا دیا جائے گا۔ میں بھی تمہیں جج بنانے کے لئے پورا زور لگاؤں گا۔"

سکریٹری کے اس وعدہ پر ڈینزے کی باچھیں کھِل اُٹھیں۔

چلتے ہوئے اپنے

۷ ———
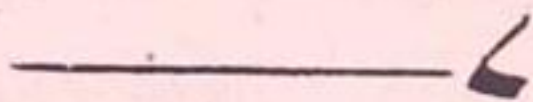
سورین پونے تین ہی بجے کارڈنے اسٹریٹ میں جا پہنچی اور اِدھر اُدھر جھانکنے لگی۔
ایک خستہ مکان کی دوسری منزل پر ایک بوسیدہ کمرے میں لانتیر سویا پڑا تھا۔ اُس کے پڑوس میں میاں بیوی کا جھگڑا ہوا تو اُس کی آنکھ کھل گئی۔ کھڑکی میں سے اُس نے جھانک کر دیکھا تو سڑک پر اُسے سورین ٹہلتی ہوئی نظر آئی —— اُس نے تیزی سے کپڑے تبدیل کئے اور ہانپتا ہوا قریب آگیا۔

سورین نے اُسے اس حالت میں دیکھا تو بولی — "میں شاید وقت سے پہلے آگئی ہوں۔ تم کہاں تھے؟ — کیا تم یہیں رہتے ہو؟"

لانتیر اپنے کمرے کی بوسیدگی سے آگاہ تھا۔ اُسے یہ اندیشہ ہوا کہیں سورین اُس کا کمرہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہ کر بیٹھے اس لئے اُس نے گھبرا کر کہا — "آؤ کسی ریستوران میں جا بیٹھیں۔

"نہیں — ریسٹوران میں میرا دم گھٹنے لگتا ہے — آؤ باغ میں چلیں۔" یہ کہہ کر سورین نے اپنا بازو اُس کے بازو میں ڈال دیا۔

چند قدموں تک وہ کوئی بات کئے بغیر چلتے رہے۔

باغ کے ایک کونے میں خالی بنچ دیکھ کر وہ بیٹھ گئے۔

"آج کا موسم کتنا دلفریب ہے!" سورین نے کہا۔

"ہاں — چار روز کے بعد سورج نکلا ہے —" لائیتر بولا

دونوں اپنی گفتگو کے اس آغاز پر خوش نہیں تھے۔ لائیتر آج تک عورتوں سے گریز کرتا رہا تھا۔ وہ گزشتہ چند روز کے واقعات پر غور کر رہا تھا۔ کل تک یہ عورت اُس کے لئے بالکل اجنبی تھی اور آج وہ اُس کے اتنا قریب بیٹھی تھی۔ اُس کا بدن اُس کے بدن سے چھو رہا تھا اور وہ ایک عجیب کیفیت محسوس کر رہا تھا — کل عدالت میں پوچھ گچھ کے دوران اُسے یقین ہو چکا تھا کہ یہ عورت بھی جج گرینڈ موران کے قتل میں شامل تھی۔ مگر کیوں —؟ اس بات کا اُس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا شاید اس لئے کہ اُنھیں خوف تھا جج کہیں اپنا ارادہ بدل نہ دے۔ اور وصیت نامہ میں ان کے نام کچھ بھی نہ چھوڑ جائے۔

"مارچ کے مہینے میں اس طرح باغ میں باہر بیٹھنا کتنا عجیب معلوم ہوتا ہے۔" وہ بولا۔

"اس مہینے میں دھوپ کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے!" سورین بولی۔

سورین اپنی جگہ سوچ رہی تھی یہ لڑکا کتنا احمق ہے — ابھی تک اتنا بھی نہیں سمجھ سکا کہ ہم میاں بیوی ہی گناہگار ہیں۔ ہم جس انداز سے اس لڑکے کے قریب آئے ہیں کیا وہ ہمیں بے نقاب کرنے کے لئے کافی نہیں؟ میں اس کے ساتھ اس وقت اتنا چپک کر کیوں بیٹھی ہوں — اِسے دیکھتی ہوں تو میں کیوں مسکراتی ہوں — اپنا بازو اس کے بازو میں ڈال کر اسے یہاں کیوں لائی

ہوں ——؟ کیا یہ لڑکا ان باتوں کو بالکل نہیں سمجھتا؟

"آج صبح ہاروے میں تو بہت سردی تھی —— سورین بولی۔

"وہاں بارش جو ہوئی تھی ——" لانیئر نے جواب دیا۔

سورین کو اچانک یہ خیال آیا کہ اس لڑکے کے سامنے صاف گوئی ہی سے کام لیکر وہ اُس کا دل جیت سکتی ہے —— اُس نے لانیئر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آہستگی سے بولی —— تم مجھے گُناہگار سمجھتے ہو نا؟"

لانیئر کپکپا اٹھا —— ہاں ——" اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔

اس پر سورین نے اُس کا ہاتھ زور سے دبایا اور خاموش رہی۔

پھر اُس نے کچھ سوچکر کہا "تم غلطی پر ہو —— میں گناہگار نہیں ہوں" یہ بات اُس نے صرف اس لئے کہی کہ اب وہ اُسے سب کچھ بتا سکتی تھی۔

"تمہیں مجھ پر اعتبار ہے نا؟" سورین نے ایک ادا کے ساتھ کہا۔

"ہاں —— مجھے تم پر بھروسہ ہے!"

لانیئر سورین کی قربت اور اُس کے پیار بھرے انداز سے مسحور ہو گیا تھا اُس کے سوچنے کی قوت بھی سلب ہو چکی تھی —— وہ اُس عورت کو گناہگار بنا کر کوئی دُکھ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ آجتک اُس کے دل میں یہ خواہش رینگتی رہتی تھی کہ جس عورت کو وہ ہاتھ لگائے اُسے قتل کر دے ——

لیکن یہ عورت اُس کے تخیل کی عورت سے مختلف تھی —— وہ اس عورت سے کوئی کڑوی بات کہکر اُسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا —— کیا یہ سچ تھا کہ دنیا میں ایک ایسی عورت بھی ہے۔ جس سے وہ قتل کی خواہش کے بغیر محبت کر سکتا ہے؟

"میں تمہارا دوست ہوں —— تمہیں مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں یہ نہیں

جاننا چاہتا کہ تم نے کیا کیا؟ اور کیا کرنا چاہتی ہو۔۔ تم جس طرح چاہو مجھ سے کام لے سکتی ہو!"

لانیئر اس کے اتنا قریب ہو گیا تھا اور سورین کی گرم گرم سانس اُس کی مونچھوں میں سرسرا رہی تھی۔ لانیئر سوچ رہا تھا کہ اُسے کیا ہو گیا ہے؟"۔

اِس عورت نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ شاید اسی لئے وہ اُس کی نگاہوں میں عظیم ہو گئی تھی۔۔ دونوں کے درمیان سے حجاب کا پردہ اُٹھ گیا تھا۔۔ اب وہ بے تکلفی سے باتیں کر سکتے تھے۔

"لاؤ۔۔ اپنا دوسرا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں دیدو۔"

"نہیں۔۔ یہاں نہیں۔۔ کوئی دیکھ لے گا۔"

"صرف آسمان دیکھ رہا ہے۔۔ ہمارے سوا یہاں اور کون ہے۔"

سورین ہنس پڑی۔ اُس کی یہ ہنسی مسرت کی ہنسی تھی۔ وہ خوش تھی کہ اُس نے اِس نوجوان کے دِل پر فتح پالی ہے۔۔ اب اِس نوجوان سے اُنہیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔

"یہ بات طے ہو گئی کہ ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ہمیشہ دوست رہیں گے۔ میرا ہاتھ چھوڑ دو۔۔ اور میری طرف یوں گھور گھور کر نہ دیکھو۔۔ تمہاری آنکھیں تھک جائیں گی۔" سورین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لانیئر نے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑا اور بولا۔ "تم شاید جان گئی ہو کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں!"

وہ دیر تک وہاں بیٹھے رہے۔۔ اتنے میں کلاک نے پانچ بجائے۔

"اوہ میرے خدا۔۔ پانچ بج گئے۔۔! مجھے تو اس وقت رودجر اسٹریٹ میں ہونا چاہئے تھا!" سورین کی خوشی کافور ہو گئی۔ مسرت کی جگہ تشویش نے لے لی۔۔ اب اُس کی

قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ وہ ابھی تک محفوظ نہیں تھی۔ نہ جانے لاموتے نے کیا فیصلہ کیا ہو۔

"اچھا تو شام کو ٹرین میں ملاقات ہوگی۔" سورین نے تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے کہا۔

لانبیر بھی اُٹھا اور آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا کارڈنے اسٹریٹ کی طرف بڑھا۔

دزارتِ قانون کے سکریٹری لاموتے نے اپنی کوٹھی میں ابھی ابھی ویسٹرن ریلوے کمپنی کے منیجر سے طویل بات چیت کی تھی۔ ریلوے کمپنی کا منیجر آیا تو کسی اور غرض سے تھا لیکن گرینڈ مورن کے قتل کا قصہ لے بیٹھا تھا۔ کمپنی نے واقعی روبو کو ملازمت سے برطرف کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لاموتے نے کمپنی کے منیجر کو سمجھایا کہ اگر انہوں نے روبو کو ملازمت سے جواب دیدیا تو وہ ایک سیاسی شہید بن جائیگا اور مخالف پارٹیوں کو حکمران پارٹی کی پگڑی اُچھالنے کا موقع ملے گا۔ منیجر نے وعدہ کر لیا کہ وہ روبو کی مُلازمت برقرار رکھے گا۔

جس وقت سورین ہانپتی ہوئی لاموتے کی نشست گاہ میں داخل ہوئی کمپنی کا منیجر جاچکا تھا۔ لاموتے نے سورین کا دھوپ میں تمتمایا ہوا چہرہ دیکھا تو ایک بار پھر اِس عورت کے دہکتے ہوئے حُسن نے اُس کے لب سی دیئے۔ سورین کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ اِس لئے وہ بھی مصلحتاً خاموش رہی۔

آخر کار لاموتے نے مہرِ سکوت توڑی — مادام میں ریلوے کمپنی کے منیجر سے مِل چکا ہوں — اُس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ آپ کے خاوند کی برطرفی کا حکم جاری نہیں کریگا۔"

سورین کے پاؤں مسرت سے کانپنے لگے۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور لاموتے کے پاؤں سے لپٹ گئی۔

لاموتے نے اُس کی پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے کہا — "اب تم اطمینان سے واپس ہاروے جاسکتی ہو۔"

سورین سمجھ گئی کہ سکریٹری اُس سے کیا کہہ رہا تھا۔ سکریٹری اشاروں ہی اشاروں میں

بتارہا تھا کہ اُنھیں گرفتار نہیں کیا جائیگا — وہ قانون کے پنجے سے دُور رہیں گے۔ اُنھیں معاف کر دیا گیا ہے —

سورین نے لاموتے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے رخساروں پر دبایا اور پھر اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

لاموتے اِس عورت کو اور اِس کے خاوند کو ابھی تک اپنا دست نگر رکھنا چاہتا تھا اِس لئے بولا "گھر جا کر تم دونوں کوئی نازیبا حرکت نہ کرنا — یاد رکھو — فائل یہیں پڑی ہے — یہ فائل کسی وقت بھی پھر کھولی جا سکتی ہے — مَیں نے سُنا ہے کہ تمہارے خاوند نے ایک پولیس انسپکٹر سے بھی جھگڑا کیا تھا — اب وہ ذرا محتاط رہے"

"آپ گھبرایئے نہیں — ہم آپ کی ہدایت پر عمل کرینگے — میں اپنے خاوند کو سمجھا دوں گی" یہ کہہ کر سورین نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دروازہ کی طرف بڑھی۔

سڑک پر آ کر اُس نے دبی زبان میں ایک نعرہ لگایا "ہم بچ گئے — ! ہم محفوظ ہیں — ! ہمیں کوئی خطرہ نہیں — !" اُس نے جھک کر ایک دوکان میں دیکھا۔ گھڑی پونے چھ بجا رہی تھی —

"ابھی کافی وقت ہے —" سورین نے اپنے آپ سے کہا — "اب میں جی بھر کے کھا سکتی ہوں — اوہ میرے خدا ہمیں زندہ رہنے کی اجازت مِل گئی ہے — !

ریلوے اسٹیشن کے قریب اُس نے ایک شاندار ہوٹل کا انتخاب کیا اور قیمتی چیزوں کا آرڈر دیا۔ آج وہ ہر اچھی چیز کھانا چاہتی تھی۔ کافی پینے کے بعد اُس نے بِل ادا کیا اور اسٹیشن کی طرف بڑھی۔ لانتیر، باغ میں سورین سے رخصت ہونے کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں گیا تاکہ انجن پر کام کرنے کی وردی پہن سکے — اسٹیشن پر وہ گاڑی روانہ ہونے سے صرف آدھ گھنٹہ پہلے آیا وہ اپنے فائرمین پیکوئی پر بہت بھروسہ کرتا تھا — اُسکی غیر حاضری میں پیکوئی ہی انجن کے کُل پُرزوں

کی پڑتال کر لیا کرتا تھا۔ لانیئر کو اپنے انجن لیزاں سے بھی محبت تھی۔ ریلوے کمپنی نے اپنے تمام انجنوں کے نام قصبوں اور شہروں کے ناموں پر رکھے تھے۔ لیزاں بھی ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جس پر لانیئر کے انجن کا نام رکھا گیا تھا۔ لانیئر اپنے انجن کو سوار ہونے سے پہلے اس طرح تھپتھپایا کرتا تھا جیسے وہ کسی دوشیزہ کے بال سہلا رہا ہو۔

لانیئر ایک بہت اچھا ڈرائیور تھا۔ ایک ہوشمند ڈرائیور کی اس میں تمام خوبیاں تھیں۔ وہ محتاط، حوصلہ مند اور ہوشیار تھا۔ اُس کا انجن بھی ایک دوشیزہ کی طرح سُبک خرام تھا۔ ایک گھوڑے کی طرح فرمانبردار تھا۔ اسی لئے لانیئر کو اپنے انجن سے محبت تھی۔

ساڑھے چھ بجے لانیئر اور پیکوئی انجن میں کود کر داخل ہو گئے۔ گاڑی کے روانہ ہونے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ لانیئر باہر جھک کر دیکھ رہا تھا اور اُسے سورین کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ اُس سے ملے بغیر گاڑی میں سوار نہ ہو گی۔

سورین اُسے پلیٹ فارم پر لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہوئی نظر آئی۔ آخر کار وہ انجن کے قریب آ گئی۔ اُس کے رخسار گلابی ہو رہے تھے۔ اُس کے رُوئیں رُوئیں سے مسرت چھلک رہی تھی۔

"میں آ گئی۔" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لانیئر بھی دفور مسرت سے ہنس پڑا۔ وہ آ گئی تھی اور اُس کے لئے یہی سب سے بڑی مسرت تھی۔

"میرے پیارے دوست۔ آج میں بہت خوش نصیب ثابت ہوئی ہوں۔ جو کچھ میں نے چاہا وہی ہوا!"

لانیئر سب کچھ سمجھ گیا۔ وہ بھی بہت خوش تھا۔

"اپنی اس مسرت میں مجھے فراموش نہ کر دینا!" لائنتر بولا

"ہرگز نہیں۔"

"اچھا تو اب جا کر اپنے لیے کوئی جگہ تلاش کرو۔ گارڈ جھنڈی دے رہا ہے۔"

ٹرین کے دروازے بند ہونے لگے تھے۔ سورین کے سامنے جو ڈبہ آیا وہ اُسی میں کود کر سوار ہو گئی۔

آج لائنتر پہلے سے بھی زیادہ احتیاط سے گاڑی چلاتا رہا۔ آج اُس کا دل دھڑک رہا تھا اِس لیے کہ آج اُس کی ٹرین میں وہ عورت سوار تھی۔ جس کی نظیر ساری دنیا میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مِل سکتی تھی۔

گاڑی ہاورے کے اسٹیشن پر جا کر رُکی تو سورین سب سے پہلے اُتری اور بھاگتی ہوئی انجن کی طرف گئی۔

"تمہارا شکریہ — تم سے مُلاقات ہوگی۔" سورین نے مسرت سے بلبلوں اُچھلتے ہوئے کہا۔

ایک مہینہ گزر گیا — گرینڈ مورن کے قتل کیس کا سارا ہنگامہ فرد ہو گیا۔ لوگوں کی چہ میگوئیاں ختم ہو گئیں۔ پولیس نے مزید ایک ماہ کے لیے کبوچے کا ریمانڈ حاصل کیا۔ مجسٹریٹ ڈینزے اس کوشش میں تھا کہ ناکافی ثبوت کے باعث کبوچے کی رہائی کا حکم حاصل کرے اور اس طرح سارے معاملہ کو خوش اسلوبی سے ختم کر دے۔

مادام بونے ہان کے مشورہ پر بر تھے اور اُس کا خاوند لیچینائے نے یہ بات مان لی تھی کہ وہ گرینڈ مورن کے وصیت نامہ کو عدالت میں چیلنج نہیں کریں گے۔ رد بو کنبہ نے مافراس کراس کا مکان بیچنے کے لیے دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ دو مہینوں کی مسلسل پریشانی اور

کرب واضطراب کے بعد خوف کے سائے دُور ہوئے تو ردبو اور اُس کی بیوی کو زندگی بہار کی طرح حسین نظر آنے لگی۔

ہر ایک بات اُن کے لئے مسرت کا پیغام بنتی جا رہی تھی۔ ردبو بہت دلجمعی اور اعتماد کے ساتھ اپنا کام کر رہا تھا۔ ملازمت اُس کے لئے لطف انگیز بن گئی —— وہ دفتر میں بارہ بارہ گھنٹے تک بیٹھا رہتا۔ دوپہر اور رات کا کھانا بھی وہیں کھاتا۔

سورین گھر میں تنہا پڑی رہتی —— وہ ایک بیوہ کی طرح تنہا ہو چکی تھی —— اُس نے اپنا دل بہلانے کے لئے کشیدہ کاری شروع کر دی۔ اِس طرح سورین رات گئے تک مصروف رہتی۔ میاں بیوی نے اپنے ماضی کو بالکل فراموش کر دیا تھا۔ مگر اُن کے گھر میں ایک ایسا کونہ بھی تھا جس کی طرف دونوں نگاہ اُٹھاتے ہوئے ڈرتے تھے —— اُس کونے میں ردبو نے وہ دس ہزار فرانک دبا رکھے تھے جو اُس نے جج گرینڈ مورن کی جیب سے نکالے تھے —— بس اب یہی ایک کونا رہ گیا تھا جو انھیں ماضی کی یاد دلاتا رہتا تھا —— اِس لئے وہ اُس کونے کی طرف بہت کم دیکھتے تھے —— ہاں —— اِس کونے میں دس ہزار فرانک مدفون تھے —— خون آلود روپیہ —— !!

اِس روپے کو وہ ہاتھ نہیں لگانا چاہتے تھے —— یہ روپیہ پاکیزہ نہیں تھا —— یہ روپیہ کوئی تحفہ نہیں تھا۔

ردبو کنبہ میں پھر سے امن وامان قائم ہو گیا تھا —— وہ کبھی کبھی لانیئر کو دوپہر کے کھانے پر بُلوا لیتے تھے۔ انجن ڈرائیور ہفتہ میں تین بار ہاورے آیا کرتا تھا۔ ردبو اُس کا منتظر رہتا۔ اور جب بھی وہ آتا اُسے کھانے کی دعوت ضرور دیتا۔ لانیئر کبھی انکار کرتا تو ردبو بول اُٹھتا۔

نہیں —— نہیں —— تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔ ہم تمہارے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے!"

لانیئر مجبور ہو جاتا۔

روبو کا یہ اصرار مقصد سے خالی نہ ہوتا تھا۔ دراصل جب بھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ کھانے کے لیئے میز کے گرد بیٹھتا تو اُس سے کوئی بات نہیں ہوتی تھی۔ کھانے کی میز پر خاموشی اُسکے لیئے وبالِ جان بن جاتی تھی۔ اِس لیئے اُس کی شدید خواہش ہوتی تھی کہ اِس وقت گھر میں کوئی تیسرا شخص بھی موجود ہو۔

ایک دن جمعہ کی شام کو لانیئر منہ ہاتھ دھو کر انجن کے شیڈ سے باہر نکل رہا تھا کہ رُوبو اُس کے پاس سے گزرا اور اُسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ روبو گھر جا رہا تھا اور آج نہ جانے کیوں وہ تنہا گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اُس نے لانیئر کو تیار دیکھ کر بات بنائی "اخاہ ـــــ میں تمہیں کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ اگر کسی خاص کام سے کہیں نہیں جا رہے ہو تو ہمارے ہاں چلو ـــــ میرے دوست! میں تم پر ایک بات ہمیشہ کے لیئے واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گھر میں تمہاری موجودگی سے ہمیں ذرہ بھر پریشانی نہیں ہوتی ـــــ تمہارے لیئے ہمیں گھر میں کوئی خاص تکلف بھی نہیں کرنا پڑا ـــــ دو آدمیوں کا کھانا تیار ہوا ہو تو تیسرے آدمی کو آسانی سے شامِل کیا جا سکتا ہے ـــ"

جس وقت روبو لانیئر کے ساتھ گھر میں داخِل ہوا تو سورین کھڑکی کے پاس بیٹھی کوئی کِتاب پڑھ رہی تھی۔ جلد ہی شراب کی ایک بوتل الماری سے نِکال لی گئی اور وہ تینوں آدھی رات تک تاش کھیلتے رہے۔

چند روز کی جھجک کے بعد لانیئر سوموار اور شکروار کو باقاعدگی سے روبو کے یہاں جانے لگا۔ روبو دن بہ دن زیادہ غمزدہ اور افسُردہ ہوتا جا رہا تھا۔ اُسی روز خوش ہوتا تھا جب لانیئر اُن کے گھر میں موجود رہتا تھا۔ سورین بھی کبھی کبھی متبسم نِگاہوں سے لانیئر کیطرف

دیکھا کرتی تھی۔ اُس کی آمد سوزین کے لیے بھی مسرت کا باعث بنتی تھی۔ وہ اپنی سوئیاں، اون کے گولے یا کتاب ایک طرف پھینک کر اُٹھ کھڑی ہوتی تھی اور کہا کرتی تھی ۔۔۔ "تم آگئے ۔۔۔! میں بہت خوش ہوں ۔۔۔ میں نے تمہاری ایکسپریس گاڑی کی آواز سُن لی تھی اور منتظر تھی کہ تم اب آہی رہے ہو گے!"

سوزین کو اب یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ لانیتر کس چیز کو زیادہ رغبت کے ساتھ کھاتا ہے۔ وہ خود اس کے لیے انڈے اور چوزے لاتی تھی۔

اُس کے رخصت ہونے پر کہا کرتی تھی ۔۔۔ اگلے سوموار کو میں تمہارے لیے کوفتے اور کباب بناؤں گی!"

دراصل بات یہ تھی کہ میاں بیوی کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو گئی تھی۔ گھر میں تیسرے آدمی کی موجودگی کو غنیمت خیال کیا جاتا تھا ۔۔۔ دونوں کی یہی کوشش تھی کہ لانیتر کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ لانیتر چلا جاتا تو گھر میں قبر کی خاموشی طاری ہو جاتی۔ وہ دونوں نام کے میاں بیوی رہ گئے تھے۔ اُن کے درمیان ازدواجی رشتہ ٹوٹ چکا تھا ۔۔۔ رُوبو ایک تند خو اور گرم مزاج نوجوان تھا۔ شادی کے ابتدائی دنوں میں اُس نے بے پناہ گرم جوشی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن اب وہ برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر نہ تو انگڑائیاں لیتے تھے۔ اور نہ اُنھیں جمائیاں ہی آتی تھیں ۔۔۔ بے توجہی اور سرد مہری عام ہو چکی تھی۔

بعض اوقات روبو کو خیال آتا تھا کہ گرینڈ مورن کے قتل میں اُس نے اپنی بیوی کو شریکِ کار بنا کر بھاری غلطی کی ہے ۔۔۔ جرم میں اس اشتراک نے دونوں کے درمیان ہر طرح کا رشتہ توڑ دیا تھا۔ جی ہی جی میں وہ ایک دوسرے سے شرمندہ تھے اور اس ندامت نے دونوں میں قُرب کا احساس مٹا دیا تھا۔ روبو کے تمام جذبات پر اوس پڑ گئی تھی۔ وہ اندھی رقابت جس نے اُس سے گرینڈ مورن کو قتل کرایا تھا۔ اب بالکل معدوم ہو چکی تھی، جیسے کسی تشنہ کام کی پیاس

بجھ جائے۔ یہی وجہ تھی کہ روبو کو اب کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ وہ انجن ڈرائیور لائنیز اور اپنی بیوی کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب لاتا جا رہا ہے۔

ایک روز اچانک روبو کو یہ احساس ہوا کہ اُس کی ہر ایک حس مرتی جا رہی ہے۔ اِس احساس پر وہ بوکھلا اُٹھا۔ اُس نے اپنی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے موقع کی تلاش شروع کر دی۔ یہ موقع اُسے جلد نصیب ہو گیا۔ ایک شام کو وہ انجن ڈرائیور لائنیز کو اپنے گھر لے جا رہا تھا کہ اُس نے ریلوے گارڈ داور نے کو اپنے گھر سے باہر نکلتے دیکھا۔ رقابت کی پُرانی آگ اُس کے دِل میں روشن ہو گئی ـــــ اُس نے منہ سے جھاگ چھوڑتے ہوئے اپنی بیوی سے پوچھا۔ "داور نے یہاں کیا لینے آیا تھا؟"۔

"اپنی بہنوں کا پیغام لیکر آیا تھا۔" سورین نے جواب دیا۔

"جھوٹ ـــــ!! میں جانتا ہوں کہ داور نے کس قماش کا آدمی ہے اور وہ کیوں یہاں آیا تھا۔ میں اُس کا یہاں آنا پسند نہیں کرتا ہوں۔" روبو نے اپنی مُٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ "میں نے اگر تمہیں آئندہ اُس سے بات کرتے ہوئے دیکھا تو گردن مروڑ دونگا!"

لائنیز روبو کے اس رویہ پر بہت حیران ہوا۔ اُس نے دل میں سوچا کہ روبو اپنے غصّہ کے اس اظہار سے کہیں مجھے تو خبردار نہیں کر رہا ہے؟

جلد ہی رُوبو کا غصّہ فرد ہو گیا اور اُس نے لائنیز کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "بیٹھو میرے دوست ـــــ آؤ شراب پیئیں!"

اگلے شکر وار کو لائنیز روبو کے یہاں گیا تو وہ گھر میں موجود نہیں تھا۔ سورین کھڑکی کے پاس بیٹھی کوئی ناول پڑھ رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر افسردگی کے گہرے آثار موجود تھے۔ اُس کے ہونٹوں پر پھیکا سا تبسّم نمودار ہوا۔ لائنیز سمجھ گیا کہ میاں بیوی کے تعلقات اِن دِنوں زیادہ

خوشگوار نہیں ہیں۔ اُس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ردبو نے گزشتہ روز سورین سے جو سلوک کیا تھا اس پر اُس نے اظہارِ افسوس کیا۔

سورین کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اُس نے روہانسی ہوئی آواز میں اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ ان کی ازدواجی زندگی بہت بے کیف ہو چکی ہے۔

اس طرح کی نجی گفتگو نے لانتیر کو سورین سے مزید بے تکلف ہونے کا موقع مہیا کیا۔ اس کے بعد لانتیر اور سورین کے درمیان فاصلہ مٹ گیا۔ ردبو گھر میں موجود نہ ہوتا تو وُہ ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھے رہتے اور زندگی کے غم والم کی باتیں کرتے رہتے

۸

چند روز کے بعد لانیتر نے سورین کے کان میں کہا کہ وہ شکروار کی رات کو انجنوں کے شیڈ کے پیچھے اُس کا منتظر رہے گا۔ اُن دنوں اُس کا خاوند رات کی ڈیوٹی دے رہا تھا۔

لانیتر کی اِس دعوت پر سورین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے — آج تک وہ رات کو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی — گھر سے نکلنا — انجنوں کے شیڈ تک جانا — وہاں ایک نوجوان سے ملنا اِس خیال سے وہ گھبرا گئی — یہ گھبراہٹ دوشیزگی اور معصومیت کی گھبراہٹ تھی — یہ سچ بھی تھا — وہ بیاہتا عورت ہونے کے باوجود ابھی تک دوشیزہ اور ایک معصوم لڑکی تھی۔ رات کو کھلی فضا میں گھومنے کی اِس دعوت پر وہ خوش ہوئی تھی لیکن وہ فوراً ہی اِس دعوت کو قبول نہ کر سکی —

جون کا مہینہ تھا۔ شامیں کافی گرم ہوتی تھیں مگر رات کو سمندر سے آنے والی ہوا بہت

خوشگوار ہوا کرتی تھی۔ سورین نے انکار کر دیا تھا کہ وہ شکروار کی رات کو انجن کے شیڈ کے پیچھے نہیں آئے گی لیکن لانیتر پھر بھی وہاں اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ انتظار سے پریشان ہو کر جب وہ بالکل مایوس ہو گیا تو اُس نے سورین کو دبے پاؤں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ اُس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا — اندھیرے میں وہ اُس کے پاس سے گزر گئی ہوتی اور اُسے خبر تک نہیں ہوتی۔ لیکن ریشمی ملبوس کی سرسراہٹ نے اُسے چونکا دیا۔ اور اُس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کے کندھے پر رکھ دیا — سورین کے مُنہ سے دبی ہوئی چیخ نکل گئی۔ اُس کے سارے بدن میں ایک جھرجھری سی دوڑ گئی —

لانیتر کے مجبور کرنے پر بھی اُس نے انجن کے شیڈ کے اندر جانے سے انکار کر دیا۔

وہ بولی — "ہماری دوستی بہت ہی مقدس ہے۔ میں محض اس دوستی کی خاطر یہاں آتی ہوں — مجھے اس دوستی پر فخر ہے اور میں اسے احترام کی نگاہوں سے دیکھتی ہوں"

اُس نے لانیتر کے ہاتھ پر ایک ہلکا سا بوسہ دیا اور وہ گھر لوٹ گئی — اُس وقت اردو اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا اُونگھ رہا تھا۔ چمڑے کی آرام کرسی میں اُس پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ وہ کچھ بھی نہیں سوچ رہا تھا — صرف خلا میں دیکھ رہا تھا۔ سورین اور گھر کے متعلق اُس نے سوچنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔

سورین اب ہر سوموار اور شکروار کو آدھی رات کے وقت کُھلی فضا میں لانیتر سے ملنے لگی۔ کوئلے کے ایک بہت بڑے ڈھیر کے پیچھے وہ بیٹھ جاتے اور باتیں کرتے — ایک شکروار کو بارش آ گئی، اور انہیں اوزاروں کی کوٹھری میں پناہ لینی پڑی — وہاں جگہ تھوڑی تھی۔ دونوں کو ایک دوسرے کے بہت ہی قریب بیٹھنا پڑا — لانیتر نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لانیتر کی انگلیاں کپکپا رہی تھیں — سورین نے اُس کی طرف دیکھا۔ وہ اُس کی شرافت سے بےحد متاثر ہوئی — اُس کے چہرے پر ایسے کوئی آثار نہیں تھے جن سے ظاہر ہو سکے کہ وہ دست درازی بھی کر سکتا ہے —

سورین سوچنے لگی۔ اُس کے سینے میں ایک طوفان متلاطم تھا۔ اُسے اپنا ماضی یاد آنے لگا۔ سولہ برس کی عمر میں وہ ایک بوڑھے اور حریص مرد کی ریشہ دوانیوں کی شکار ہو گئی تھی۔ شادی کے بعد اُسے ایک وحشی خاوند کا ظلم سہنا پڑا تھا۔ محبت کی لذت سے وہ ابھی تک نا آشنا تھی۔ ایک دوشیزہ سے عورت بن چکی تھی۔ لیکن محبت کا اُسے کوئی تجربہ نہیں ہوا تھا۔ ایک بار پھر اُس نے کنکھیوں سے لانتیر کی طرف دیکھا اور اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس نوجوان سے محبت کرنے لگی ہو۔ اُس نے دیکھا وہ پھر سے جوان ہو گئی ہے اور اُس کی زندگی نئے سرے سے شروع ہو رہی ہے۔

لانتیر خاموش تھا۔ نہ صرف وہ خاموش تھا بلکہ اُس کا سارا جسم خاموش تھا۔ ایک خدشہ نے اُسے بےحس و حرکت کر رکھا تھا۔ اُسے وہم تھا کہ ایک عورت پر مکمل قابو پا لینے کے بعد وہ اُسے قتل کر دے گا۔ اُس کا دیرینہ جنون لوٹ آیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سورین کے زیادہ قریب ہونے سے ڈر رہا تھا۔

چند روز کے بعد لانتیر نے محسوس کیا کہ وہ مکمل طور سے شفایاب ہو چکا ہے۔ وہ تنہائی میں کتنے ہی لمحات سورین کے ساتھ گزار چکا تھا اور ایک بار بھی اُس کے دل میں سورین کو قتل کرنے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی تھی۔

اگلے شنکر وار کو جب وہ پیرس سے اپنی ایکسپریس ٹرین لے کر ہاورے پہنچا تو اُس کے فورمین پیکوئی نے دیکھا کہ اُس کا ڈرائیور بہت بیقرار نظر آ رہا تھا۔

"آج تم شاید جلدی میں ہو!" پیکوئی بولا۔ "ہاورے پہنچ کر میرا بھی یہی جی چاہتا ہے ٹرین سے لوگ جلدی اُتریں اور انجن کو شیڈ میں چھوڑنے کے بعد بالکل آزاد ہو جاؤں۔ جانتے ہو کیوں؟"

"جانتا ہوں —" لانیتر نے جواب دیا — "فلو مین تمہارا انتظار جو کر رہی ہوتی ہے۔"

پیکوئی زور سے ہنسا اور بولا — "اب تو میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں — میں بھی شیڈ میں صبح دو بجے سے پہلے نہیں پہنچتا اور تم بھی۔"

لانیتر کو ایسا معلوم ہوا جیسے فلو مین اُس کے راز سے آگاہ ہو۔ عین ممکن ہے کہ اُس نے کسی رات کو اُسے سورین کے ساتھ دیکھ لیا ہو۔ لیکن وہ اِس بات کا کسی قیمت پر بھی اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں تھا اس لئے اُس نے غیظ آلود لہجے میں پوچھا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"کچھ نہیں — میں تو صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ ان دنوں رات کی سیر سے آدمی تازہ دم ہو جاتا ہے!"

"میرے سر میں اکثر درد رہتا ہے — میں سو نہیں سکتا اس لئے تازہ ہوا کھانے کے لئے باہر چلا جاتا ہوں۔"

"ہاں — ہاں — میں اسے کوئی بُری بات تو نہیں سمجھتا — میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔" پیکوئی نے کہا — "ہم دونوں کو ایک دوسرے کے معاملے میں مداخلت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو تم سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر کسی بات کے لئے تمہیں میری ضرورت پڑے تو میں حاضر ہوں۔"

اپنے مطلب کی مزید وضاحت کئے بغیر اُس نے لانیتر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر زور سے دبایا۔ انجن ڈرائیور نے بھی خاموش رہنا بہتر خیال کیا۔

انجن کو شیڈ میں پہنچا کر پیکوئی تو موسلا دھار بارش کے باوجود فلو مین کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ لانیتر شیڈ سے ملحقہ کمرے میں داخل ہوا جہاں انجن ڈرائیور اور فورمین سوتے تھے۔ اُس کمرے میں گرمی بہت زیادہ تھی۔ ایک انجن ڈرائیور تختے پر سو رہا تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ لانیتر

اُس کمرے سے باہر آگیا۔ وہ جی ہی جی میں بارش کو گالیاں دے رہا تھا، کیونکہ ایسی بارش میں اُسکے لئے گھر سے نکلنا محال ہو جائے گا۔ اُسے معلوم تھا کہ سورین آج رات کو نہیں آئیگی، پھر بھی وہ کوئلہ کوٹھری میں داخل ہوا۔ دفعتاً اُس نے دیکھا اندھیرے میں دو نرم و نازک باہیں اُس کی گردن میں حمایل ہو گئیں۔ مسرت کی دبی ہوئی ایک ہلکی سی چیخ اُس کے ہونٹوں سے نکل گئی۔ سورین اُس سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔

"اوہ میرے خدا! کیا ایسی بارش میں بھی تم گھر سے نکل کھڑی ہوئیں؟"

"ہاں۔" سورین نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے آسمان پر بادل اُمڈے ہوئے دیکھے تو احتیاطاً بارش سے پہلے ہی یہاں آگئی۔ اور میں ڈیڑھ گھنٹے سے یہاں بیٹھی ہوں۔"

لانیئر کا دل جذبات سے چھلکنے لگا۔ آج تک کسی عورت نے اُس سے اس طرح محبت نہیں کی تھی۔ وہ اس عورت کے قدموں پر سجدہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اور ساری دنیا کو بھول جانا چاہتا تھا۔

آدھ گھنٹہ کے بعد اُدھر سے ایک گاڑی گزری تو لانیئر دھرتی کے لرزنے سے ہوش میں آگیا جیسے گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔ سورین کونے میں کھڑی ہوئی اپنے بال سنوار رہی تھی اور اُس سے تھوڑی دُور ہٹ کر لوہے کا ایک ہتھوڑا پڑا ہوا تھا۔ اُس ہتھوڑے کو دیکھ کر لانیئر نے دل ہی دل میں مسرت کا ایک نعرہ لگایا۔ اُس نے یہ ہتھوڑا اُس عورت پر استعمال نہیں کیا تھا جسے اُس نے مکمل طور سے حاصل کر لیا تھا وہ بہت خوش تھا۔ اُسے اپنے دماغی خلل سے نجات مِل گئی تھی۔ وہ سورین کا ممنون تھا۔ وہ اُٹھا اور سورین کے قدموں میں جا گرا۔ "یہ کیا کر رہے ہو۔ مجھے اور گنہگار نہ بناؤ۔" سورین نے جھک کر اُسے اُٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ان باتوں سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ ایک روز تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔ میں تمہاری ہوں۔ تمہاری اُنگلیوں کے

اشاروں پر جان دینے کے لئے تیار ہوں!"

لانتیر نے اُٹھ کر سورین کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا "ایسا نہ کہو — تم ملکہ ہو اور میں تمہارا غلام ہوں!"

ساری رات بیت گئی — صبح کاذب کا مدہم سا اُجالا نمودار ہوا تو انجن کے شیڈ کے قریب بھاگتے ہوئے قدموں نے سورین اور لانتیر کو بیدار کر دیا۔ دونوں دیوار سے پیٹھ لگا کر سو گئے تھے سورین نے آنکھیں کھولیں تو دور اُسے اپنے خاوند کی آواز سنائی دی — لانتیر کے کان بھی کھڑے ہو گئے۔

"یہ تو روبو ہے — شاید یہ لوگ کوئلہ چرانے والوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں!"

"ہاں — یہی وجہ ہے کہ روبو ان دِنوں ہر وقت اپنے پاس پستول رکھتا ہے"

"پستول؟"

"ہاں — ہاں پستول!"

لانتیر کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی — وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا اور بولا— "آؤ میرے ساتھ آؤ—"

"کہاں —؟"

"یہ وقت سوالات کرنے کا نہیں ہے — اگر روبو کوئلہ چرانے والوں کی تلاش میں آرہا ہے تو یہاں بھی ضرور آئے گا — چلو— اُٹھو!"

"مگر کہاں چلیں —؟" سورین نے ہکلاتے ہوئے پوچھا— "یہاں سے اس وقت باہر نکلنا بہت خطرناک ہو گا!"

"اور یہاں ٹھہرنا اُس سے بھی زیادہ خطرناک ہے!" لانتیر نے سورین کو گھسیٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اُسے اندھیرے میں اپنے انجن کے اندر لے گیا جہاں وہ دونوں جھک کر بیٹھ گئے —

سارا ہنگامہ جلد ہی فرو ہو گیا — دونوں انجن سے باہر نکلے تو سورین نے رخصت طلب کرتے ہوئے کہا — "آئندہ سے ہمیں یہاں نہیں ملنا چاہیئے۔ تم سیدھے گھر پر آجایا کرو۔"

روبو دن بہ دن فربہ اندام ہوتا جا رہا تھا لیکن اُس کی ساری شگفتگی ختم ہو گئی تھی — گزشتہ چار مہینوں میں اُس کے اندر بھاری تبدیلی آگئی تھی — اُس نے جوا کھیلنا شروع کر دیا تھا جو اُس کا بہترین شغل بن گیا تھا۔ وہ ناگزیر حد تک اُس کا شائق ہو گیا تھا۔ اُسے یقین ہو چکا تھا کہ جب تک تاش کے پتے اُس کے ہاتھ میں رہتے ہیں اُسے اپنے قاتل ہونے کا احساس نہیں رہتا تھا۔ اور جونہی وہ تاش چھوڑ کر گھر آتا تھا یا دفتر جاتا تھا اُس کا ضمیر نشتر زنی شروع کر دیتا تھا۔

وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کاچے کے ساتھ تاش کھیلنے جاتا۔ یہ وہی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جس سے کبھی جھگڑا ہوا تھا اور جس نے اُسے ملازمت سے برطرف کرانے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیا تھا۔ کاچے کو تاش کا جنون تھا اور اُسے ایک ایسے ساتھی کی تلاش تھی جو اس سلسلے میں اُسی کی طرح جنونی ہو۔ اتفاق سے اُسے روبو مل گیا اور اس طرح دشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ وہ اکثر ساری ساری رات گھر سے باہر رہتا۔ رات کو اگر اسٹیشن پر ڈیوٹی نہ ہوتی تو جوا کھیلتا۔ سورین کو ابھی اس سے نفرت نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اُس کے راستے میں حائل نہیں ہو رہا تھا۔

ایک دن میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا۔ سورین کے جوتے پھٹ گئے تھے اور اُس نے اپنے خاوند سے بیس فرانک مانگے۔

"میرے پاس بیس فرانک نہیں ہیں — اور میں یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ بیس فرانک میرے پاس کب ہوں گے!"

سورین نے اپنا مطالبہ دوہرایا تو رودبو بھڑک اٹھا اور بولا ۔ "اگر تم اپنی ضد پر قائم رہو گی تو میں تمہاری پسلیاں توڑ دوں گا۔ تم مجھ سے رُوپیہ کیوں مانگتی ہو۔ کیا تمہارا اپنا رُوپیہ کم ہے ؟ ۔"

"میرے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ۔"

"تمہارے پاس سب کچھ ہے مافراس کر اس کا مکان بیچ دو نا ۔"

"کوئی خریدار بھی ہو ۔!"

"تو پھر میں کیا کروں ۔" یہ کہہ کر رودبو مُنہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا گھر سے نکل گیا۔

اس جھگڑے کے بعد دونوں کی گھریلو زندگی ایک جہنم بن گئی ۔

میاں بیوی کے درمیان جو برائے نام تعلق باقی تھا وہ بھی ختم ہو گیا ۔

ایک رات کو سورین دیر تک جاگتی رہی ۔ اُس کا خاوند سپرنٹینڈنٹ پولیس کا چپڑاسی کے یہاں سے ابھی تک نہیں لوٹا تھا اپنی زندگی کی تلخی اور بے کیفی کے متعلق سوچتے سوچتے اُسے نیند آگئی ـــــ جلد ہی اُس کی آنکھ کھل گئی ۔ ساتھ کے کمرے سے اُسے ایک عجیب وغریب آواز آتی ہوئی سُنائی دی ۔ وہ ڈر گئی ۔ گھر میں کوئی چور تو نہیں گھس آیا ہے ۔؟ آخر کار اُس نے ہمت سے کام لیا ۔ پلنگ سے اُٹھی اور ننگے پاؤں دوسرے کمرے کی طرف چل دی ۔ حیرت سے اُس کا مُنہ کھلا کا کھلا رہ گیا ـــــ رودبو گھٹنوں کے بل جُھکا ہوا گڑھا کھود رہا تھا ۔ اُس کے قریب ہی ایک موم بتی جل رہی تھی ۔ اُس نے اُس گڑھے میں ہاتھ ڈال کر ایک بکس نکالا ۔ اُس بکس میں نج گمرنید طمورن کے دس ہزار فرانک تھے اور گھڑی تھی ۔

سورین کے مُنہ سے چیخ نکل گئی ۔ رودبو گھبرا گیا اور اُس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے جھلملانے لگے ۔

"تم یہ کیا کر رہے ہو ۔۔؟" سورین نے پوچھا ۔۔ "یہ اچھی بات ہے ۔۔؟ مجھے تم جوتوں
کے لئے بیس فرانک دینے سے اِنکار کرتے ہو لیکن جب جوئے میں ہار جاتے ہو تو یہاں سے
روپے اُڑا لے جاتے ہو!"

روبو چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا اس لئے بولا ۔۔ "تمہیں بھی حصہ ملے گا۔ گھبراتی کیوں ہو
۔۔ یہ لو سو فرانک!" روبو نے ڈبے میں سے طلائی فرانک اُس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ "جاؤ
پیرس چلی جاؤ ۔۔ وہاں سے جوتے اور اپنے لئے چند ملبوسات لے آنا ۔۔ کل ہی چلی جاؤ!" یہ کہکر
اس نے کچھ طلائی سکے اپنی جیب میں ڈال لئے اور اُس بکس کو اپنی جگہ رکھ کر گڑھا پھر پُر کر دیا ۔۔

---

۹ ———

پیرس کو گاڑی صبح سات بجے جاتی تھی۔ برف پڑ رہی تھی اور انجن ڈرائیور لانیتر بہت پریشان نظر آ رہا تھا۔ اُسے خدشہ تھا کہ برف کی وجہ سے کہیں راستہ ہی میں نہ رُکنا پڑ جائے۔ ابھی تک کسی اِسٹیشن سے یہ اطلاع موصول نہیں ہوئی تھی کہ برف نے ریلوے لائن مسدود کر دی ہے لیکن یہ حادثہ ہو سکتا تھا۔ گاڑی کے چلنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔ وہ خدا سے دعا کر رہا تھا کہ اگر راستہ بند ہے تو اُس کی اطلاع روانگی سے پہلے ہی موصول ہو جانی چاہیے۔ اِس طرح اُسے ایک رات اور ہاروے میں ٹھہرنے کا موقع ملے گا۔ اچانک اُس نے سورین کو پلیٹ فارم پر دیکھا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سُوٹ کیس تھا۔ 'سورین کہاں جا رہی ہے —؟' اُس نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ اِتنے میں اُس نے دیکھا روبو اپنی بیوی کا بازو پکڑ کر اُسے فرسٹ کلاس کے ڈبہ میں سوار ہونے میں مدد دے رہا تھا۔ خوشی سے لانیتر کی باچھیں کِھل گئیں۔ اُس نے تہیہ کیا کہ آج برف

سے چاہے ساری ریلوے لائن کیوں نہ ڈھک جائے وہ ایکسپریس ٹرین کو پیرس پہنچا کر رہے گا۔

گاڑی چلنے کا وقت ہو گیا۔ ریلوے گارڈ نے سبز روشنی دکھا کر انجن ڈرائیور کو تیار ہو جانے کا اشارہ کیا اور پھر زور سے سیٹی بجادی۔

لانیئر نے انجن کے بھاپ چھوڑنے سے پہلے پیکوئی کو اپنے پاس بلایا اور کہا ـــ "آج تمہیں ضرورت سے زیادہ ہوشیار رہنا ہوگا۔ آج پیرس پہنچنا آسان نہیں۔"

"میں جانتا ہوں ـــ" پیکوئی بولا۔

گاڑی پلیٹ فارم سے باہر نکلی تو سخت سرد ہوا چل رہی تھی۔ لوگ بھاری اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور خود کو سردی سے محفوظ سمجھ رہے تھے۔ ریلوے لائن دودھیا دھند میں گم تھی۔ جب کوئی چیز بہت ہی قریب آجاتی تو نظر آتا جیسے کوئی خواب حقیقت میں تبدیل ہو رہا ہو۔ انجن ڈرائیور لانیئر کو بہت دشواری پیش آرہی تھی۔ اُس کے لئے سبز اور سرخ سگنل میں امتیاز کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ وہ بہت احتیاط سے کام لے رہا تھا لیکن گاڑی کی رفتار کو بھی سست نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہوا سخت مزاحمت کر رہی تھی۔

ہارفلیور اسٹیشن تک کوئی خاص دقت پیش نہ آئی لیکن اُس کے بعد کا سفر بہت پریشان کن ثابت ہوا۔ کہیں کہیں وہ انجن جس سے لانیئر ایک عورت کی طرح محبت کرتا تھا خود بخود رُک جاتا اور لانیئر کے منہ سے گالی نکل جاتی۔ اُس وقت پیکوئی کو بہت دکھ ہوتا ـــ وہ سوچتا کیا انجن ڈرائیور کو اب اپنے انجن سے کوئی محبت نہیں رہی ـــ؟

"موٹے ولے" اسٹیشن پہنچ کر اُنھیں اسٹیشن ماسٹر سے معلوم ہوا کہ پیرس کی سمت سے کوئی گاڑی نہیں آرہی ہے جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ پیرس سے موٹے ولے تک کسی جگہ ریلوے لائن برف نے مسدود کر دی ہے۔

اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "آگے بڑھنا ناممکن ہے!"

"کچھ بھی ہو مجھے شام کو پیرس پہنچنا ہے۔" لانیتیر نے جھنجلا کر جواب دیا۔

"میں نے آپ کو حالات سے آگاہ کر دیا ہے — آگے آپ کی مرضی۔ راستہ میں کوئی حادثہ پیش آگیا تو میرا کوئی قصور نہ ہوگا۔"

"آپ مطمئن رہیں — اگر کوئی خلافِ معمول بات ہوگئی تو اُس کے لئے میں اپنے آپ کو ذمہ دار ٹھہراؤں گا۔"

اسٹیشن پر گاڑی زیادہ دیر تک ٹھہری رہی تو کچھ مسافر بھی بیقرار نظر آنے لگے — اُنہیں پیرس پہنچنا تھا اس لئے انجن ڈرائیور کی پُرزور حمایت کی گئی۔

گارڈ نے سیٹی بجائی اور اپنے ڈبے میں سوار ہوگیا۔ لانیتیر کا پیارا انجن لیزاں پہلے آہستہ اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

تھوڑی دُور جا کر انجن خود بخود کھڑا ہوگیا۔

پیکوئی بولا۔ "اسٹیشن ماسٹر ٹھیک کہتا تھا، لیکن نہ جانے تم نے اتنی ضد کیوں کی؟"

"تم تو فوراً گھبرا جاتے ہو — چلو میرے ساتھ باہر نکل کر دیکھو کہ کیا بات ہے۔"

دونوں انجن سے اُترے تو گھٹنوں تک برف میں ڈوب گئے۔

"ریلوے لائن پر تو برف کا پہاڑ جما ہوا ہے!" پیکوئی نے کہا۔

"چلتے جاؤ!" لانیتیر نے تنک کر کہا۔ "ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ریلوے لائن کہاں تک برف سے ڈھکی ہوئی ہے؟"

چند قدموں کے بعد ریلوے لائن پر برف کا نام و نشان نہیں تھا۔ "دیکھا میں کہتا نہ تھا کہ تم بہت جلد گھبرا جاتے ہو — اس مشکل پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ

بیس گز تک ہمیں ریلوے لائن کو برف سے صاف کرنا ہوگا۔ کچھ مسافروں کی مدد لی جائے تو یہ کام آدھ گھنٹہ میں ختم ہو سکتا ہے!"

دونوں جب واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ گاڑی کی کھڑکیاں کھول کر باہر جھانک رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ گاڑی کیوں رک گئی تھی۔ گارڈ بھی ان کی طرف بھاگتا ہوا آرہا تھا۔ پیکوئی نے انجن کے عقبی حصہ سے چند پھاوڑے نکالے اور پھر چند نوجوانوں کو اپنے ساتھ لانے چلا گیا۔

برف اٹھانے میں پورا ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ کچھ مسافر دور کھڑے ریلوے لائن پر کام ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ ایک خوش پوش نوجوان کندھے پر پھاوڑا رکھے ہوئے ان تماشائیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا "اگر یہ حضرات بھی ہمارا ہاتھ بٹاتے تو سارا کام دس منٹ میں ختم ہو گیا ہوتا۔ یہاں کے لوگ بہت عجیب وغریب ہیں ــــ ہر بات کو تماشا بنا لیتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے یہ ہم سب کا مشترکہ کام تھا۔!"

لانیئر نے اس نوجوان کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا ــــ "کسی سے شکایت نہیں کیا کرتے ــــ دنیا میں حقیقتاً چند لوگ کام کرتے ہیں اور چند لوگ صرف دوسروں کو کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔"

انجن ڈرائیور کے اس فقرے پر وہ نوجوان بہت خوش ہوا اور اس نے تماشائیوں کو معاف کر دیا۔

لانیئر اپنے انجن میں پہنچا تو اس نے گاڑی کی طرف دیکھا۔ ایک کھڑکی سے سورین اپنا سر باہر نکالے ہوئے تھی ــــ لانیئر مسکرایا اور اس کی اس مسکراہٹ نے سورین پر واضح کر دیا کہ اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔

مزید تیس میل تک کوئی دشواری پیش نہ آئی لیکن ماٹراس کے پاس انجن کو چند

جھٹکے لگے اور اُس کے بعد اُس نے آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔

"اب کے بُرے پھنسے ۔۔!" پیکوئی بولا۔

"ہاں ۔۔۔ کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے!" لانیتر نے انجن سے اُترتے ہوئے جواب دیا۔

پیکوئی نے اُس کا تعاقب کیا۔ بیشتر مسافر بھی باہر آگئے۔

چند نوجوانوں نے انجن کے پہیے برف میں گُم دیکھ کر کہا ۔۔ "اب تو پانچ چھ گھنٹوں سے پہلے ہمارا یہاں سے چلنا محال ہے۔"

"کہیں رات یہاں سردی میں نہ گزرے ۔۔!" ایک عورت بولی ۔۔ "بچوں کا کیا ہوگا۔ اس جگہ تو کھانے کے لئے بھی کچھ نہ ملے گا!"

"یہ ساری غلطی انجن ڈرائیور کی ہے ۔۔ "موٹے دِلے" کے اسٹیشن ماسٹر کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ ہم اگر رُکتے تو کسی اسٹیشن پر تو رُکتے۔"

لانیتر یہ سب کچھ سُن رہا تھا اور خاموش تھا۔ اُس نے چند منٹوں کے توقف کے بعد گارڈ سے کہا ۔۔ "کسی کو مافراس کراس بھیجنا چاہیئے!"

"میں جاتا ہوں ۔۔" پیکوئی بولا اور دُھند میں غائب ہو گیا۔

مسافر اپنے اپنے ڈبوں میں چلے گئے۔

آدھ گھنٹے کے بعد پیکوئی مافراس کراس سے دس بیس آدمی اپنے ساتھ لایا جو برف ہٹانے کے سامان سے پوری طرح لیس تھے۔ اُن میں فلورا اور مسبارڈ بھی تھے۔ اُن آدمیوں کے آنے پر گاڑی میں ایک بار پھر ہلچل پیدا ہوئی ۔۔ کچھ مسافر بھی تعاون دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ کام شروع ہو گیا۔ سورین بھی اپنا لمبا کوٹ پہن کر باہر نکل آئی تھی اور فلورا اُسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اُس نے پیرس جانے والی ایکسپریس میں جس کا ڈرائیور لانیتر تھا کئی بار

مادام روبو کو دیکھا تھا۔ لیکن اُسے کسی طرح کا شک نہیں ہوا تھا۔ آج جب اُس نے سورین کو
تنکھیوں ہی نگاہوں میں لانیتر کو پیغام دیتے ہوئے دیکھا تو فلورا کے اندر بیٹھی ہوئی عورت نے
سارا معاملہ فوراً بھانپ لیا۔

سورین کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ مافراس کراس میں اپنی اُس جائیداد کی
حالت دیکھے جو جج گرینڈ مورن اُس کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

"اوہ یہ تو مادام روبو ہیں ب" میسارڈ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا — "یہ تو ہماری خوش
قسمتی ہے — آپ تو ہماری مالکن ہیں —" اور پھر اُس نے اسی طرح خوشامدانہ لہجہ میں کہا۔
"آپ کو اتنی سرد ہوا میں باہر نہیں رہنا چاہیئے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ ہمارے گھر چلی جائیں —
وہاں انگیٹھی ہے — آپ کو آرام ملے گا۔"

لانیتر کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہو گئی۔ میسارڈ نے سورین کو جو پیشکش کی
تھی وہ اُسے بہت پسند آئی تھی۔

"میسارڈ ٹھیک کہتا ہے — اس کام میں کئی گھنٹے صرف ہوں گے!"

"تو کیا ہوا — مجھے سردی محسوس نہیں ہو رہی — میں نے کافی گرم کپڑے پہن رکھے
ہیں —" سورین نے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا اور پھر سوچ کر بولی — "یہاں سے مافراس کراس
کم سے کم تین سو گز کی دُوری پر ہے — برف میں وہاں تک جانا آسان نہیں!"

"آپ کیوں گھبراتی ہیں مادام — میں آپ کو اٹھا کر لے جاؤں گی!" دیوہیکل فلورا نے
پیشکش کی۔ اتنا کہتے ہی فلورا سورین کے قریب چلی گئی اور اُس نے سورین کو اپنے مضبوط
بازوؤں میں اُٹھا لیا۔ جیسے سورین ایک ننھی بچی ہو — کچھ مسافر فلورا کی اس قوت پر انگشت
بدندان رہ گئے۔

ایک مُسافر کے مُنہ سے نکلا "کیا لڑکی ہے ۔۔ اگر ایسی دس لڑکیاں ہوتیں تو ریلوے لائن سے ایک گھنٹے میں ساری برف ہٹا دیتیں !"

چند بھوکے مُسافر بھی مافراس کراس کے جھونپڑے میں جانے کے لئے تیار ہو گئے اس لئے کہ سیارڈ نے اُنھیں بتایا تھا کہ اُس کے گھر میں رُوٹی اور شراب مِل سکتی ہے۔

لانیتیر نے آگے بڑھ کر فلورا کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور پیار سے بولا ۔۔ "ان سب کو اپنے ساتھ لے جاؤ فلورا ۔ !" اور پھر وہ سورین سے مخاطب ہوا جو فلورا کے بازوؤں میں بالکل بے بس نظر آ رہی تھی ۔۔ "میں دو گھنٹے تک تمہارے پاس آؤں گا اور تمہیں اطلاع دوں گا کہ گاڑی چلنے میں کتنی دیر ہے۔"

اِس کے بعد برف ہٹانے کا کام شروع ہو گیا۔

مافراس کراس کی جھونپڑی میں فیزی اُسی طرح بھیوں والی کرسی میں بےحس و حرکت بیٹھی تھی ۔۔ اتنے آدمیوں کو اپنے جھونپڑے میں دیکھ کر اسے مسرّت ہوئی۔ جب سے وہ بیمار ہوئی تھی، اُس نے اتنے لوگوں کی صورتیں ہی نہیں دیکھی تھیں۔ فلورا بہت سرگرمی دکھا رہی تھی ۔ اسنے انگیٹھی میں اور لکڑیاں ترتیب سے رکھیں۔ نیا میز پوش نکال کر بچھایا اور میز پر شراب کی دو بوتلیں ۔۔ ڈبل روٹی اور تلے ہوئے آلو رکھ دیئے ۔۔ مسافر شراب دیکھ کر تو بہت خوش ہوئے لیکن سادہ غذا کو اپنے سامنے پا کر ناک بھوں چڑھانے لگے لیکن اُسے غنیمت جان کر کھانے لگے۔

فلورا نے اپنی ماں کو سارا قصہ بتایا تو فیزی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ان مُسافروں کا خیر مقدم کیا اور پھر سورین کی طرف مُنہ کر کے بُولی ۔۔ "مادام روبو ۔۔ آپ اگر اپنا مکان دیکھنا چاہتی ہیں تو چابی آپ کو الماری میں مل سکتی ہے !"

سورین نے مکان دیکھنے سے انکار کیا۔

دو گھنٹے گزر گئے۔

جھونپڑے کے باہر کسی کے برف پر چلنے کی آواز سنائی دی۔ فیلورا نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ لانیئر، کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے اپنے کوٹ پر سے برف جھاڑتے ہوئے کہا — "اب کام جلد ختم ہو جائے گا۔ برنٹین اسٹیشن سے بھی مزدوروں کی ایک پارٹی آگئی ہے!"

فیزی نے اپنے بیٹے کو ایک بار پھر اپنے سامنے پایا تو اُس کی باچھیں کھل اُٹھیں۔

"اماں اب تم کیسی ہو؟" لانیئر نے فیزی کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے پوچھا۔

"میری تکلیف کم نہیں ہوتی بیٹا — میں سمجھتی ہوں کہ میارڈ مجھے دوا کی جگہ زہر دے رہا ہے جو آہستہ آہستہ اثر کرتا ہے۔"

"تم تو اب بھی اُس وہم میں مبتلا ہو!" لانیئر نے دیکھا فیزی کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔

جھونپڑے کے باہر بھاری قدموں کی آواز سنائی دی تو فیزی نے کہا — "وہ آ رہا ہے — نہ جانے کیا بات ہے — میں اُس کے قدموں کو دُور ہی سے پہچان لیتی ہوں!"

فیزی کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ چند لمحوں کے بعد میارڈ کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی فیزی کا رنگ اُڑ گیا۔ میارڈ نے مسافروں کی موجودگی کا خیال کئے بغیر شراب کے دو گھونٹ پیئے اور سورین کے قریب جا کر بولا — "مادام آپ کو بہت اچھا موقع مِلا ہے۔ آپ اپنا مکان دیکھ سکتی ہیں۔ آپ کے مکان کے ساتھ جو باغ ہے اُس میں بہت اچھے سیب ہوتے ہیں۔ میں آپ کو سیب بھجوانا چاہتا تھا لیکن اولے پڑے اور سارے سیب خراب ہو گئے۔ مجھے افسوس ہے کہ اِتنا اچھا مکان ابھی تک کوئی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ میں آپ کا خادم ہوں۔"

میارڈ نے ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا اُٹھایا اور اُسے چباتے ہوئے بولا — "مجھے واپس کام پر

چلنا چاہیے — کیا تم نہیں چلو گے لانیٹر؟"

"میں تھوڑی دیر کے بعد آؤں گا۔" لانیٹر نے جواب دیا۔

میسارڈ باہر چلا گیا۔ فیزی نے اشارے سے لانیٹر کو اپنے قریب بلایا اور اُس کے کان میں آہستہ سے کہا۔ "دیکھ لینا میسارڈ لاکھ کوشش کرے وہ میرا مدفون خزانہ نہیں ڈھونڈ سکتا۔ میں اب خوش خوش مر سکوں گی!"

"تم اپنی دولت فلورا کے لئے کیوں نہیں چھوڑ جاتیں؟"

"نہیں — میں اپنی دولت کسی کو نہیں دونگی — تمہیں بھی نہیں — یہ دولت صرف دھرتی کو ملے گی جو مجھے اپنی آغوش میں جگہ دے گی!"

"بہت اچھا —" لانیٹر نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں اپنی چیز پر پورا اختیار ہے۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ سارے مسافر اُونگھ رہے تھے۔ فیزی نے بھی آنکھیں بند کر لیں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے لانیٹر نے سورین کے قریب جا کر اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر زور سے دبایا لیکن اتنے میں فلورا کمرے میں داخل ہوئی اور اُس نے سورین سے کہا — مادام — میں آپ کے لئے کیا کوئی پھل لاؤں؟"

"نہیں شکریہ!" سورین نے گھبراہٹ سے جواب دیا۔

لانیٹر نے فلورا کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا — فلورا اُن کے سامنے ایک دیوی کی طرح کھڑی تھی — اُسکے گھنے اور سنہرے بال لہرا رہے تھے اور اُس کی آنکھوں میں رشک و رقابت کی آگ روشن تھی — اُسکے دل میں جو شک تھا یقین کی حد کو پہنچ چکا تھا۔ وہ اندر ہی اندر جل کھا رہی تھی کہ جس شخص سے وہ پیار کرتی تھی اُس نے ایک چھوٹی موٹی عورت کو کیوں پسند کیا ہے اُسے افسوس ہو رہا تھا کہ اُس رات اُس نے لانیٹر کو کیوں نہ اپنا لیا جب اُس نے اُسے حاصل کرنے کی خواہش

کی تھی اُس کے لئے اپنا انکار ایک کانٹا بن گیا تھا جو اُسکے دل میں کھٹک رہا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لانیتر کو مسل دینا چاہتی تھی۔ لانیتر کے سامنے وہ مجبور تھی۔ اُس کی غیظ آلود آنکھوں سے اپنی آنکھیں چار نہ کرتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ باہر جا کر اُس نے دل ہی دل میں قسم کھائی کہ وہ ایک دن اپنی توہین کا انتقام لے گی!"

تین گھنٹوں کے بعد پیغام آیا کہ ریلوے لائن سے برف ہٹا دی گئی ہے۔ جھونپڑے کے مسافر گاڑی کی طرف روانہ ہوئے۔ انجن سے دھواں اُٹھ رہا تھا اور لانیتر۔ اُن مسافروں کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔

۱۰

اُس رات ہاروے ایکسپریس سات کی بجائے ساڑھے گیارہ بجے پیرس پہنچی۔ لانیئر نے معمول سے زیادہ رفتار تیز رکھ کر کافی وقت بچالیا تھا ورنہ گاڑی دو بجے سے پہلے کبھی پیرس نہ پہنچ سکتی۔ سورین نے اسٹیشن سے اپنے خاوند کو تار دیا کہ راستہ میں برف کے باعث گاڑی دیر سے پیرس پہنچی ہے اس لئے وہ کل شام کے بجائے پرسوں صبح گھر پہنچے گی۔

پیکوئی نے سورین کو سوٹ کیس ہاتھ میں لئے ہوئے گیٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو وہ بولا۔ "مادام رو بلو اتنی رات گئے آپ کہاں جائیں گی۔ پیرس کے ہوٹل بہت مہنگے ہیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں، میری بیوی وکٹوری ان دِنوں ہسپتال میں ہے —— اور میں آج رات یہاں انجن شیڈ میں رہوں گا تاکہ اپنے انجن کی پوری طرح صفائی کر سکوں —— میرا گھر خالی پڑا ہے۔ یہ لیجئے اُس کی کنجی۔ آپ وہاں آرام کر سکتی ہیں۔"

سورین نے کنجی لینے سے پہلے لانیئر کی طرف دیکھا، جو اُن کے پیچھے کھڑا ہوا یہ باتیں سُن چکا تھا۔ لانیئر نے اشارہ کیا اور سورین نے وہ کنجی لے لی۔

وکٹوری کا کمرہ نہایت صاف ستھرا تھا۔ پلنگ پر مخملیں چادر بچھی ہوئی تھی۔ ہر چیز قرینے سے پڑی تھی جیسے ابھی ابھی کوئی گھر کی صفائی کر کے گیا ہو۔ سورین نے بہت آہستگی سے اپنی ٹوپی اُتاری اور میز پر رکھ دی۔ یک بیک اُسے احساس ہوا کہ سردی زیادہ ہے۔ انگیٹھی کے پاس کوئلے پڑے تھے۔ اُس نے اپنے کپڑے اُتار کر شب خوابی کا لباس پہنا اور انگیٹھی سُلگا دی۔ چند ہی منٹوں کے بعد کوئلے دہکنے لگے اور ساری سردی کافور ہو گئی۔

وہ لانیئر کا بے صبری سے انتظار کرنے لگی — وہ اتنی دیر کیوں کر رہا ہے — اُسے کمرے کی تنہائی سے خوف آنے لگا۔ دفعتاً اُسے قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ اس پُر اسرار چاپ نے اُسے چونکا دیا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحہ وہ لانیئر کی گردن میں بانہیں ڈال کر جھول گئی۔

"تمہیں مجھے ستانے میں مزہ آتا ہے نا۔"

لانیئر نے اپنے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

سورین فوراً میز کو سجانے میں مصروف ہو گئی۔ اس لئے کہ لانیئر اپنے ساتھ کھانے کا سامان لایا تھا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ اس لئے یہ چیزیں لانے میں دیر ہو گئی۔" لانیئر نے شراب کی بوتل کا کاگ اُڑاتے ہوئے کہا۔

"بہت تیز بھوک لگ رہی ہے — دراصل میں نے ما فراس کر اس میں کچھ کھانا پسند نہیں کیا تھا۔"

دونوا میز کے گِرد ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئے۔ کھانے کے دوران دونوں چُپ رہے۔
سورین کو مسرت کی یہ جو آزادانہ گھڑیاں نصیب ہوئی تھیں اُنہوں نے اسے اِسقدر سرشار کر دیا تھا کہ وہ کوئی بات کرنے کی ضرورت بالکل محسوس ہی نہیں کر رہی تھی۔ اُس کے دل میں ایک خواہش انگڑائیاں لے رہی تھی کہ آج لانیٹر کو اُسے سب کچھ بتا دینا چاہیئے ___ راز داری کی جو دیوار اُن کے درمیان حائل ہے اُسے توڑ دینا چاہیئے۔

ایک گھنٹہ کے بعد جب وہ اُس کے سینے پر سر رکھ کر سوچ رہی تھی تو اُس کے دل میں چھُریاں چل رہی تھیں ___ ابھی تک اُس نے لانیٹر کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا تھا۔ اُس نے جو راز سینے میں چھُپا رکھا تھا وہ اُس کے دل پر بوجھ بن گیا تھا۔

"میں ایک اچھی لڑکی ہوں نا؟" دفعتاً اُس نے سوال کیا۔

"ہاں ___" لانیٹر نے اُس کے بالوں میں اپنی اُنگلیاں پھیرتے ہوئے کہا ___ مجھے توقع ہی نہیں تھی کہ زندگی میں مجھے ایسی لڑکی ملے گی۔"

"پیارے ___ مجھے معاف کر دو ___"

"کیوں؟"

"اِس لئے کہ میں نے ابھی تک تمہیں بتایا ہی نہیں کہ دراصل میں کیا ہوں؟"

لانیٹر کو معلوم تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

اچانک سورین اُس سے الگ ہو گئی اور اُس نے پیار بھرے لہجہ میں اپنا جملہ دُوہرایا ___

"پیارے میں نے تم سے کئی باتیں چھُپائی ہیں ___ ردبو کو ہماری محبت کا پتہ چل چکا ہے!"

"میں جانتا ہوں ___!"

"لیکن مجھے اُس سے نفرت ہے!"

"مگر کیوں — وہ ابھی تک ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہوا۔"

"پھر بھی مجھے اُس سے نفرت ہے — میں جب اُس کے پاس ہوتی ہوں تو ناقابلِ بیان اذیت محسوس کرتی ہوں — کاش میں اُس سے نجات حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے تمہاری ہو سکتی؟"

اِن جذبات نے لانیئر کو بیحد متاثر کیا اور اُس نے پیار سے سورین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔" سورین نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں — مجھے سب کچھ معلوم ہے!"

"نہیں — تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں — تمہیں صرف شک ہے مگر اصل واقعہ کا تمہیں قطعاً کوئی علم نہیں ہے!"

"میں جانتا ہوں — اُس نے تمہارے ورثہ یعنی مافراس کے اس کا مکان حاصل کرنیکے لئے گناہ کیا۔"

"تم بہت بھولے ہو — میں کہتی تھی تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں ہے!"

اِس کے بعد اُس نے بچپن سے لیکر ابتک کی اپنی زندگی اُسکے سامنے بے نقاب کر دی۔

"گذشتہ ماہِ فروری میں یہیں اِس کمرہ میں ایک عجیب و غریب حادثہ ہوا تھا۔ میں نے اور رُوبو نے اسی طرح کھانا کھایا تھا جس طرح آج ہم نے کھایا ہے — اچانک ایک انگوٹھی نے ہماری دُنیا ہی بدل دی۔ یہ انگوٹھی مجھے جج گرینڈ موران نے دی تھی۔ رُوبو کو شک گزرا اور اُس نے میرے ساتھ نہایت بُرا سلوک کیا۔ ———————————— اُس نے میرے مُنہ پر مکّہ مارا اور میں دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔ اُس کے بعد مجھے وہ بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا رہا — میں اُس دن کو ساری عمر نہ بھول سکونگی — وہ اصل راز جاننا چاہتا تھا —

اُس نے مجھ سے نہایت گندے سوالات کئے اور مجھے جواب دینا پڑا۔ میرا خیال ہے کہ اُسے مجھ سے محبت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میرے اعتراف گناہ نے اُسے آپے سے باہر کر دیا تھا۔ یہ میری غلطی تھی۔ مجھے بہت پہلے اُسے بتا دینا چاہیے تھا کہ گرینڈ موورن سے میرا کیا رشتہ تھا۔ رشک، رقابت اور انتقام نے رڈبلو کو درندہ بنا دیا تھا۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سورین نے پوچھا — "پیارے — اب جبکہ تمہیں سارا حال معلوم ہو چکا ہے — کیا تم بھی مجھ سے محبت کرنا ترک کر دو گے ؟"

لانیئر، ابھی تک بے حس و حرکت تھا — اُسے آج اِس بات پر خوشی ہو رہی تھی کہ رڈبلو اور سورین نے جج گرینڈ موورن کو روپے کے لئے نہیں بلکہ اُس کے عظیم گناہ کے لیے قتل کیا تھا۔ اُس کے دماغ کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔

"کیا بات کر رہی ہو — میں تم سے محبت کرنا کیسے چھوڑ سکتا ہوں — مجھے تمہارے ماضی سے کوئی تعلق نہیں — تم رڈبلو کی بیوی ہو — تم کسی اور کی بیوی بھی ہو سکتی تھیں — مجھے اِس بات کی بھی پرواہ نہیں ہے — میں تو صرف اِتنا جانتا ہوں کہ آج تم میری ہو . . . . !"

وہ دونوں ایک دوسرے کے اور قریب ہو گئے —

"اور میں نے بھی آج تک اگر کسی سے محبت کی ہے تو وہ تم ہو — تم سے پہلے میں نے کسی سے محبت نہیں کی تھی — تم نے مجھے زندگی کی اصل مسرت سے روشناس کیا ہے — !"

اِس کے بعد سورین نے اپنی کہانی کو جاری رکھتے ہوئے کہا — "جب رڈبلو کو پتہ چل گیا کہ میں جج گرینڈ موورن کی منظورِ نظر رہی ہوں تو اُس نے مجھے مجبور کیا کہ میں جج کو ایک خط لکھوں جس میں اُس سے درخواست کروں کہ وہ اُسی گاڑی سے سفر کرے جس میں ہم واپس ہارورے جا رہے تھے — آہ وہ سفر — ! جب بھی اُس رات کے سفر کو یاد کرتی ہوں تو میرے

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس دن رد بو کے سر پر انتقام کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔ ہم ایک الگ ڈبے میں تھے اور جج دوسرے ڈبہ میں تنہا تھا۔ اُس ڈبے تک پہنچنا آسان نہیں تھا۔ لیکن ردبو اُس دن بہت دلیر ہو گیا تھا۔ چلتی گاڑی میں وہ مجھے جج کے ڈبے میں لے گیا۔ ہم دونوں کو اپنے ڈبے میں پاکر جج حیرت زدہ رہ گیا۔ شاید اُسے پتہ چل گیا ہو کہ ہم کس نیت سے وہاں آئے ہیں۔ لیکن وہ بے بس تھا۔ گاڑی جب مافراس کراس کے پاس سرنگ میں داخل ہوئی تو ردبو نے جج پر حملہ کر دیا — وہ چاقو سے وار کیے جا رہا تھا اور مسلسل کہہ رہا تھا — "سوٗر کے بچے — سوٗر کے بچے!" — جج کا کام تمام کرنے اور اُسے ڈبہ سے نیچے پھینکنے سے پہلے ردبو نے جج کی جامہ تلاشی لی۔ گھڑی اور رُوپے پر قبضہ کیا۔ اُس کے بعد اُسے گاڑی سے نیچے پھینکدیا۔ چند منٹ کے بعد ہم چلتی گاڑی میں اپنے ڈبے میں واپس آگئے۔"

"جس وقت ردبو چاقو سے حملہ کر رہا تھا۔ کیا تم نے اُس کے بدن میں چاقو کے داخل ہونے کی آواز سُنی تھی؟ — یہ آواز کیسی ہوتی ہے؟" لانتیر نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہاں وہ آواز مجھے یاد ہے — جیسے کوئی تربوز میں چھُری گھونپے —"

"کیا تم نے اُس آواز پر کوئی مسرت محسوس کی؟"

"مسرت — نہیں نہیں — میں تو کانپ رہی تھی۔ ایک نامعلوم خوف میری رگوں میں سرایت کر رہا تھا — میرے دانت بج رہے تھے — مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں سرتاپا ایک زخم بن کر رِس رہی ہوں۔

کلاک نے تین بجائے تو لانتیر نے دیکھا سورین اُس کے بازو پر اپنا سر رکھ کر سو گئی تھی۔ اُسے نیند نہیں آرہی تھی۔ سورین نے جو قصہ سنایا تھا، وہ اُس کے ذہن میں گھوم رہا تھا۔ ایک ایک پل اُس کے لئے بھاری ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جلد صبح ہو جائے۔

خدا خدا کر کے صبح کا اُجالا کھڑکی سے جھانکنے لگا۔ اچانک لانیٹر کی نگاہ میز پر رکھے ہوئے چاقو پر پڑی ۔ اُس چاقو کا پھل صبح کی مدہم روشنی میں دمک رہا تھا۔ اُسے اب چاقو کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اُس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جیسے چاقو کو دیکھنا نہ چاہتا تھا۔ چاقو کو اپنے دماغ سے نکالنے کے لیئے اُس نے سورین کی طرف دیکھا جو آرام سے سو رہی تھی۔ وہ بہت سکون سے سانس لے رہی تھی ــــ اُس کے گھنے اور سیاہ بال تکیہ پر بکھرے ہوئے تھے ــــ اُس نے اُس کی طرف اس طرح دیکھا جیسے وہ اجنبی عورت ہو ــــ لیکن اُس اجنبی عورت سے وہ پیار کرتا تھا۔ یک بیک سورین کا فقرہ اُسے پھر یاد آنے لگا ــــ چاقو کا وار جیسے کوئی تربوز میں چھُری گھونپے ــــ وہ ایک جھُرجھری لیکر پلنگ سے اُٹھا۔ اُس کا پُرانا جنون لوٹ آیا تھا۔ اُس نے تیزی سے کپڑے پہنے اور چاقو اُٹھا لیا۔ وہ کسی عورت کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ سورین کو نہیں اس لیئے کہ اِس عورت نے اُسے محبت کی مسرتوں سے آشنا کیا تھا۔ وہ سڑک پر صبح کے دُھندلکے میں کسی عورت کو اس چاقو کا نشانہ بنانا چاہتا تھا۔

وہ کانپ رہا تھا جیسے اُسے بخار ہو ــــ سڑک پر جو پہلی عورت مجھے نظر آئے گی ــــ میں اُسے ہلاک کر دوں گا ــــ !" اُسے چکر آ رہا تھا۔ وہ میز کو تھام کر کھڑا ہو گیا۔ سورین کی آنکھ کھُل گئی۔ "پیارے تم تو صبح سویرے ہی تیار ہو گئے ــــ !"

اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور چاقو اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" سورین نے پوچھا۔

"مجھے ڈیوٹی پر جانا ہے ــــ تم سو جاؤ ــــ میں دو گھنٹے تک واپس آ جاؤں گا ــــ"

سورین نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ دروازہ کھول کر باہر بھاگا۔

صبح کے سات بجے تھے ــــ اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اُس کے آگے آگے

جارہی تھی۔ وہ لنڈن سٹریٹ کی طرف مڑ گئی۔ اُس نے اُس کا تعاقب کیا۔ وہ ہاردوے چوک کی طرف بڑھا۔ جیب میں اُس کا ہاتھ چاقو پر تھا۔ ایک گھر سے چودہ برس کی لڑکی باہر نکلی ۔۔ وہ سڑک پار کر کے اُس کی طرف بڑھا لیکن لڑکی نانبائی کی دوکان میں گھس گئی ۔۔۔ لانیئر فوراً پلٹا اور کسی دوسری عورت کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس کا دماغ نہیں بلکہ اُس کا چاقو اُس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اُسے چاقو کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا ۔۔ دفعتاً دو عورتیں اُس کے قریب سے گزر گئیں۔ وہ آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ اُس نے اُن کا پیچھا کیا۔ جس وقت اُن کے قریب پہنچا تو ایک مرد نے اُنہیں روک لیا۔ تینوں باتیں کرتے رہے اور ہنستے رہے ۔۔۔ وہ اُنھیں چھوڑ کر ایک اور عورت کا پیچھا کرنے لگا۔ یہ عورت چھوٹے چھوٹے قدم رکھتی ہوئی جارہی تھی۔ اُسے بہت جلدی نہیں تھی۔ اُس کا شکار اُس کے ہاتھ آگیا تھا۔ اُس عورت کو بھی شاید معلوم ہو گیا تھا کہ ایک نوجوان اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس لئے وہ محتاط ہو گئی۔ وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔ اِس بات نے لانیئر کے حوصلے پست کر دیئے۔ اس کے علاوہ اُس عورت کی آنکھوں میں غریبی کی جھلک تھی ۔۔۔ اُس کی نگاہیں بہت رحم انگیز تھیں۔ اُس نے اُس عورت کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اُسے ایک بیس برس کی نہایت حسین لڑکی نظر آگئی تھی۔ اُس کا جسم گداز تھا۔ اُس کی آنکھیں ایسی معلوم ہو رہی تھیں جیسے رقص کر رہی ہوں۔ اُسے اِس بات کا بھی احساس نہیں تھا کہ کوئی اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ شاید جلدی میں تھی۔ تیز تیز قدم اُٹھا رہی تھی۔ لانیئر اُس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ عین اُسوقت جب وہ جیب سے چاقو باہر نکال رہا تھا۔ انجن کی سیٹی سنائی دی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ اسٹیشن کے قریب پہنچ گیا تھا ۔۔ سیٹی کی آواز سُنتے ہی وہ لڑکی بھاگ کھڑی ہوئی ۔۔ وہ اُس گاڑی سے کہیں جانا چاہتی تھی ۔۔۔ لانیئر نے بھی اُس کا تعاقب کیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹکٹ گھر پہنچنے سے پہلے ایک گلی سے گزرنا پڑتا

ہے۔ وہ سوچ رہا تھا اُس گلی میں اُسے اپنی خواہش پوری کرنے کا موقع مِل سکتا ہے۔ گلی میں داخل ہوتے ہی ایک بڑھیا نے اُس نوجوان لڑکی کو روک لیا اور حیرت سے بولی —— "اوہ تم ہو —— کہاں بھاگی جا رہی ہو —— ؟"

"مجھے اِس گاڑی سے ذرا اگلے اسٹیشن تک جانا ہے —— کل میرے خاوند کا جنم دن ہے۔ میں تازہ پھولوں کا گلدستہ لاؤں گی —— اُسے پھول بہت پسند ہیں —— میں اُسے پھولوں کا گلدستہ پیش کر کے چونکا دینا چاہتی ہوں —— !"

"خدا تمہاری مسرت کو ہمیشہ قائم رکھے ——" بڑھیا نے دُعا دی اور وہیں کھڑی کھڑی اُس نوجوان لڑکی کو گلی کے پار جاتی ہوئی دیکھتی رہی۔

لانیئر نے یہ موقع بھی ہاتھ سے گنوا دیا۔

وہ واپس آیا اور اُس کمرے میں پہنچا جو اُس نے کرائے پر لے رکھا تھا اور جہاں پہلی بار وہ سورین کو لانے سے ہچکچا رہا تھا۔ لانیئر بہت تھک گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوا اور بستر پر گرتے ہی اُسے نیند آ گئی۔

نہ جانے وہ کب تک سویا رہا۔ بیدار ہوا تو اُس کے حواس دُرست ہو چکے تھے۔ اُسے خیال آیا کہ سورین اُس کا انتظار کر رہی ہو گی۔

وہ جب وکٹوری کے کمرے میں پہنچا تو سورین بالکل تیار بیٹھی تھی اور کھانا کھانے کے لئے کسی قریبی ہوٹل میں جانے کی تیاریاں کر رہی تھی —— اُس نے لانیئر کو دیکھ کر کہا —— "تم نے تو مجھے آج پریشان کر دیا —— تم کہاں رہے —— ؟"

"ذرا اپنے انجن کی حالت دیکھنے گیا تھا ——"

اور میں یہاں سوچ رہی تھی کہ تم شاید مجھ سے ناراض ہو گئے ہو —— نہ جانے کیسے کیسے

وسوسے میرے دل میں اُٹھتے رہے — یہ بھیانک خیال بھی مجھے ستاتا رہا کہ اب شاید تمہیں میری ضرورت نہیں رہی — تم اب کبھی میرے قریب نہ آؤ گے۔"

اُسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے — اُسنے لانیتر کی گردن میں لٹکتے ہوئے کہا — "مجھے تمہاری ضرورت ہے — سخت ضرورت ہے — اب میں تمہیں سب کچھ بتا چکی ہوں — کیا اب تم مجھے چھوڑ جاؤ گے؟"

"تمہیں تشویش کی کوئی ضرورت نہیں — میں بھی تم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں!" لانیتر کی آنکھوں میں بھی آنسو اُمڈ آئے۔ دراصل اُسے یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ وہ قتل کرنیکے جذبہ سے آزاد نہیں ہوا تھا۔ کسی کو قتل کرنے کا خیال اب بھی اُسکے دل میں پیدا ہوتا تھا اسلئے وہ رو رہا تھا۔

"تم بھی غمزدہ ہو — کہو کیا بات ہے — تم کیوں رُو رہے ہو؟"

وہ دونوں ایک دوسرے سے مجنونانہ انداز میں لپٹ گئے — زندگی سراسر دُکھ تھی — ناقابل فراموش دُکھ — دونوں رُو رہے تھے — دونوں زندگی کی اندھی قوتوں کے رحم وکرم پر تھے — مسلسل جدوجہد اور پھر موت!

لانیتر نے اُس سے الگ ہوتے ہوئے کہا — "آؤ — اب واپس چلنے کی تیاری کریں۔"

سورین نے خلاء میں دیکھتے ہوئے کہا — "کاش میں آزاد ہوتی — کاش روبو زندہ نہ ہوتا — تو پھر میں زندگی کے سارے دُکھ بھول جاتی —"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو — ہم اُسے قتل نہیں کر سکتے — گناہ کو دُہرائیں گے تو اور بھی غمزدہ ہو جائینگے —!" یہ کہہ کر اُسے اپنے الفاظ پر حیرانی ہوئی۔

سورین نے اُسکی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھا اور بولی — "زندگی میں میرے لئے صرف ایک ہی تسکین ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو —"

---

۱۱ ـــــــــــ

پیرس سے واپسی کے بعد سورین اور لانیئر حد سے زیادہ محتاط ہو گئے ـــ دراصل وہ دونوں بہت فکر مند تھے کیونکہ اُنھیں اِس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ روبو اُن کے تعلقات سے پوری طرح آگاہ ہے ـــ ہو سکتا ہے اب وہ اُن کی کڑی نگرانی کرے اور پھر دوبارہ بھیانک انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے ـــ اُس کی سنجیدگی اور سکوت سے اُن کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا کہ رُوبو اپنے دل میں کوئی گہرا راز چھپائے ہوئے ہے۔

اب رُوبو گھر سے اکثر باہر رہتا تھا لیکن کسی روز وہ اچانک واپس آ سکتا تھا۔ واپس آ کر اُنھیں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا ـــ اُن کا یہ خوف بے معنی تھا۔ روبو کی گھر سے عدم موجودگی کا باعث قمار بازی کا نشہ تھا۔ ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہی وہ قماربازوں کے جمگھٹ میں پہنچ جاتا تھا اور ساری رات غائب رہتا تھا۔ صبح کو گھر آتا۔ جلدی سے مُنہ ہاتھ

دھوتا اور ناشتہ کرتا۔ گھر سے نکلتا اور پھر چوبیس گھنٹوں کے لئے گھر کو بھول جاتا۔ دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا۔ اُس میں ایک صفت تھی — شب بیداریوں کے باوجود ڈیوٹی سے کبھی غیر حاضر نہ ہوتا تھا — کمپنی کو ابھی تک اُس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اُس سے کوئی شکایت تھی تو اُس کے ساتھی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر مولن کو تھی جسے کبھی کبھی اُس کا انتظار کر کے گھر جانا پڑتا تھا۔

رہ بو کے لئے دراصل اپنا گھر اُس کا اپنا گھر نہیں رہا تھا — ریستوران "کامرس" کا کمرہ جو قمار بازوں کا اڈہ تھا اُس کا گھر بن چکا تھا — گرینڈ موران کو قتل کرنے کے بعد رہ بو کو کہیں سکون میسر نہیں آیا تھا — جوا کھیلنے میں اُسے سکون ملتا تھا کیونکہ اُس وقت وہ ضمیر کے کچوکوں کو بھول جاتا تھا۔

رہ بو سمجھ رہا تھا کہ اُس کی ساری زندگی تباہ ہو چکی ہے — قمار بازی ہی ایک ایسی تسکین ہے جسے وہ ترک نہیں کر سکتا۔ اُس نے مسلسل شراب پینے کا تجربہ بھی کیا تھا مگر شراب اُسے غم کو بھلانے میں مدد نہیں دے سکتی تھی۔ جوئے نے اُسے مسرت کا جام بخش کیا تھا۔ اس لئے وہ دُنیا سے الگ تھلگ زندگی بسر کر رہا تھا۔ جب تک تاش کے پتّے اُس کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ اپنے آپ کو شہنشاہ سمجھتا تھا۔ وہ مسلسل ہار رہا تھا، پھر بھی مسرور تھا۔ جس رات کو اُس نے اپنے گھر کے فرش میں دفن گرینڈ موران کا روپیہ نکالا تھا اُسی دن اُسے سُپرنٹنڈنٹ پولیس کا چے کی رقم ادا کرنی تھی — اس واقعہ کے تین ہفتہ کے بعد رہ بو کے سر پر چار سو فرانک کا نیا قرض چڑھ گیا۔ اُس نے اپنے دوستوں سے کہہ رکھا تھا کہ اُس کی بیوی کے ورثہ نے اُس کی زندگی کو بہت آرام دہ بنا دیا ہے — اب اُسے روپوں کی فکر نہیں۔ کنجی بیوی اپنے پاس رکھتی ہے اس لئے کبھی کبھی اُس کے پاس روپے نہیں ہوتے لیکن وہ ایک ایک پائی چکا سکتا ہے۔

جس روز بھی کنجی میرے ہاتھ لگی میں ساری رقم ادا کر دونگا! — اِس بات پر اُس کے احباب مطمئن تھے۔ وہ اُس کی ہار کے روپے کے مطالبہ میں جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے۔

ایک روز اُس نے سورین کو پھر پیرس بھیجا۔ تاکہ وہ گھر کا کچھ سامان وہاں سے لائے۔ اُس کی عدم موجودگی میں اُس نے ایک ہزار فرانک کا نوٹ نکالا —— طلائی سکے ختم ہو چکے تھے جب تک طلائی سکے موجود تھے اُسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی لیکن کرنسی نوٹ کو بھنانے میں اُسے ڈر لگتا تھا۔ کہیں گرینڈ مورن کے رشتہ داروں نے مسروقہ نوٹوں کے نمبر مشتہر نہ کر دیئے ہوں —— اگر بینکوں کے پاس وہ نمبر ہوئے تو قانون اُسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔ بہر حال اُس نے حوصلہ سے کام لیا اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کاچے کا قرض ادا کرنے کے لئے وہ نوٹ اُسے پیش کر دیا۔

کاچے کو اپنی رقم وصول کرنی تھی اس لئے اُس نے اس بات پر قطعاً کوئی غور نہیں کیا کہ روبو کے پاس اتنا بڑا نوٹ کہاں سے آیا —— ؟ اُدھر روبو مطمئن تھا کہ نوٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہاتھ میں جا چکا ہے، اس لئے اُسے اس نوٹ کو بھنانے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی —— سپرنٹنڈنٹ پولیس پر بھلا کون شک کرے گا۔ روبو کے ہاتھ میں باقی چھ سو فرانک آئے تو وہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا جیسے اُسے چھ سو فرانک کا نفع ہوا ہو۔ وہ اپنی ہار کو بھول گیا اور پھر سرگرمی سے جُوا کھیلنے میں مصروف ہو گیا، بڑھ چڑھ کر بازی لگانے لگا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف چھ سو فرانک ہار گیا بلکہ ایک بڑی رقم کا پھر مقروض ہو گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک ایک ہزار فرانک کے نو اور نوٹ بھی اُس کے گھر میں پڑے ہیں لیکن اُن نوٹوں کو چھُونے کی اُس میں ہمت نہیں تھی۔ پھر بھی وہ نوٹ اُسکی ذہنی اُلجھن بن گئے تھے۔

ایک صبح کو سورین ذرا سویرے بیدار ہو گئی —— فرش کے اُس کونے پر اُس کی نگاہ پڑی

جہاں روبو نے گرینڈ موریں کا روپیہ دفن کر رکھا تھا۔ سورین کو ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے حال ہی میں اُس گڑھے کو پھر کھودا ہو۔ فوراً ایک خیال بجلی کی طرح اُس کے ذہن میں کوندگیا — اُس کے خاوند نے پھر وہاں سے روپیہ نکالا ہے —! اُسے رُوپلے کی کوئی حرص نہیں تھی۔ اُس نے بھی قسم کھائی تھی کہ وہ زندگی بھر اُس پیسے کو ہاتھ نہیں لگائے گی۔ لیکن اُس کا خاوند یہ روپیہ لُٹا رہا تھا۔ اُسے ایسا کرنے کا کیا حق تھا؟ کیا اِن روپوں میں اُس کا کوئی حصہ نہیں؟ — روبو اُس کی مرضی کے بغیر کیوں یہ روپیہ وہاں سے لے جا رہا ہے؟ سورین کو غصہ آگیا۔

شام کو جب روبو چائے پینے کے لئے آیا تو غیر ارادی طور پر اُس کی نظر اُس گڑھے کی طرف اُٹھ گئی۔ اب تو سورین سے رہا نہ گیا۔ وہ بولی — "تم نے وہاں سے پھر رُوپلے نکالے ہیں نا؟"

روبو حیرت زدہ رہ گیا۔ "نہیں تو —!" اُس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ نہ بولو۔ صاف صاف بتا دو۔ مَیں نہیں چاہتی کہ تم اُس روپلے کو ہاتھ لگاؤ۔"

"روپیہ صرف تمہارا ہی نہیں ہے!"

روبو اپنی بیوی سے اب جھگڑا نہیں کیا کرتا تھا۔ اُس وقت وہ بہت برافروختہ تھی۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا —" سورین بولی۔

"تمہارا اُس سے واسطہ ہی کیا ہے —" روبو نے بگڑتے ہوئے کہا۔

"خوب جیسے میرا اُس سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ تم میرے ہوتے ہوئے اُس رُوپلے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے —!"

"کیوں نہیں لگا سکتا —؟"

"اوہ رُوبو — میں تمہیں ایماندار آدمی سمجھتی تھی۔ تم نے آجتک کسی کے رُوپلے کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ یہ تمہیں کیا ہوتا جا رہا ہے۔ تم پستی کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہو!"

ایک لمحہ کے لئے رد بو کو واقعی یہ یقین ہوا کہ وہ رذیل اور کمینہ ہو گیا ہے۔ اُسے آجتک یہ خیال ہی نہیں آیا تھا کہ قتل نے اُس کی تمام صفات کو کچل دیا ہے ــــ مگر جلد ہی وہ اپنے اس تاسف پر پشیمان ہوا اور اُس نے جھنجلا کر کہا۔" جب میں اپنے گھر میں اُکتا چکا ہوں۔ جب اپنے گھر میں مجھے مسرت نصیب نہیں ہوتی تو میں گھر کے باہر جا کر مسرت کی تلاش کیوں نہ کروں۔ تم مجھے رُوکنے والی کون ہوتی ہو ــ جبکہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں رہی ۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو ــــ میں واقعی تم سے محبت نہیں کر سکتی !۔"

حیرت سے اُس کا مُنہ کھُلا کا کھُلا رہ گیا۔ اِس کے بعد اُس نے دانت کٹکٹاتے ہوئے زور سے میز پر مکہ مارا تو پھر مجھے تنہا چھوڑ دو ــ! میں جب تمہاری مسرت کے راستہ میں حائل نہیں ہوتا تو تم ایسا کیوں کرتی ہو ــــ ایک خاوند کو ان حالات میں جو کچھ کرنا چاہئے ــــ میں اُس پر بالکل عمل نہیں کر رہا ہوں ــ"

سورین سمجھ گئی کہ رُوبو کس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اُس نے اُسے کھُل کر وہ بات کہنے کا موقع نہ دیا۔

"کچھ بھی ہو ــــ میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ تم اُس روپے کو ہاتھ لگاؤ ــ !"

روبو نے اپنی چائے ختم کر لی اور بولا ــ "اچھا اگر یہی بات ہے تو آؤ اُسے نصف نصف بانٹ لیں۔"

یہ کہہ کر وہ گڑھے کی طرف بڑھا سورین تیورا کر اُٹھی اور اُس کا راستہ رُوک کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں تم جانتے ہو ــ کہ اُس رُوپے کو ہاتھ لگانے کی بجائے میں مرنا بہتر سمجھتی ہوں ــ ــ جب تک میں یہاں ہوں تمہیں یہ گڑھا نہیں کھُودنے دوں گی ــ ــ !" روبو پیچھے ہٹ گیا اور بڑبڑاتا ہوا گھر سے باہر چلا گیا۔

اُس شام کو سورین جب انجن شیڈ کے پیچھے لانتیر سے ملکر گھر لوٹی تو وہ سخت پریشان تھی۔

اُسے افسوس ہو رہا تھا کہ اُس نے روبو سے جھگڑا کیوں کیا۔ روپیہ بانٹ لینے کی پیش کش اُس نے کیوں ٹھکرا دی۔ اُس نے جب گرینڈ موران کا چھوڑا ہوا ورثہ قبول کر لیا تھا تو اُس کا روپیہ لینے میں کیا حرج تھا اگر سارا روپیہ رُوبو ہڑپ کر گیا تو فتح اُس کی ہوگی۔ کیوں نہ وہ نصف رُوپیہ لے لے، اور کہیں دفنا دے۔ روبو تو اپنا رُوپیہ جوئے میں اُڑا دے گا۔ پھر مزید رُوپے کے لئے اُس کا محکوم بن جائے گا۔ اچانک اُس نے اِس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا اور بولی ـ "نہیں ـ نہیں میں ـ یہ خون آلودہ رُوپیہ نہیں لونگی!" سورین نے لاکھ سونا چاہا لیکن اُسے نیند نہ آئی۔

اُس نے موم بتی روشن کی اور ڈبل روٹی کاٹنے والی چھُری لیکر اُس گڑھے کی طرف بڑھی۔ جہاں گرینڈ موران کا رُوپیہ دفن تھا۔ گڑھا کھُودنے پر اُسے معلوم ہوا کہ وہ بالکل خالی تھا۔ روبو اس سے پہلے ہی اُس پر ہاتھ صاف کر گیا تھا۔ وہ قیاس کے گھوڑے دوڑانے لگی ـ شاید روبو کو بھی بعد میں اُس کی طرح خیال آیا ہو کہ اُس نے اپنی بیوی کو نصف روپیہ کی پیشکش کیوں کی؟ وہ جب گھر سے نکلی ہوگی تو روبو نے اُس موقع کو غنیمت جانا ہوگا۔ غصّے سے اُس کے سارے جسم میں ایک اینٹھن سی پیدا ہوگئی۔ گڑھے میں صرف زنج کی گھڑی پڑی تھی۔ یہ گھڑی سونے کی تھی۔ اُس نے اُس گھڑی کا کیس کھول کر دیکھا اُس کے اندر زنج کا نام کھُدا ہوا تھا۔ اُس گھڑی کو اپنے پاس رکھنا بہت خطرناک تھا۔ وہ کفِ افسوس ملتی ہوئی وہاں سے اُٹھی اور آ کر دھم سے پلنگ پر گر پڑی۔ رات بھر بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔

اگلے روز روبو گھر میں نہ آیا۔ رات کو جب لالاینیر، سورین کے پاس پہنچا تو اُس نے اپنے تکیہ کے نیچے سے گھڑی نکالی اور سارا قصّہ سُناتے ہوئے کہا ـ "یہ گھڑی تم رکھ لو لالاینیر! اس کی تلاش میں کوئی تمہارے پاس نہیں آئے گا ـ یہ گھڑی اگر یہاں رہی تو اسے بھی وہ بیچ ڈالے گا۔ مجھے زنج کے رُوپے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن روبو کی نگاہ اُس روپیہ پر دیر سے لگی تھی میں کچھ رُوپیہ اُسکی

دستبرد سے بچانا چاہتی تھی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ چور کہیں کا! ۔۔۔ مجھے اُس سے نفرت ہے ۔۔۔ سخت نفرت ہے ۔۔۔!"

ایک گھنٹہ کے بعد سورین لانیئر کے گھٹنے پر بیٹھی ہوئی تھی اور اُس کا ایک بازو اُس کی گردن میں حمائل تھا۔ اچانک دروازے میں کسی نے کنجی گھمائی اور دوسرے لمحہ رو بو کمرے میں داخل ہوا۔ سورین تڑپ کر لانیئر کے گھٹنے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اب اُس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ رو بو نے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ لانیئر بیٹھا رہا ۔اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اِس صورتِ حال کو کیسے سنبھالے ۔۔۔ اچانک سورین اُس کے آڑے آئی اور وہ رو بو کی طرف اپنا ہاتھ زور زور سے ہلاتے ہوئے بولی ۔۔۔ "تم چور ہو ۔۔۔! ڈاکو ہو ۔۔۔!!"

رو بو سورین کی اِس اداکاری پر بھونچکا رہ گیا ۔۔۔ آخر کار وہ خواب گاہ کی طرف بڑھا جہاں ایک کتاب بھول گیا تھا۔ سورین نے اُس کا پیچھا کیا اور بلند آواز میں کہا ۔۔۔ "بزدل ۔۔۔ کیا اب بھی تم اِنکار کر سکتے ہو کہ تم چور نہیں ہو ۔۔۔؟ سارا روپیہ لے اُڑے ہو!!"

رو بو نے اُسے اپنے بازو سے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا ۔۔۔ "جاؤ ۔۔۔ مجھے چھوڑ دو" اور وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔ اُس نے دروازہ بند کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔

چند لمحوں تک کمرے میں موت کی سی خاموشی طاری رہی۔

سورین نے ایکبار پھر اُس سکوت کو توڑتے ہوئے کہا ۔۔۔ کیا اب تمہیں یقین آیا کہ نہیں وہ چور ہے ۔۔۔!"

"میں تو سمجھتا ہوں بچارا بالکل ختم ہو چکا ہے ۔۔۔" لانیئر نے جواب دیا۔ سورین نے اُس سے مکمل اِتفاق کیا۔

دونوں کو اِس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ جس بنا پر رو بو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔

وہی بِنا پھر اُس کے سامنے تھی۔ لیکن اب اُس کے خون میں کوئی جوش نہیں آیا! ۔۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ پستی کے گڑھے میں دُور تک اُتر گیا تھا۔

اِس واقعہ کے بعد سورین اور لانتیرؔ کو چوری چھپے ملنے سے نجات مِل گئی۔ اُنہوں نے اِس بات کا پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ اب اُنھیں رُوبو کی ذرا بھی پرواہ نہیں تھی ۔۔۔۔۔ سارا خوف مِٹ چکا تھا۔

دونوں نے جی بھر کر پیار کی پیاس بجھائی ۔۔ لانتیرؔ سورین کی محبت سے اِسقدر سیراب ہوا کہ وہ اِس محبت سے اُکتا گیا ۔۔ اُس کا جی بھر گیا ۔۔ اب وہ اپنا زیادہ تر وقت اپنے انجن لیزاں کی دیکھ بھال پر صرف کرتا ۔۔ اُس کی ایک ایک چیز پالش کرتا اور پھر بھی اُسے اطمینان نہ ہوتا جس روز برف میں اُس کا انجن لیزاں اٹک گیا تھا اُس روز اُسے نقصان بھی پہونچا تھا۔ اُس کے پسٹن تبدیل کر دیئے گئے تھے اور لانتیرؔ کو یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے لیزاں پہلے جیسا لیزاں نہ رہا ہو۔ رفتہ رفتہ اُسے اپنے انجن سے بھی محبت نہ رہی۔ بعض اوقات وہ اپنے اُس انجن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی بات سوچتا۔ لانتیرؔ پر ایک عجیب و غریب کیفیت طاری تھی ۔۔ اُس کا پُرانا جنون عود کر آیا تھا ۔۔ کسی کو قتل کر دینے کی خواہش کا جذبہ اُسکے دل میں پھر سے پروان چڑھ رہا تھا ۔۔ اگر کوئی عورت اُس کے سامنے سے گزرتی تو وہ مُٹھیاں بھینچ لیتا۔

سورین اپنے سینے میں ایک عورت کا نازک اور حسّاس دِل رکھتی تھی ۔۔ اُسے فوراً پتہ چل گیا کہ لانتیرؔ اُس سے گریز کر رہا ہے اور اُس سے کترانے کی کوشش میں ہے۔ انجن ڈرائیور میں جو تبدیلی آ رہی تھی اُس سے وہ بے خبر نہیں تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ لانتیرؔ کے سامنے اُس نے اپنے گناہ کا جو اعتراف کیا تھا وہی اُس کی سرد مہری کا باعث بن گیا ۔۔ اُسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ بعض اوقات جذبات کی رَو میں بہہ کر غلط بات کیوں کر جاتی ہے۔ انجن ڈرائیور پیچھے ہٹ

رہا تھا لیکن وہ اُس کے اور بھی قریب آتی جا رہی تھی۔ آخر وہ کیا کرتی۔ وہی تو اُس کا ایک سہارا تھا۔ جیسے ڈوبتے کے لئے تنکا۔۔۔ اگر اب وہ زندہ تھی تو صرف لانیئر کے لیئے۔ وہی نہ ہوگا تو پھر جینا عبث ہے۔۔۔

اِس کی سرد مہری اور بے توجہی کے باوجود وہ کبھی کبھار ملتے رہے۔

سردیاں قریب آ رہی تھیں۔ سورین نے لانیئر کے دل میں محبت کا دیا پھر روشن کرنے کے لئے ایک اور کوشش کی۔ ہفتہ میں ایک بار پیرس جانے لگی۔ یہ تدبیر کامیاب رہی۔ محبت کا جو جذبہ مدت ہوئی مرجھا چکا تھا پھر تازہ اور شگفتہ ہو گیا۔

ایک روز لانیئر، سورین کے پاس آیا تو بہت پُر جوش نظر آ رہا تھا۔ سورین نے اُس کی گرمجوشی کی وجہ پوچھی تو وہ بولا۔ "ابھی ابھی اپنے ایک پُرانے دوست سے ملاقات ہوئی ہے جو امریکہ جا رہا ہے۔ وہاں وہ بٹن سازی کی ایک فیکٹری قائم کرنا چاہتا ہے اور مجھے اپنا شریکِ کار بنانے کے لئے تیار ہے لیکن اِس کے لئے کم سے کم بیس ہزار فرانک کی ضرورت ہے۔!"

"امریکہ۔۔۔ آہ! ہماری نجات کا راستہ۔۔۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلونگی۔۔۔ اتنی رقم مہیا کی جا سکتی ہے۔۔۔ مافر اس کر اس کا مکان بیچ کر کم سے کم پچاس ہزار فرانک مل سکتے ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔۔"

"لیکن کیا۔۔۔؟" لانیئر نے اپنا خواب پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔

"ہمارے راستہ میں ایک رُکاوٹ ہے اُسے دُور کرنا ہوگا۔"

"میں سمجھ گیا۔۔۔ تم چاہتی ہو کہ میں روبو کو ہلاک کر دوں!"

"ہاں۔۔۔ جو شخص ایک دوسرے کو قتل کر سکتا ہے اُسے خود کیوں نہیں قتل کیا جا سکتا۔"

"میں۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

"تو پھر ہم امریکہ بھی نہیں جا سکتے —— تم اگر اِس وقت پیچھے ہٹ جاؤ گے تو آئندہ یہ سنہری موقع ہمیں کبھی نصیب نہ ہوگا —— سوچ لو —— آزادی کی شاہراہ ہمارے سامنے کھُل رہی ہے —— تھوڑی سی ہمّت کی ضرورت ہے ——"

لانیٹر سوچ میں پڑ گیا —— اُسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگا۔ آج تک اُس نے کسی نہ کسی کو قتل کرنے کی ہمیشہ خواہش کی تھی —— وہ بلاوجہ قتل کرنا چاہتا تھا۔ کسی کو بِلاوجہ قتل کرنا نہایت سنگدلانہ گناہ تھا اور اب تو اُسے قتل کی معقول وجہ میسّر آ رہی تھی۔ وہ رولو کو قتل کرے گا تو اپنی آزادی اور مسرت کے لئے قتل کرے گا۔ اِس لئے اُسے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ بزدلی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

"رولو کو قتل کرنا بالکل دُشوار نہیں!" سورین نے لانیٹر کو سوچ میں ڈوبے ہوئے دیکھ کر کہا —— "ہر شکروار کی رات کو اُس کی اِسٹیشن پر ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اُس رات کو وہ کوئلہ چُرانے والوں کی تلاش میں بھی نِکلتا ہے۔ اِنجن شیڈ کے پیچھے اُس پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ لوگ یہی سمجھیں گے کہ چوروں نے اُسے ہلاک کر دیا ہے!"

"کیا تم واقعی یہ چاہتی ہو کہ میں رولو کو قتل کر دوں؟"

"ہاں —— سورین نے اِصرار کیا —— ذرا سوچو تو سہی —— امریکہ میں کتنا لُطف رہے گا —— وہاں ہم تم دونوں ہوں گے —— ہماری مسرّت پر اذیت اور دُکھ کا کوئی سایہ نہ ہوگا —— ہم وہاں میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کریں گے!"

"میں تیار ہوں —— لانیٹر نے میز پر سے چاقو اُٹھاتے ہوئے کہا ——"

"یہ چاقو مجھے دیدو —— کل شکروار ہے —— میں کل ہی اپنے راستہ سے کانٹا

ہٹا دوں گا۔"

سورین اُس کے قریب آ کر اُس کے گلے سے لپٹ گئی۔

"ایک چاقو چھوڑ کر دو لے جاؤ مگر اپنے پاؤں کے بندھن کاٹ ڈالو!۔

"گھبراؤ نہیں —— میں ارادہ باندھ چکا ہوں۔"

"اچھا تو کل شام کو انجن کے شیڈ کے پیچھے ملاقات ہوگی!۔

"ہاں —— تمہاری موجودگی سے مجھے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں تقویت ملے گی۔"

دوسرے دن شام ہی سے لانیٹر نے بیکلی اور بیقراری کا اظہار شروع کر دیا۔ اُس کے اسسٹنٹ بیکوتی نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو بولا —— "آج تم پریشان کیوں ہو؟ میں کیا کوئی تمہاری مدد کر سکتا ہوں —— ؟"

"میں پریشان نہیں ہوں ——" لانیٹر نے بوکھلا کر کہا —— یہ تمہارا وہم ہے!" اور وہ اپنی پریشانی کو چھپانے کے لئے شیڈ سے باہر نکل گیا۔

شام کو دھندلکا پھیل چکا تھا۔ لانیٹر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا سورین کا انتظار کر رہا تھا۔ بار بار اُس کی اُنگلیاں چاقو کو دبوچ لیتی تھیں —— وہ دن بھر کئی منصوبے باندھتا رہا تھا کہ روبو پر کیسے حملہ کریگا۔ اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ روبو کے پاس پستول بھی ہوتا ہے۔ اگر اُس کا نشانہ چوک گیا تو اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اُسے گولی کا نشانہ بنا دیگا۔ اُس کے ذہن میں ایک بہت اچھی اسکیم آئی تھی —— اُس نے سوچا تھا کہ وہ ایک انجن میں چھپ کر بیٹھ جائے گا۔ جب روبو واپس جا رہا ہوگا تو وہ پیچھے سے حملہ کر دے گا اور ایک ہی وار میں اُسے موت کی نیند سلا دے گا۔ اُسے کراہنے تک کا موقع نہ دیگا۔

یک بیک کسی نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ چونک پڑا لیکن زلفوں کی خوشبو سے اُسے معلوم ہو گیا کہ آنے والا کون تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے اُمید تھی کہ تم میرا ضرور انتظار کر رہے ہو گے ——" سورین نے کہا —— مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ تم بھی میری طرح دُکھ سے نجات حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہو۔ پیارے! میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گی —— اگر ضرورت پڑی تو تمہارے لئے اپنی جان بھی نچھاور کر دوں گی!"

"یہ نوبت ہی نہ آئے گی ——" لانیشر نے یقین کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

دونوں اُس وقت کا انتظار کرنے لگے جب رو بو گشت پر نکلے گا۔ وہ ایک درخت کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ ساڑھے نو بجے کے قریب اُنہیں کوئلے کے گودام کے قریب کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ سورین نے روبو کے ہیولے کو پہچانتے ہوئے دبی زبان میں کہا —— "وہی تو ہے —— پیارے ذرا ہوشیاری سے ——!"

لانیشر نے اُٹھتے ہوئے سورین کا ہاتھ دبایا اور سرگوشی کی —— گھبراؤ نہیں۔ مجھے یقین ہے ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی!"

لانیشر نے دبے پاؤں ایک اِنجن کا رُخ کیا جو کوئلے کے گودام کے قریب تھا۔ اُسے معلوم تھا روبو گودام سے نکل کر اُسی انجن کے قریب سے گزرے گا۔ انجن میں داخل ہوتے ہی اُس نے جیب سے چاقو نکال لیا اور روبو کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ ایک منٹ گزر گیا۔ دو منٹ بیت گئے۔ اور پھر پُورے دس منٹ گزر گئے۔ روبو اُدھر نہ آیا۔

اتنے میں اُسے قدموں کی ہلکی آہٹ سُنائی دی۔ وہ چاقو تان کر کھڑا ہو گیا تاکہ ایک چیتے کی طرح آنے والے پر جھپٹ پڑے۔ اُس کی حیرت کی حد نہ رہی جب اُس نے روبو کی بجائے

سورین کو اِدھر آتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ تم ـــــ!"

"ہاں ـــــ وہ تو کوئلے کے گودام کے عقبی دروازہ سے نکل کر کبھی کا اِسٹیشن کی طرف جاچکا تھا ـ!" سورین نے اُسے اطلاع دی ـــــ "تمہارا اندازہ غلط ثابت ہوا ـــــ آج ایک بہت اچھا موقع ہم نے کھو دیا۔"

"ہاں ـــــ تقدیر نے ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ ویسے وہ ہمیشہ کوئلہ گودام سے اِسی راستہ پر واپس جایا کرتا تھا ـــــ قدرت کو ابھی اُس کا زندہ رہنا منظور ہے!"

"ہاں ـــــ اگلے شکروار تک وہ زندہ رہے گا!"

"اور تب تک میرا دوست امریکہ چلا جائے گا!"

دونوں خاموش ہو گئے۔

---

۱۲ ——————

مافراس کراس میں چچی فیزی پر جمعرات کو آخری دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا — اُس وقت مسیارڈ گھر میں اکیلا تھا اور فلورا پھاٹک پر ڈیوٹی دے رہی تھی۔ موت کے وقت بھی فیزی کی آنکھیں کھلی تھیں جیسے وہ اب بھی دیکھ رہی تھی کہ کوئی اُس کا مدفون خزانہ چُرانے کی کوشش تو نہیں کر رہا ہے —؟ مسیارڈ نے اُس کی آنکھیں بند کرنے کی بے سُود کوشِش کی۔

فلورا گاڑی گزرنے کے بعد واپس آئی تو چچی کو دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ وہ اب اِس دنیا میں نہیں ہے — فلورا چچی کے قدموں سے لپٹ کر خوب روئی اور جب اُس کا جی کچھ ہلکا ہوا تو مسیارڈ نے اُسے ڈان ولے بھیج دیا تاکہ رشتہ دار طل کو چچی کی موت سے آگاہ کیا جائے اور کفن دفن کا اِنتظام کیا جائے۔ مسیارڈ کو معلوم تھا کہ فلورا دو گھنٹے سے

پہلے واپس نہیں آسکے گی ـــــ اتنے عرصے میں وہ فیزی کے مدفون خزانے کو ڈھونڈنے کی ایک اور کوشش کر سکتا تھا۔ اُس نے بہت زور مارا مگر ایک کوڑی بھی اُس کے ہاتھ نہ لگی۔ اُس کا خیال تھا کہ فیزی جس کرسی پر بیٹھی رہتی تھی اُس کے نیچے ہی اُس نے خزانہ دبا رکھا تھا۔ کیونکہ وہ چلنے پھرنے کے قابل تو تھی نہیں۔ اپنا خزانہ چھپانے کے لئے باہر تو جا نہیں سکتی تھی۔ اُس کی دولت کہیں ہو سکتی تھی تو اُس کی کرسی کے نیچے ہو سکتی تھی۔ اُس نے فیزی کی کرسی کے نیچے کی ساری زمین کھود ڈالی لیکن گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ اُسے فیزی کے جملے یاد آئے ـــــ "تم اُسے ہرگز نہیں ڈھونڈ سکو گے ـــــ میری موت کے بعد بھی نہیں۔" ان جملوں کے یاد آتے ہی اُس نے فیزی کو ایک موٹی گالی دی اور اپنی کوششیں ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔ اُسنے جو گڑھا کھودا تھا اُسے پُر کر دیا اور دل شکستہ ہو کر میز کے گرد جا بیٹھا اور بے تحاشا شراب پینے لگا۔

فلورا جب واپس آئی تو اُس نے دیکھا میارڈ بد مست تھا اور اُس کا رنگ انتہائی زرد پڑ چکا تھا ـــــ وہ سمجھ گئی کہ میارڈ کو کیا تکلیف ہے ـــــ "تم ایک ایسا پہاڑ کھود رہے ہو جس سے چوہا بھی نہ نکلے گا ـــــ" اور پھر اُس نے اُسے مطلع کیا ـــــ "تابوت کل گیارہ بجے تیار ہو جائے گا۔ جنازہ بارہ بجے سے پہلے نہیں اُٹھ سکے گا۔"

میارڈ نے فلورا کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھا اور بولا ـــــ "وہ اپنی دولت کہیں تمہیں تو نہیں دے گئی ہے؟"

"مجھے ـــــ ہرگز نہیں ـــــ وہ دھرتی کو دے گئی ہے ـــــ دھرتی سے پوچھو۔" اور فلورا نے اپنے ہاتھ سے دنیا بھر کی زمین کی طرف اشارہ کر دیا۔

فلورا کو کمرے کے ماحول میں گھٹن محسوس ہوئی ـــــ باہر چاندنی کھلی ہوئی تھی اور

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ــــ اُسے خیال آرہا تھا کہ ماں کے مرنے پر اُسے اِس قدر دُکھ کیوں نہیں ہو رہا تھا کیا تمام جذبے اُس کے دل میں مر چکے تھے۔

دفعتاً اُسے خیال آیا کہ آج جمعرات کا دن تھا ــــ آج شام کو سورین اور لانیٹر پیرس جائیں گے اور گاڑی میں اِدھر ہی سے گزریں گے ــــ وہ کئی ہفتوں سے دیکھ رہی تھی کہ ہر جمعرات کو سورین ایکسپریس کے فرسٹ کلاس ڈبہ میں موجود ہوتی تھی۔ اُس وقت اُس کا تصور کئی رنگوں کی تصویریں بنانے لگتا ــــ سورین اور لانیٹر پیرس میں اکیلے ہیں سورین اور لانیٹر کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہیں ــــ ہوٹل میں ساتھ کھانا کھا رہے ہیں ــــ باغ میں ٹہل رہے ہیں ــــ تھیٹر دیکھ رہے ہیں ــــ رقابت کی آگ اُسکے سینہ میں روشن ہو جاتی اور اُس آگ نے کئی مہینوں سے سُلگتے ہوئے اُس کے دل کے ہر ایک جذبہ کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔

وہ انتقام چاہتی تھی ــــ کاش اُسے کبھی سورین تنہا مل جاتی تو وہ بھی مردوں کی طرح اپنے محبوب کے لئے اُس سے جنگ آزما ہوتی ــــ اُس نے جس روز اُسے بازوؤں میں اُٹھایا تھا اُسی روز اُسے کچل دینا چاہئے تھا۔ اُس روز اُس سے چوک ہو گئی تھی لیکن اب وہ ایسی کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اب اُس کے لئے دُنیا میں رہا ہی کیا تھا۔ ایک محبوب تھا اُسے سورین نے چھین لیا ایک ماں تھی اُسے موت کا ظالم ہاتھ اپنے ساتھ لے گیا۔ دنیا میں تن تنہا جینا بھی کوئی جینا ہے۔ وہ اپنی زندگی ہی کو ختم نہیں کرے گی بلکہ اُنھیں بھی ختم کر دے گی جنہوں نے اُس کی زندگی کو اس قدر ویران بنا دیا ہے ــــ کیا وہ خوبصورت نہیں تھی؟ نہیں سورین سے یقیناً صحت مند اور خوبصورت تھی ــــ ہاں ــــ میں انتقام لوں گی ــــ اور

آج ہی ——! مجھے پرواہ نہیں اگر دو آدمیوں کو ہلاک کرنے کی خاطر مجھے دو سو آدمی ہلاک کرنے پڑیں —— میری طرف سے ساری دنیا مٹ جائے —— مجھے کیا غم ——! اچانک ریل کی پٹری اُس کی آنکھوں میں ناچنے لگی —— ہاورے ایکسپریس ٹھیک پونے چھ بجے مافراس کراس سے گزرتی تھی۔ وہ ساڑھے پانچ بجے سُرنگ میں موجود ہوگی اور گاڑی گزرنے سے پندرہ منٹ پہلے فِش پلیٹ اُکھاڑ دے گی۔

شام کے پانچ بج گئے۔ فلورا چپکے سے باہر نکلی اور سُرنگ کی طرف بڑھی۔ سُرنگ کے قریب پہونچکر اُسے خیال آیا۔ وہ فِش پلیٹ اُکھاڑے گی کیسے —— اُس کے پاس ایسا کوئی اوزار تو موجود ہی نہیں —— پندرہ منٹ اسی اُدھیڑ بُن میں گزر گئے۔ عین اُسی گھڑی اُس نے کبوچے کو ایک ٹھیلہ لاتے ہوئے دیکھا۔ اِن دنوں وہ پتھر ڈھونے کا کام کر رہا تھا۔ ٹھیلے میں بڑے بڑے پتھر تھے۔ فوراً اُس کے ذہن میں ایک خیال آیا —— وہ دوڑتی ہوئی کبوچے کے پاس گئی اور بولی —— "کبوچے تم کہاں تھے —— آج میری ماں دوسری دُنیا کو سُدھار گئی!"

"اوہ —— کیا چچی فیزی وفات پا گئیں ——" کبوچے نے ٹھیلہ روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— جاؤ میارڈ کو سمجھاؤ۔ شراب پی پی کر اندھا ہو رہا ہے۔ جاؤ —— جب تک میں تمہارے ٹھیلے کی دیکھ بھال کروں گی۔"

کبوچے نے ٹھیلے سے نیچے اُترتے اور گھوڑوں کی لگامیں فلورا کو تھماتے ہوئے کہا —— "خیال رکھنا۔ دونوں گھوڑے بہت مُنہ زور ہیں —— گاڑی اِدھر سے گزری تو بِدک جائیں گے۔"

"تم گھبراؤ نہیں —— میرے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ یہ اپنی جگہ سے ہل

نہیں سکتے!"

کبوچے مسکرایا۔ اُسے فلورا کی قوت پر پورا بھروسہ تھا۔

اب ہاروے ایکسپریس کے گزرنے میں پورے دس منٹ باقی تھے ۔۔۔ فلورا خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ گاڑی آج لیٹ نہ ہو۔

پانچ منٹ کے بعد اُسے دُور سے انجن کی روشنی دکھائی دی اور اُس کی باچھیں کھِل اُٹھیں جوں جوں گاڑی نزدیک آتی جارہی تھی فلورا کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی تھی ۔۔۔ گاڑی جب دو گز کے فاصلے پر رہ گئی تو گھوڑوں کے پٹھے پھڑپھڑانے لگے اور وہ زمین پر اپنے پاؤں ٹپکنے لگے گاڑی اب صرف بیس گز کے فاصلے پر تھی۔ پہیوں کی تیز کھڑکھڑاہٹ سن کر گھوڑے اُچھلنے لگے۔ ییکوئی نے انجن سے سر باہر نکال کر ایک لڑکی کو گھوڑوں سے جدوجہد کرتے ہوئے دیکھا تو اُسے خطرہ کا احساس ہوا۔ اُس نے بلند آواز میں لانیئر کو محتاط رہنے کی ہدایت کی لیکن انجن ٹھیلے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ فلورا نے بظاہر زور لگاتے ہوئے گھوڑوں کا رُخ ریل کی پٹری کی طرف موڑتے ہوئے ہاتھ سے لگام چھوڑ دی۔ دوسرے لمحے پتھروں سے بھرا ہوا ٹھیلا گھوڑوں سمیت پٹری پر تھا اور انجن گھوڑوں کے ٹکڑے اُڑاتا ہوا پٹری سے اُتر کر گر پڑا اور ساتھ ہی دو تین ڈبوں کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ اُس کے بعد مردوں اور عورتوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ بھگدڑ اور افراتفری۔ چاروں طرف سے "مدد ۔۔۔ مدد!" کی آوازیں آرہی تھیں۔

"میں مر رہا ہوں۔ خدا کے لئے میری مدد کرو۔"

انجن لیزاں پیٹھ کے بل گر پڑا تھا۔ اُس کے پُرزے اُڑ گئے تھے ۔۔۔ بھاپ کی شائیں شائیں بہت کمزور پڑ چکی تھیں۔

چیخ پکار میں یہ آوازیں بہت نمایاں تھیں: "خدا کے لئے میرا گلا گھونٹ دو ۔۔۔ میں

تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔" دھوئیں اور بے پناہ شور و غل میں اُن ڈبوں سے لوگ تیزی سے نکل رہے تھے جو پٹری پر کھڑے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ اپنا اپنا سامان اُٹھا کر خوف کے مارے جدھر مُنہ اُٹھتا تھا بھاگ رہے تھے۔ سورین بھی ہجوم میں راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ اُس کے بال اُلجھے ہوئے تھے ــــ اُس کا گاؤن پھٹ گیا تھا۔ وہ اِنجن کی طرف بھاگ رہی تھی۔

سورین نہایت دلدوز انداز میں پُکار رہی تھی ــ "لانیٹر ــ لانیٹر!"

بیکوئی کے ساتھ اس حادثہ میں ایک معجزہ ہوا تھا۔ اُس کے بدن پر ایک خراش تک نہیں آئی تھی۔ اُس نے سورین کو پریشان دیکھا تو اُسے بھی اپنے ڈرائیور کا خیال آیا۔ دونوں برسوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہے تھے ــــ اُنہوں نے مِل کر ہزاروں میل کی مسافت طے کی تھی۔ دونوں کو اپنے انجن لیزاں سے محبت تھی۔

"میں تو انجن سے کود پڑا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اُس پر کیا گزری۔ بیکوئی نے سورین سے کہا۔

دونوں اِنجن کی طرف بھاگے۔ راستہ میں فلور اکھڑی تھی بےحس و حرکت۔ وہ اُنہیں قریب آتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ سورین کو زندہ دیکھ کر وہ بھونچکی رہ گئی ــــ کیا یہ عورت زندہ ہے؟ اور لانیٹر ہلاک ہو چکا ہے ــــ! فلور کے دل میں ایک ٹیس اُٹھی۔ جب گاڑی کو حادثہ پیش آیا تھا تو وہ بہت خوش ہوئی تھی۔ اُسے اپنی فتحمندی کا احساس ہوا تھا۔ لیکن سورین کو دیکھ کر اُس کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی ــــ اُس کے ہونٹوں سے ایک چیخ بلند ہوئی اور اُس نے کہا ــ لانیٹر ــــ لانیٹر، وہاں ملبے کے ڈھیر میں ہے!! میں نے اُسے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔

اِنجن لیزاں پر جانکنی کا عالم طاری تھا۔ فولاد اور لکڑی کا ملبہ چاروں طرف بکھرا ہوا تھا

بیکوئی سوچ رہا تھا اس ملبہ کو ہٹا کر کیسے لانیترا کو نکالا جائے - یہ ایک دشوار کام تھا۔

فلورا نے ایک قدم آگے بڑھایا —— وہ ابھی تک چیخ رہی تھی —— "لانیترا - لانیترا!! لوگو! میری مدد کرو —— میں نے اُسے وہاں کودتے ہوئے دیکھا تھا —— آؤ میرا ہاتھ بٹاؤ —— میں اُسے ملبے سے نکال لونگی —— !"

کبوچے اور مسیارڈ نے گارڈ ڈاورنے کی جان بچائی —— وہ بھی بیکوئی کی طرح گاڑی میں سے کود پڑا تھا۔ اُس کے پاؤں میں صرف موچ آئی تھی۔

"کبوچے —— میری مدد کرو —— لانیترا وہاں ملبے کے نیچے ہے!" فلورا گڑگڑائی۔ کبوچے ایک عورت کو ملبے سے نکالنے چلا گیا جو مدد کے لیے چیخ رہی تھی۔ سورین نے فلورا کی فریاد سُنی اور اُس کے قریب آ کر بولی —— "چلو —— میں تمہاری مدد کرونگی —— !"

دونوں نے مِلکر ایک پہیہ کو ہٹانے کے لئے زور لگایا لیکن پہیہ اپنی جگہ پر قایم رہا۔ بیکوئی بھی اُن دونوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

پہیے کے نیچے سے ایک کٹا ہوا بازو نکلا تو سورین کے مُنہ سے چیخ نکل گئی، لیکن یہ لانیترا کا بازو نہیں تھا۔

ملبے کو ہٹانا دو تین آدمیوں کے بس کا کام نہیں تھا۔ مافراس کراس کے اسٹیشن سے مختلف اسٹیشنوں کو اس حادثہ سے آگاہ کیا جا چکا تھا اور ریلیف ٹرین کی توقع کی جا رہی تھی —— فلورا امداد کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ دیوقامت دوشیزہ پر جنون سوار ہو گیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر اپنے دیوہیکل جسم سے کام لیا۔ وہ پہیوں کو اُلٹنے لگی۔ لکڑی کے ٹکڑوں کو اُٹھا اُٹھا کر دُور پھینکنے لگی۔ ملبے کے نیچے سے جب لانیترا کی بجائے کوئی دوسرا شخص بیہوش یا مُردہ حالت میں نکلتا تو اُس کا جنون دوبالا ہو جاتا —— وہ اور بھی تیزی

سے ملبہ ہٹانے لگتی۔ اُس کی سرگرمی سے کبوچے اور میسارڈ بھی متاثر ہوئے ــــ وہ اُس کا
ہاتھ بٹانے کے لیے چل پڑے۔

اُس وقت تک وہ بارہ لاشوں اور بیس زخمیوں کو ملبے کے نیچے سے نکال چکے تھے

"وہ رہا لانیتر ــــ!" دفعتاً فلورا چیخی ــــ "مجھے اُس کا بازو صاف نظر آرہا ہے

وہ سانس تک نہیں لے رہا ــــ شاید ..... " فلورا سے آگے کچھ نہ کہا گیا۔

اس کے بعد اُس نے ایک موٹی گالی دیتے ہوئے کہا ــــ "کھڑے کھڑے میرا منہ
کیوں تک رہے ہو ــــ میری مدد کرو ــــ!"

لانیتر کا بازو لکڑی کے ڈھیر میں دکھائی دے رہا تھا۔ اُس نے ان لکڑیوں کو الگ کرنے کی
کوشش کی لیکن وہ ایک دوسرے میں اتنی پھنسی ہوئی تھیں کہ انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا تھا۔
فلورا بھوکی شیرنی کی طرح ریلوے گیٹ کی طرف لپکی اور وہاں سے کلہاڑی اُٹھا لائی ــــ وہ
لکڑیوں کے ڈھیر پر بے تحاشا ضرب لگانے لگی۔ اُس کے بھورے بال بکھر گئے۔ اُس کا بلاؤز
پھٹ گیا اور اُس کے شانے ننگے ہو گئے لیکن اُسے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ لکڑیاں الگ
ہو گئیں۔ اُس نے دیکھا لانیتر پر موٹی موٹی لکڑیوں نے ایک محراب سی بنا دی تھی۔ اور یہ محراب
لانیتر کی محافظ ثابت ہوئی تھی۔

"لانیتر ــــ!!" فلورا چیخی ــــ "لانیتر سانس لے رہا ہے ــــ لانیتر زندہ ہے۔

اوہ میرے خدا لانیتر زندہ ہے ــــ!! ہاں میں نے اُسے یہیں گرتے دیکھا تھا"

سورین دم بخود ہو کر اُس طرف بھاگی جہاں فلورا کھڑی تھی۔

دونوں عورتوں نے لانیتر کو اپنی گود میں لے لیا۔

آخر کار لانیتر نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو اُسے کچھ سجھائی نہ دیا۔ اچانک اُس کی

نظر اپنے انجن پر پڑی اور سارا واقعہ اُس کی آنکھوں میں گھوم گیا۔ لیزاں دو بڑے پتھروں پر سے پھسل پڑا تھا۔ لیزاں برف کے حادثہ کے بعد بوڑھا ہو گیا تھا۔ پھر بھی وہ ثابت قدم رہا تھا۔ اور آج لیزاں مر چکا تھا۔ لانیتر کا پرانا ساتھی آج اُس سے جدا ہو گیا تھا۔ لانیتر کے دل میں اس وقت خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ لیزاں کے ساتھ اُسے بھی مر جانا چاہیئے ——
انجن ڈرائیور بیہوش ہو گیا پیکوئی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے —— وہ سوچ رہا تھا —— لیزاں کے بعد کیا ڈرائیور بھی اُس کا ساتھ چھوڑ جائیگا —— ؟"

ایک گھنٹہ کے بعد ریلیف ٹرین بھی جائے وقوعہ پر آ پہنچی۔ اس ٹرین میں ڈاکٹر تھے۔ نرسیں تھیں —— خوراک تھی۔ دوائیں تھیں اور مزدور تھے۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی اور مُردوں کو ایک قطار میں لٹا دیا گیا تاکہ اُن کی شناخت کی جا سکے۔ لانیتر ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔ ڈاکٹروں کو اُس کے جسم پر کہیں چوٹ نظر نہیں آئی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر خون کے کچھ قطرے جمے ہوئے تھے جن سے انہوں نے اندازہ لگایا تھا کہ اُس کو کوئی اندرونی چوٹ آئی ہے —— ڈاکٹر ابھی آپس میں مشورہ ہی کر رہے تھے کہ لانیتر نے آنکھیں کھولدیں اب کے اُس نے سورین کو پہچان لیا۔ وہ کراہتے ہوئے بولا "مجھے یہاں سے لے چلو"۔

"فوراً ما فراس کر اس کے میرے مکان میں لے چلو!" سورین بولی۔

"مجھے کہیں لے چلو —— لیکن خدا کے لئے وہاں نہ لے چلو؟" لانیتر نے التجا کی۔
اس کے بعد لانیتر نے حقارت آلود نگاہوں سے فلورا کی طرف دیکھا۔ اُس کی اس نگاہ نے تلوار کا کام کیا۔ فلورا کا خون خشک ہو گیا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا جیسے لانیتر اس خونریزی کے لئے اُسے مکمل طور پر ذمہ دار ٹھہرا رہا ہو۔

فلورا کا دل بیٹھ گیا۔ اُس نے تو یہ انتقام ان دونوں کو غارت کرنے کے لئے

لیا تھا۔ لیکن اُس کا اُلٹا اثر ہوا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہو گئے تھے۔
اب وہ دونوں مافراس کراس کے مکان میں رہیں گے۔

اچانک فلورا نے دیکھا کہ پولیس کیوپچے اور میارڈ سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔ حادثہ کی تحقیقات شروع ہو گئی تھی۔ فلورا کی روح کانپ گئی۔

پیکوئی ایک سٹریچر لے آیا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ گارڈ ڈاورنے کو بھی لانیٹر کے ساتھ لے جایا جائے —— کیونکہ گارڈ کے دماغ پر چوٹ آئی تھی۔ اُسے بھی آرام کی ضرورت تھی۔ سورین نے اس بات کی پرواہ کرتے ہوئے کہ دنیا اُسے دیکھ رہی ہے، لانیٹر کے ہاتھ پر پیار سے ایک طویل بوسہ دیا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تم اچھے ہو جاؤ گے۔"

لانیٹر مسکرایا اور اُس نے سورین کے بال چوم لئے —— فلورا دل ہی دل میں جل بھُن کر رہ گئی۔

۱۳

مافراس کراس کے مکان کی طویل و عریض خواب گاہ کی کھڑکیاں ریلوے لائن کی
رف کھلتی تھیں اور اُن میں سے ریل گاڑی کو گزرتے ہوئے دیکھنا ایک دلفریب منظر ہوا کرتا تھا
مکان ایک عرصے سے بند پڑا تھا لیکن گردونواح کوڑے کرکٹ سے بالکل پاک تھا۔

سوزین نے لانیتز کے لئے اُوپر کی منزل کا سُرخ کمرہ اور گارڈ وادرنے کے لئے نیچے کا
رہ صاف کر دیا۔ اپنے لئے اُس نے لانیتز کے کمرے سے مُلحقہ خواب گاہ کو منتخب کیا سافر اس
س کا مکان بہت اچھا تھا۔ ہر طرح کی آسائش کے سامان سے آراستہ تھا۔ لُطف تو اس
ت کا تھا کہ کپڑوں کی الماریوں میں مردانہ اور زنانہ ملبوسات بھی موجود تھے۔ سوزین نے ایک
فید گاؤن پسند کیا اور اس طرح وہ ایک نرس بن گئی تاکہ بیماروں کی تیمارداری کر سکے۔

ایک ڈاکٹر انہیں باقاعدگی سے دیکھنے کے لئے آتا اور تیسرے دن اُس نے اعلان

کیا لانیتر، ایک ہفتہ کے اندر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا ۔۔۔ اُسے واقعی کوئی اندرونی چوٹ آئی تھی لیکن شدید نہیں تھی ۔۔۔ ڈاکٹر نے اُسے بیس دن حرکت پڑے رہنے کی ہدایت کی۔

تنہائی ہونے پر سورین نے کہا ۔ "تمہیں میری ہر ایک ہدایت پر عمل کرنا ہوگا!"

لانیتر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مُسکرایا۔

"میں نے تمہاری جامہ تلاشی لی تھی۔ نجج کی گھڑی میں نے سنبھال کر رکھ دی ہے ۔۔۔ مجھے خطرہ تھا کہ کوئی مجھ سے پہلے تمہاری جامہ تلاشی نہ لے لے ۔۔۔ وہ گھڑی اگر کسی شخص کے ہاتھ لگ جاتی تو مصیبت آجاتی ۔۔۔ اور ۔۔۔"

"اور کیا؟" لانیتر نے نحیف آواز میں پوچھا۔

"تمہاری جیب سے ایک چاقو بھی نکلا ہے ۔۔۔ شاید یہ وہی چاقو ہے جو تم نے ردلوکو ہلاک کرنے کے لئے میرے یہاں سے اُٹھایا تھا۔۔"

"ہاں ۔۔۔"

چار دن کے بعد لانیتر اپنے آپ کو توانا سمجھنے لگا۔ اب اُسے یقین ہو گیا کہ وہ موت سے ہمکنار نہ ہوگا۔ کبوچے باقاعدگی سے اُسے دیکھنے کے لئے آتا۔ مزاج پرسی کرنے کے بعد فوراً واپس چلا جاتا۔ لانیتر اُس دیوقامت شخص کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔ اُسے ایسا معلوم ہوتا جیسے اُس شخص کی قوّت سے اُسے بھی قوّت ملتی ہے۔

پانچویں روز لانیتر نے محسوس کیا کہ سورین اُس کے قریب زیادہ نہیں بیٹھتی۔ تنہائی میں اُس کے قریب آنے سے تو بالکل کتراتی ہے ۔۔۔ وہ سورین کے اس رویہ پر بہت حیران ہو رہا تھا۔ اُسے کیا خبر تھی کہ سورین ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل کر رہی ہے ۔۔۔ لانیتر سورین کے اس برتاؤ پر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ جب وہ اُسے دوا پلانے کے لئے آتی تو اُسے

پوچھا۔ کیا ہم اِس گھر میں تنہا نہیں ہیں؟"

"بالکل تنہا ہیں!"

"تو پھر تم میرے قریب آنے سے کیوں گھبراتی ہو؟"

"تم نہیں سمجھتے پیارے ۔ بس دو چار روز کی بات ہے پھر تم بالکل تندرست ہو جاؤ گے ۔۔۔!" سورین نے قہقہہ لگایا اور دوا پلا کر فوراً وہاں سے کھسک گئی۔

چند لمحوں کے بعد لانیتر نے نچلے کمرے میں سرگوشیاں سی سُنیں اور پھر ایک عورت کے ہنسنے کی آواز آئی۔

یہ نیچے کون لوگ ہیں؟ سورین تو کہہ رہی تھی کہ ہم اِس مکان میں تنہا ہیں۔' لانیتر سوچ رہا تھا۔

سورین دوپہر کو جب اُسے پھر دوا پلانے آئی تو لانیتر نے کہا ۔۔۔ "ہم اِس مکان میں تنہا نہیں ہیں!"

"تم ٹھیک کہتے ہو ۔۔۔ ہم تنہا بھی ہیں اور ۔ تنہا بھی نہیں ہیں۔"

"اِس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"پیارے نچلے کمرے میں ہنری پڑا ہے!"

ہنری کون ۔۔۔؟"

"وہی تمہارا گارڈ ہنری ڈاورنے۔"

"ہنری ڈاورنے ۔۔۔ میں سمجھ گیا!"

"آج صبح اُس کی بہنیں اُس کی مزاج پرسی کے لیے آئی تھیں۔ اُن کے قہقہے تم نے سُنے ہوں گے ۔۔۔ وہ لڑکیاں تو ہنسے بغیر کوئی بات نہیں کرتیں۔ ڈاورنے بالکل شفایاب

ہو چکا ہے اور اُس کی بہنیں اُسے اپنے ہمراہ واپس لے جا رہی ہیں۔"

"کب ــــ ؟"

"آج ہی شام کو!"

لانیتر خاموش رہا۔

"پیارے ہنری ڈادرنے کا یہاں قیام ہمارے لئے فائدہ مند رہا ہے ــــ لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ ہم دونوں اِس مکان میں تنہا ہوتے تو روبو کو بھی اِس بات پر سخت اعتراض ہوتا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

دن بھر لانیتر ڈادرنے کی بہنوں کے قہقہے سنتا رہا ــــ

چھٹے روز لانیتر اُٹھنے کے قابل ہو گیا۔ وہ کھڑکی کے قریب آرام کرسی پر دو گھنٹوں کے لئے بیٹھا رہا۔

اُس نے شام کو ایک بالکل نئے انجن میں پیکوئی کو پیرس کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ اچانک اُس کی نگاہ ایک پیڑ پر پڑی جس کے پیچھے کبوچے کھڑا تھا اور مسلسل سورین کی خواب گاہ کی طرف دیکھے چلا جا رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ اپنی جیب سے کوئی چیز نکالتا اور اُس پر بے اختیار بوسے دینے لگتا۔ لانیتر کے تجسس میں اضافہ ہوا ــــ وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ کبوچے کس چیز کو اِس والہانہ انداز میں چوم رہا تھا۔ جلد ہی یہ معمہ حل ہو گیا۔ یہ بالوں میں لگانے والا ایک کلپ تھا۔ اُس کلپ کو لانیتر اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اُس نے کئی بار سورین کے بالوں میں اُسے دیکھا تھا۔ اچھا تو یہ دیو قد اور وحشی انسان بھی سورین سے محبت کرتا ہے ــــ لانیتر سوچنے لگا۔ سورین نے اپنے حسن کا دام کہاں کہاں پھیلا دیا ہے۔

فلورا اُسے کہیں نظر نہ آئی۔ وہ اُس کی مزاج پرسی کے لئے بھی نہیں آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب کمرے کی صفائی میں کبوچے سورین کا ہاتھ بٹانے کے لئے آیا تو اُس نے پوچھا۔

"فلورا کہاں ہے — میں نے اُسے دیکھا ہی نہیں — کہیں وہ بیمار تو نہیں ہے؟"

سورین نے کبوچے کو کچھ اشارہ کیا لیکن وہ اس اشارے کا مطلب غلط سمجھا اُسے خیال گزرا۔ "سورین مجھے سارا قصہ سُنا دینے کے لئے کہہ رہی ہے!"

اُس نے فوراً جواب دیا۔ "فلورا مر چکی ہے —!"

لانیٹر سر سے پاؤں تک کانپ اُٹھا۔ کبوچے نے اُسے بتایا جس روز ہاورے ایکسپریس کو حادثہ پیش آیا تھا فلورا نے اُسی رات کو سُرنگ میں ایک گاڑی کے آگے لیٹ کر خودکشی کر لی تھی اس طرح ماں بیٹی کا جنازہ ایک ساتھ اُٹھا۔ دونوں ماں بیٹی ڈان ولے کے ایک کلیسا میں ساتھ ساتھ دفن کر دی گئیں۔

"اوہ میرے خدا! فلورا مر چکی ہے —" لانیٹر بڑبڑایا۔ "فلورا، میری چچی فیزی اور مادرے تینوں اس جہاں میں نہیں ہیں — اوہ میرے خدا!"

کبوچے پلنگ پر بستر کی چادر جھاڑنے میں مصروف ہو گیا۔

"کیا فلورا پر ٹرین کو گرانے کا الزام لگایا گیا تھا؟" لانیٹر نے سوال کیا۔

"نہیں — پولیس اس نتیجہ پر پہنچی تھی کہ فلورا نے صرف بے پروائی دکھائی تھی ورنہ اُس کا کوئی قصور نہیں تھا۔"

"میں نہیں مانتا — فلورا نے جان بوجھ کر اُن گھوڑوں کو ریل کی پٹری پر دھکیل دیا تھا۔"

سورین نے یہ بات سُنی تو اُس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"پیارے یہ تم کیا کہہ رہے ہو — کہیں تمہارا دماغ تو نہیں چکرا رہا؟" سورین نے کہا۔

"نہیں — میں نے اپنی آنکھوں سے اُسے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔"

سورین کی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور وہ دھم سے ایک کرسی میں گر پڑی — "تم نے اس انکشاف سے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے —!"

"میں تمہیں خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ اُس نے ہم دونوں کو ہلاک کرنا چاہا تھا — وہ تم سے حسد کرتی تھی — اُس کا دماغ ٹھکانے نہیں تھا — کتیا! اُس نے ہم سے انتقام لینے کے لئے اتنے لوگوں کا خون بہایا —" لانبیر کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے — "اگر اُس نے ایسا نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز خودکشی نہ کرتی!" سورین وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی۔

لانبیر کھڑکی کے قریب آرام کرسی پر بیٹھا رہا۔ باہر اندھیرا پھیل چکا تھا اور کوئی شخص ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے کہیں جا رہا تھا۔ وہ ایک پیڑ کے نیچے جا کر رُک گیا اور پھاوڑے سے زمین کھودنے لگا۔ اُس نے مسیارڈ کو پہچان لیا —

"بچارا ابھی تک بھی فیزی کا خزانہ تلاش کر رہا ہے!"

دو دن اور بیت گئے۔ سورین ابھی تک اُس کے قریب زیادہ دیر تک نہیں بیٹھتی تھی۔

آج وہ اُس سے صاف صاف سوالات کرنا چاہتا تھا۔

سورین دودھ لے کر اُس کے کمرے میں آئی تو اُس نے کہا — "اب تو ہم اس مکان میں تنہا رہیں نا — گارڈ اور نے جا چکا ہے؟"

"ہاں — اور اب ہم تنہا ہیں — کل مجھے واپس ہاردے جانا ہے — روبو آج شام کو یہاں پہنچ رہا ہے — وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آ رہا ہے!"

"کیا کہا — روبو آ رہا ہے؟"

"ہاں —!"

"خیر کوئی بات نہیں دیکھا جائے گا — تم مجھے یہ بتاؤ — تم گزشتہ چھ سات دنوں سے مجھے نظر انداز کیوں کر رہی ہو — شاید تمہیں گارڈ ڈاورنے کے یہاں سے چلے جانے پر افسوس ہو رہا ہے — میں تم سے کوئی جھگڑا نہیں کر رہا — تم دیکھ رہی ہو کہ میں اُس سے کوئی حسد نہیں کر رہا ہوں — تم سے ایک بار کہا تھا کہ اگر تم مجھ سے بےوفائی کرو گی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا لیکن آج میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایسا عاشق نہیں جو اپنی محبوبہ کو قتل کر سکتا ہے — میں صرف اتنا پوچھ رہا ہوں کہ تم میرے یہاں زیادہ وقت گزارنے کی بجائے ڈاورنے کے یہاں زیادہ دیر تک بیٹھتی رہی ہو۔
دراصل تم نئے نئے پھل چکھنے کی عادی ہو چکی ہو"!

سورین نے اُس کی یہ باتیں سُنیں تو وہ پُرسکون رہی اور بولی — "میں نئے پھل چکھنے کی خوگر ہو چکی ہوں — تم مجھ پر یہ الزام لگا رہے ہو — اب تم یہ الزام مجھ پر لگا چکے ہو تو سُنو۔ میں صاف گوئی اور بیباکی سے کام لوں گی — ڈاورنے ایک مدت سے میرا خواہاں رہا ہے۔۔ اُسے معلوم تھا کہ میں تمہاری ہو چکی ہوں — اُس کا خیال تھا کہ میں اگر اُس کی بھی ہو جاؤں تو اس میں کیا حرج ہے — جب بھی میں اُسے دوا پلانے کے لئے جاتی تو وہ اپنے پیار کا رونا لے بیٹھتا تھا — میں اُس کے مرض کا خیال کرتے ہوئے ذرا ہنس بول لیتی تھی — اس میں مضائقہ ہی کیا تھا۔

تمہیں معلوم ہے۔ ہمارے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔ امریکہ بھاگنے کا ارادہ بھی ایک خواب بن کر رہ گیا۔ ہم مسرت سے ہمکنار ہو سکتے تھے لیکن تم ایک ذرا سا کام بھی نہ کر پائے۔ میں تمہیں ملامت نہیں کر رہی ہوں۔ بس اتنا سوچتی ہوں کہ ہمارے دن کتنے بےکیف ہیں — مجبوریوں نے ہمیں جکڑ رکھا ہے۔ ہماری محبت کے ایام میں یکسانیت آگئی تھی جو بہت بےکیف

بن گئی تھی۔ ایسی صورتِ حال میں اگر میں نے ڈاورنے پر تھوڑی سی توجہ صرف کر دی تو کونسا ظلم کیا۔ ڈاورنے جا چکا ہے — اب کل سے پھر وہی ہمارے بے کیف دنوں کا آغاز ہو جائیگا۔"

"کیا اسی لئے تم نے مجھ سے بے وفائی کی؟" لانیتر نے پوچھا۔

"نہیں — میں نے تم سے کوئی بیوفائی نہیں کی۔ تم اپنے دل سے یہ وہم نکال دو کہ میں نے ڈاورنے سے کوئی ناروا رشتہ جوڑا تھا۔"

لانیتر نے دیکھا کہ سورین کے لب و لہجہ اور اس کی آنکھوں سے واقعی صاف گوئی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"ڈاورنے کو چھوڑو — کبوچے بھی تو ہے —!" لانیتر بولا —

"اچھا تو کیا تمہیں اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے —!" سورین نے حیرت کا اظہار کیا — "کبوچے واقعی ان دنوں مجھے التفات کی نظروں سے دیکھ رہا ہے مگر تم مجھے کیا سمجھتے ہو کبوچے کے دلی جذبات جانتے ہوئے بھی میں کبھی اُس کے قریب جانے کا تصور نہیں کر سکتی — اور نہ بھی میرے قریب آنے کی جرأت نہیں کر سکتا!"

سورین کی اس وضاحت نے لانیتر کو مطمئن کر دیا۔ اُسے اُس پر پیار آ گیا —

"کاش اُس شکروار کو تم اس کا کام تمام کر دیتے۔ اس وقت ہم امریکہ میں ہوتے ہمارے راستہ میں حائل ساری دیواریں گر چکی ہوتیں — میں بہت اُداس ہوں — تم سمجھ نہیں سکتے پیارے کہ میری مسرت کا انحصار صرف تم پر ہے۔"

"میں پہلے وہ کام سرانجام نہیں دے سکا، لیکن اب مجھ سے کوئی چوک نہ ہوگی۔" لانیتر نے اُسے یقین دلایا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب وہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا۔"

"پیارے وعدہ نہ کرو۔ کیونکہ تم اگر اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے تو بعد میں صرف تمہیں نہیں بلکہ

مجھے بھی تکلیف ہوگی!"

"تم مجھے بُزدل نہ سمجھو۔ اپنی مسرت کے لئے مجھے یہ کام کرنا ہی ہوگا!"

"اور آج ہی کرنا ہوگا۔ شام کو وہ یہاں آرہا ہے ۔ ایسا موقع پھر کبھی ہاتھ نہ آئیگا۔ دروازہ میں داخل ہوتے ہی تم اُسے ٹھکانے لگا دینا۔ اُس کے بعد ہم اُسے سُرنگ میں ریل کی پٹری پر رکھ آئیں گے۔ دُنیا سمجھے گی کہ اُس نے اپنی بیوی کو بیوفا دیکھ کر خودکشی کر لی!"

"ہاں آج ہی اُس کے قتل کا سُنہرا موقع ہے!"

شام ہو گئی۔ بادرے سے پیرس جانے والی گاڑی مافراس کر اس کے اسٹیشن پر پونے چھ بجے پہنچی تھی اور اسٹیشن سے اُس مکان تک صرف پندرہ منٹ کا سفر تھا۔

پونے چھ بجے سورین لانیتر کے کمرے میں داخل ہوئی تو اُس نے دیکھا لانیتر چاقو سے کھیل رہا تھا۔

سورین نے نہایت مہین لباس پہن رکھا تھا۔ لانیتر نے اُس کی طرف دیکھا تو تو بس دیکھتا ہی رہ گیا ۔ وہ بُت بن کر رہ گیا۔ سورین نے اُسے یوں خاموش دیکھا تو پوچھا تمہاری خاموشی اور سنجیدگی سے مجھے شک ہو رہا ہے ....."

"کیا شک ہو رہا ہے ـــــ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں بُزدل نہیں ہوں۔ اِس بار میں فیصلہ کر چکا ہوں ۔ ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!"

لانیتر کمرے میں چہل قدمی کرنے لگا ـــــ وہ اپنے ذہن میں کئی تجویزوں پر غور کر رہا تھا ـــــ سامنے کا دروازہ بند ہوگا ـــــ سورین جب اُس کے لئے دروازہ کھولے گی تو میں اوٹ میں چھپا ہوا ہوں گا۔ جونہی وہ دروازے کے اندر قدم رکھے گا ـــــ میں چاقو اُس کی گردن میں گھونپ دوں گا۔"

سورین اب تک اُسے حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اُس کے انداز سے سورین کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس بار بھی وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو گا۔ خود لانیتر کے دل میں یہ وسوسہ نشتر زنی کر رہا تھا کہ عین موقع پر اُس سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے اُس کا ارادہ کمزور پڑ جائے۔ وہ سورین سے اپنی آنکھیں چار کرنے سے گھبرا رہا تھا۔

سورین اُس کے پلنگ پر لیٹ گئی۔ وہ انگڑائیاں لے رہی تھی اور لانیتر اُس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ اُس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر لانیتر اس بار اپنے ارادے میں ناکام رہا تو وہ یہاں سے بھاگ جائے گی اور پھر کبھی انجن ڈرائیور سے نہیں ملے گی۔

گاڑی کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ نے اُن دونوں کو چونکا دیا۔

"یہ اُس کی گاڑی ہے — بس دس منٹ تک وہ یہاں پہنچ جائے گا۔"

لانیتر کے دل میں کپکپی پیدا ہو گئی —

سورین اُٹھی اور اُس نے قریب آ کر لانیتر کو گلے سے لگا لیا۔

"پیارے ہمارے دکھ کے خاتمہ میں صرف چند ہی منٹ باقی رہ گئے ہیں!"

لانیتر نے اپنے آپ کو اُس سے الگ کرتے ہوئے اُس کی طرف نہایت تیکھی نگاہوں سے دیکھا۔ چاقو پر اُس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

سورین اُسے اس حالت میں دیکھ کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

وہ چیخی "لانیتر — لانیتر — ! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے — یہ تم کیا کر رہے ہو — کیا ......"

وہ اپنا جملہ پورا نہ کر سکی۔ لانیتر کا ہاتھ بلند ہوا اور چاقو دور تک سورین کے سینہ میں اُتر گیا۔ اُسکے مُنہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ صرف ایک ہچکی لی اور فرش پر گر کر ٹھنڈی ہو گئی۔

پانچ منٹ کے بعد جب کبوچے اُس کمرے میں داخل ہوا تو وہ سدرین کو خون میں نہائی ہوئی دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اُس نے دوڑ کر اُسے گود میں اُٹھالیا اور پلنگ پر لٹا دیا۔ اُس نے اُس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ وہ ابھی تک گرم تھا۔ کبوچے کے کپڑے خون میں لت پت ہو گئے تھے۔

قدموں کی آہٹ پر اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا ذرو بو دروازے میں کھڑا تھا۔

۱۴ ——————

ایک ہفتہ کے بعد لانیتر ایک نئے انجن نمبر ۶۰۸ کو چلا رہا تھا — اب یہی انجن ہاورے ایکسپریس کو پیرس لے جاتا تھا۔ اس انجن کو دیکھ کر وہ اکثر کہا کرتا تھا "میں نے اب ایک الھڑ دوشیزہ سے شادی کرلی ہے —" یہ انجن واقعی ایک نئی گھوڑی کی طرح تھا جو شاہسوار کو بھی آسانی سے اپنے اوپر سوار نہیں ہونے دیتی — اس نے پیکوئی کو اپنا گہرا دوست بنالیا تھا۔ پھر بھی وہ بہت چپ چپ رہنے لگا۔

"یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے — میں تمہیں ہمیشہ خاموش دیکھتا ہوں۔" ایک روز پیکوئی نے فلومین کے یہاں جانے سے پہلے کہا۔

"بس یونہی کوئی بات کرنے کو جی نہیں چاہتا!"

"میرے ساتھ چلو تمہارا جی بہل جائے گا۔"

"نہیں تم جاؤ ۔۔۔ !"

"چلو بھی ۔ تھوڑی دیر کے لئے میرے اور فلومین کے ساتھ بیٹھنا اور پھر چلے آنا ۔"

"اچھا چلو ۔ !"

لانیئر پیکوئی کو یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ اب فلومین کے یہاں اکثر جاتا رہا ہے ۔ اس لئے اُس کی دعوت پر وہاں چلنے کے لئے رضامند ہوگیا تاکہ وہ کسی طرح کا شک نہ کرے ۔ اُدھر پیکوئی کو بھی کچھ دنوں سے یہ شک ہو رہا تھا کہ فلومین اب اُس کے متعلق اتنی پرجوش نہیں رہی تھی ۔ اُسے احساس ہو رہا تھا کہ فلومین کی نگاہِ انتخاب اب کسی اور مرد پر پڑ چکی ہے ۔ فلومین اُسکے بعد بھلا کسے پسند کر سکتی تھی ۔ لانیئر کے سوا اور کوئی شخص اُسے موزوں نظر نہ آیا ۔۔۔ وہ اپنے انجن ڈرائیور کو وہاں اس لئے لے جانا چاہتا تھا تاکہ اپنے شک کو رفع کر سکے ۔

فلومین اُن دونوں کو ایک ساتھ اپنے یہاں دیکھ کر بہت حیران ہوئی ۔۔۔

"لاؤ برانڈی نکالو ۔۔۔ کہاں ہے ۔۔۔ میں آج ایک مہمان کو اپنے یہاں لایا ہوں ۔!"

"وہ تو میں دیکھ رہی ہوں ۔۔۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ تمہارے انجن ڈرائیور نے اپنی آمد سے میرے جھونپڑے کو سرفراز کیا ہے ۔۔۔ بیٹھو ۔۔۔ میں برانڈی لاتی ہوں ۔"

برانڈی آنے کے بعد وہ تینوں میز کے گرد بیٹھ گئے ۔۔۔ پہلے ہی جام کے بعد پیکوئی زور زور سے باتیں کرنے لگا ۔۔۔

"شراب کی بوتل دیکھتے ہی تم جامہ سے باہر آجاتے ہو ۔ اُوپر کی منزل پر میرا بھائی سویا پڑا ہے ۔ اگر اُسے معلوم ہو کہ تم یہاں ہو تو میری شامت آجائے گی ۔ آہستہ آہستہ باتیں کرو ۔"

"بھلا میں کیا کہہ رہا تھا ۔۔۔" پیکوئی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ۔ "خوب یاد آیا میں کہہ رہا تھا ۔ آدمی گناہ کر کے زیادہ دیر تک قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکتا ۔ رُوبو کو

اب موت کی سزا مل کر رہے گی!"

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کاچے ہی اُسے گرفتار کرنے کے لئے گیا۔ دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔ رات دن ساتھ جوا کھیلتے تھے لیکن دیکھ لو وقت آیا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس کاچے نے فوراً آنکھیں بدل لیں!"

"میں تو سمجھتا ہوں ــــ کبوچے بے گناہ ہے اور سارا قصور رُدبو کا ہے ــ!" پیکوٹی بولا۔

"میرے خیال میں کبوچے بے گناہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جج گرینڈ مورن کی گھڑی اُسکے قبضے سے برآمد ہوئی ــ۔ اُس کے کپڑے بھی تو خون آلود تھے۔ کتنی عجیب بات ہے مرد جس عورت سے محبّت کرتا ہے اُسے قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا ــــ!" فلومین بولی۔

لوگ کہتے ہیں روبو نے جج گرینڈ مورن اور اپنی بیوی کو قتل کرنے کے لئے کبوچے کی خدمات حاصل کیں ــــ اس لئے میری نظر میں تو دونوں ہی قصوروار ہیں۔" لانیئر نے گفتگو کا رُخ سورین کے قتل کی طرف گھومتے ہوئے دیکھا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ــــ "ایک دو روز میں اس مقدمہ کا فیصلہ ہونا ہے اس لئے ہمیں دماغ سوزی کی کیا ضرورت ہے یہ فیصلہ عدالت پر چھوڑ دو کہ قصوروار کون ہے۔!"

"کیا تم جا رہے ہو؟" فلومین نے مایوس ہوتے ہوئے کہا۔ اُس کے اس سوال میں کچھ ایسی التجا تھی کہ پیکوٹی بھی اُس پر دھیان دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

"ہاں میں اب چلتا ہوں ــــ!"

جب لانیئر دروازے تک پہنچا تو اُس نے پیکوٹی کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ بعض اوقات آدمی قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ــــ قاتل کوئی بھی ہو سکتا ہے ــــ میں کسی اور کی تو نہیں اپنی بات کرتا ہوں ــــ اگر کوئی مجھ سے میری بیوی یا محبوبہ کو چھیننے کی کوشش کرے تو میں یقیناً

اُسے ہلاک کر ڈالوں گا!"

کبوچے کی دوبارہ گرفتاری پر جج گر بینڈ موران کے قتل کا واقعہ پھر سے تازہ ہو گیا تھا۔

کبوچے کے بعد ردبو کی گرفتاری نے اِس مقدمہ کو مزید اہمیت بخش دی تھی۔ سیاسی حلقوں میں مجسٹریٹ ڈبیزے کی بہت قدر کی جارہی تھی کہ اُس نے انتھک محنت کر کے اصل قاتلوں کا پتہ چلا لیا۔ ردبو نے پہلے پہل تو صحتِ جرم سے انکار کیا لیکن بعد میں اُس نے تسلیم کر لیا کہ اُس نے جج گر بینڈ موران کو قتل کیا تھا لیکن اپنی بیوی کا وہ قاتل نہیں ہے۔ کبوچے ابھی تک صحتِ جرم سے انکار کر رہا تھا لیکن اُس کے قبضے سے جج گر بینڈ موران کی گھڑی برآمد ہونا اُسے صاف طور پر مجرم ثابت کر رہا تھا۔

پہلی بار جب عدالت نے ردبو کو معاف کر دیا تھا تو جج کے کنبے، جج کی بیٹی اور اُسکے خاوند کو بیحد مایوسی ہوئی تھی۔ لیکن اس دفعہ انہوں نے پورا زور لگایا۔ اپنی صفائی میں بیشمار گواہ پیش کئے۔ اُنہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ جج کے قاتلوں کو سزا ہوتی ہے یا نہیں۔ اُنہیں تو صرف اِس بات میں دلچسپی تھی کہ مافراس کر اس کا مکان کسی طرح ردبو کے ہاتھوں میں نہ جانے پائے۔

اعلیٰ سیاسی حلقوں میں اس مقدمہ کے سلسلے میں مشورے ہوتے تھے۔ اُنہوں نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ اب کے قصورداروں کو سزا ضرور ہونی چاہئے۔ اِس طرح اگر جج کے کردار پر بھی کوئی حرف آتا ہے تو بے شک آئے۔ وزارتِ قانون کا سکریٹری جنرل مرحوم جج گر بینڈ موران کا دوست تھا اِس لئے اُس نے سورین کا جج کے نام لکھا ہوا آخری تار جلا دیا اور اس طرح اِس مقدمے سے سورین کے نام کو جج گر بینڈ موران سے بالکل الگ کر دیا گیا۔ سکریٹری جنرل لاوتے کو معلوم تھا کہ ردبو اپنے جرم کا اعتراف کر چکا ہے اس لئے اب اُس عورت کو منظرِ عام پر لانیکی

کیا ضرورت تھی جسے قتل کیا جا چکا تھا۔

اگلے چند روز تک مقدمہ کا فیصلہ سُنایا جانے والا تھا۔ لوگ بے صبری سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے ۔۔ جس روز فیصلہ سُنایا گیا عدالت کے باہر بھاری ہجوم تھا۔ فلومین اور لانیٹر بھی اُس ہجوم میں شامل تھے ۔ گھنٹوں کی بحث اور جیوری کے صلاح مشورے کے بعد فیصلہ سُنا دیا گیا۔ ردیو اور کیوچے کو عمر قید کی سزا دی گئی۔

لانیٹر کا دل مسرت سے بلیوں اُچھل رہا تھا۔ وہ ہجوم کی پروانہ کرتے ہوئے فلومین سے لپٹ گیا اور بولا۔ "آج میں تمہیں ایک اچھے ریستوران میں کھانے کی دعوت دوں گا!"

شام ہو رہی تھی۔ فلومین نے پوچھا۔ "آج تم گاڑی لیکر پیرس کب جاؤ گے؟"

"صبح سویرے تین بجے۔۔۔"

"پھر تو ہمیں ساتھ رہنے کا اچھا موقع مل سکے گا لیکن بیکوبی کہاں ہے اُسے دیکھا نہیں ہا!"

"میں نے بھی اُسے نہیں دیکھا۔۔"

"ایک ہی خدشہ ہے۔۔۔!"

"کیا؟"

"تاریکی پھیلتے ہی وہ مجھے ڈھونڈنے لگے گا!"

"گھبراؤ نہیں۔ میرے ساتھ تم کھانا کھا رہی ہو گی تو اُسے کیا اعتراض ہو گا!"

دونوں ہاورے اسٹیشن کے قریب واقع اُس قصبہ کے بہترین ریستوران کی طرف چل دیئے۔ شام کا دُھندلکا پھیلتا جا رہا تھا۔ لانیٹر کی رگوں میں آج خون تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ قدرت نے اُس کا ساتھ دیا تھا اور کسی کو بھی اُس پر ذرہ بھر شک نہیں ہوا تھا۔ آج اسے فلومین بھی بہت حسین نظر آ رہی تھی۔

دو گھنٹے کے بعد وہ ریستوران سے نکلے تو لانیٹر نے کہا۔ "ہیکوئی شاید کہیں شراب پی کر مدہوش پڑا ہے ۔۔ وہ آج تمہاری تلاش میں نہیں نکلا!"

"ضرور نکلا ہوگا۔ نہایت خوفناک آدمی ہے۔ شراب پی کر تو بالکل درندہ ہو جاتا ہے۔ دراصل اُسے گمان ہی نہیں ہو سکتا کہ میں کسی ریستوران میں بیٹھی کھانا کھا رہی ہوں گی۔ اِس لئے وہ اِدھر نہیں آیا!"

"میرا خیال ہے کہ اب تمہارے گھر چلیں۔"

"نہیں ۔ نہیں ۔۔ ہیکوئی ضرور میرے گھر کے گرد منڈلا رہا ہوگا۔ آؤ ذرا اُدھر جنگل کی طرف ٹہلیں۔"

دونوں اسٹیشن سے دُور انجن شیڈ کے پیچھے کی طرف بڑھے جہاں سورین لانیٹر کی منتظر رہا کرتی ۔ فلومین کی یہ تجویز انجن ڈرائیور کو بیحد پسند آئی۔ وہ ابھی تک سورین کو بھول نہیں سکا تھا۔ اُس نے کئی راتیں روتے ہوئے کاٹی تھیں۔ سورین کے پیار نے اُسے زندگی کی جو حرارت و مسرت عطا کی تھی وہ اب اُسے کہیں میسّر نہیں آرہی تھی۔ لانیٹر جی ہی جی میں بہت پشیمان تھا کہ جس پیڑ کی چھاؤں تلے وہ بیٹھتا تھا اُس کو اُس نے کاٹ دیا تھا اُسے اپنے جنون پر غصہ آرہا تھا جو سورین کا خون بہا کر ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

اُس نے فلومین کی کمر میں اپنا بازو ڈال دیا۔ وہ چونک کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"میں نے اپنے پیچھے دبے دبے قدموں کی آواز سُنی ہے!" فلومین نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ لانیٹر نے بھی اندھیرے میں غور سے دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ دونوں ایک درخت کے نیچے جا کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا تم پیکوئی سے اتنی ہی خوفزدہ ہو؟" لانیٹر نے پوچھا۔

"ہاں — وہ ایک خونخوار شخص ہے —!"

"تم تو یونہی ڈرتی ہو — اُس کے فرشتے بھی ہمیں یہاں نہیں ڈھونڈ سکتے۔" لانیٹر نے اُسے اپنے قریب گھسیٹتے ہوئے کہا۔ اتنے میں کسی کے کھانسنے کی آواز سُنائی دی اور ایک سایہ پیڑ کی اوٹ سے نکل کر اُن کی طرف بڑھنے لگا۔ لانیٹر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ تھوڑی دُور جا کر اُس نے پیکوئی کو نہایت غضب آلود لہجہ میں فلومین سے یہ پوچھتے ہوئے سُنا۔ بتاؤ تمہارے ساتھ کون تھا —؟ میں تمہیں دو گھنٹے سے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا ہوں — تم مجھ سے بیوفائی نہیں کر سکتیں بتاؤ — تمہارے ساتھ کون تھا؟ کیا لانیٹر تھا؟"

"نہیں —" فلومین نے جواب دیا۔

لانیٹر نے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں سننا چاہا اور انجن شیڈ کی طرف بڑھا — وہاں پہنچکر وہ ایک کونے میں لیٹ گیا۔

دو بجے پیکوئی نے اُسے بیدار کیا اور بولا — "تم تو گھوڑے بیچ کر سوئے پڑے ہو اور ایک گھنٹہ تک ہمیں گاڑی لیکر پیرس کے لئے روانہ ہونا ہے — اُٹھو تیار ہو جاؤ —"

پیکوئی کے اس نرم اور ہمدردانہ رویہ سے لانیٹر کو یقین ہو گیا کہ اُس کے متعلق پیکوئی کے دل میں کوئی شک نہیں تھا۔

پونے تین بجے اُن کی گاڑی پیرس جانے کے لئے ہاورے اسٹیشن سے نکلی۔ نیا انجن لیزاں کی طرح برق رفتار نہیں تھا لیکن لانیٹر اُسے بھی بجلی کی طرح تیز دوڑاتا تھا۔ آج انجن کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز تھی۔ گاڑی ایک گھنٹے میں پچاس میل کا سفر طے کر چکی تھی — جس اگلے اسٹیشن پر اُنھیں ٹھہرنا تھا وہ قریب آ رہا تھا۔

لانیئر نے مڑکر دیکھا تو اُسے پتہ چلا پیکوئی بے سُدھ ہو کر انجن میں کوئلے جھونک رہا ہے۔ اب اُسے معلوم ہوا کہ انجن غیر معمولی طور پر تیز کیوں چل رہا ہے ــــ اُس نے زور سے آواز دی ــــ "پیکوئی ــــ کوئلے جھونکنا بند کر دو ــــ!" پیکوئی نے اُس کی طرف دیکھا لیکن کوئلے جھونکنے میں مصروف رہا۔

لانیئر کو غصہ آگیا اور بولا ــــ "یہ تم کیا کر رہے ہو ــــ میں کہتا ہوں پھاوڑا اپنے ہاتھ سے رکھ دو ــــ!"

پیکوئی نے اُس کی بات پھر اَن سُنی کر دی اور اُسکی طرف نفرت و حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا۔

لانیئر نے آگے بڑھکر پیکوئی کے ہاتھ سے پھاوڑا چھین لیا اور اُسے دور پھینک دیا۔ "کیا تم ابھی تک بدمست ہو؟"

"ہاں ــــ اور یہ شراب کا نشہ نہیں ہے ــــ یہ انتقام کا نشہ ہے ــــ میں تمہیں پہلے ہی خبردار کر چکا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے میری محبوبہ یا بیوی کو چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اُس کی گردن توڑ دوں گا ــــ!" اِتنا کہتے ہی وہ لانیئر پر جھپٹ پڑا۔

نیا انجن ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اور انجن ڈرائیور اور فائرمین دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے تھے۔ پیکوئی ایک شیر کی طرح بپھرا ہوا تھا۔ وہ ایک دیو قد اور تنومند شخص تھا۔ اُس نے لانیئر کو اپنے دونوں بازوؤں میں اُٹھا لیا تھا۔ لانیئر کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا تھا اُسے اِس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ دوسرے لمحہ پیکوئی اُسے گاڑی سے باہر پھینک دے گا۔ اُس نے بھی اپنی زندگی کے لئے آخری بار ہاتھ پاؤں مارے ــ عین جس وقت پیکوئی نے اُسے جھٹکا دیکر نیچے پھینکا۔ اُس کا دایاں ہاتھ پیکوئی کی گردن میں جا پڑا اور وہ دونوں ایک ساتھ

نیچے گرے ۔۔۔ پہیوں کے نیچے آکر کٹ گئے ۔۔ اُن کی ٹانگیں اور دھڑ الگ ہو گئے ۔۔۔ لیکن لانیٹزر کا ایک بازو ابھی تک بیکوٹی کی گردن میں حمائل تھا۔

ہاورے ایکسپریس کا نیا انجن فراٹے بھرتا ہوا ریل کی پٹری پر دوڑ رہا تھا ۔۔ ایک بے لگام گھوڑے کی طرح جس کی پیٹھ پر سے اُس کا سوار گر پڑا ہو۔ ٹرین ، سگنل ، پُل ، ندیاں اور سُرنگیں پار کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی ۔ جس اسٹیشن پر اُس گاڑی کو ٹھہرنا تھا وہاں سے وہ اتنی تیزی کے ساتھ گزری کہ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر بھونچکا رہ گیا ۔۔۔ بائلر پوری طرح پانی سے لبریز تھا۔ اور فائر بکس میں کوئلہ بھی مُنہ تک بھرا ہوا تھا ۔ اُس گاڑی کو اب سینکڑوں میل تک کون روک سکتا تھا۔ گارڈ شاید سویا پڑا تھا ۔۔ انجن ایک خوفزدہ ہرن کی طرح چوکڑیاں بھر رہا تھا۔

روآں اسٹیشن پر ٹرین کو پانی لینے کے لئے رُکنا چاہیئے تھا لیکن انجن کو روکنے والا کوئی نہیں ۔۔ ہاورے ایکسپریس کا انجن پاگل ہو گیا تھا ۔۔ روآں کے اسٹیشن ماسٹر نے باقی اسٹیشنوں کو خطرے سے آگاہ کر دیا ۔ مگر کوئی کیا کر سکتا تھا ۔ تیز رفتار اور بے عنان انجن کو روکنا معمولی بات نہیں تھی ۔

ہاورے ایکسپریس ڈرائیور کے بغیر اندھی اور بہری ہو کر آگے ہی آگے بڑھتی جارہی تھی۔

مطبوعہ دِلّی پرنٹنگ ورکس دہلی

جناب کرشن چندر کا غیر فانی شاہکار ناول

ایک عورت ہزار دیوانے

اُردو ادب میں اپنے انداز کا پہلا بے مثل ناول

حسین جادو نگار و سحر طراز فنکار نے فن کی ساری بلندیوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ بےمثل ناول شاخِ گُل سی نازک اور پتھر سی سخت ایک حسین خانہ بدوش لڑکی کی ایسی حسین کہانی ہے جسمیں پھول بھی ہیں اور انگارے بھی۔ شعلے بھی ہیں اور شبنم بھی۔ لاجی کا کردار ایک بےمثل اور انوکھا کردار ہے۔ ناول کا لرزہ خیز کلائمکس پڑھ کر آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جائے گی۔ اِس کی تعریف و توصیف میں ادارہ "بیسویں صدی" کو ہزارہا تعریفی خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ اِس کی غیر معمولی مقبولیت دیکھ کر پاکستان کے ایک چور ناشر نے "بیسویں صدی" میں شائع شدہ نامکمل قسطوں کو جمع کر کے ایک ادھورے ناول کی شکل میں شائع کر دیا ہے اور یہ ادھورا ناول ہی اب پاکستان میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ پاکستان میں اِس کی شہرت و مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے ایک مشہور فلمی ادارے نے بھی اِس کو فلمانے کا اعلان کر دیا ہے —— کرشن چندر کا یہ ناول صوری و معنوی خوبیوں کے ساتھ کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے۔ آپ اِس کا لرزہ خیز کلائمکس پڑھ کر انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔ آج ہی اپنا آرڈر بھیجدیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ مکمل ناول کی قیمت ساڑھے تین روپے فی جلد رکھی گئی ہے۔ کوئی دوسرا ناشر اِس عظیم ناول کو کتابی صورت میں پیش کرتا تو پانچ روپے فی جلد سے کم قیمت نہ رکھتا۔ ادارہ "بیسویں صدی" اعلیٰ پایہ کی عمدہ کتابیں کم قیمت میں پیش کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اعلیٰ لٹریچر پہنچ سکے —— ہمارے پاکستانی بھائی یہ ناول حاصل کرنے کے لئے ساڑھے چار روپے (ساڑھے تین روپے قیمت کتاب اور ایک روپیہ محصول ڈاک) بذریعہ منی آرڈر جناب ماجد حمید صاحب ۵۲/بی، ماڈل ٹاؤن لاہور کو بھیج کر رسید منی آرڈر "بیسویں صدی" دہلی کے نام ارسال کر دیں۔ رسید دیکھتے ہی کتاب بذریعہ رجسٹری پیکٹ فوراً روانہ کر دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ:۔ رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

ٹھاکر پونچھی کا ایک قابلِ قدر نیا ناول

زُلف کے سرہونے تک

عشق و محبت اور حُسن و شباب کی رعنائیوں ۔ اور زندگی کی مسرتوں اور حسرتوں کا سنگم

تین معصوم بھولی بھالی لڑکیوں اور تین بے سہارا لڑکوں کی حسین ترین کہانی جو اپنے لُٹے ہوئے ماضی کے زندگی بخش سپنوں کو سنبھالے محلّہ اُصطبلاں کے تاریک اندھیرے خلاؤں میں وارد ہوتے ہیں۔ محلّہ اصطبلاں کی حقیقت افروز کہانی جہاں حُسن، جوانی اور بھوک کی افراط ہے اور جن کے ٹکراؤ سے پُجاری مکھن باوا اور اُس کے چیلوں کے لئے چاند سی بھگتن عورتیں جنم لیتی ہیں ——— پُجاری مکھن باوا کی کہانی، پوِترتا کی ایک گھناؤنی، چکنی تصویر، جو مندر سے زیادہ ایک خوبصورت حرم کا پُجاری ہے۔ اور محلّہ اصطبلاں کی حسین بھوکی جوانیوں پر گدھ کی طرح جھپٹتا پھرتا ہے۔

اور ——— اُن ہزار ہا بھوکے، کمزور لیکن باہمت ہاتھوں کی کہانی جو تمام دُنیا کی افلاس زدہ تاریکیوں کو چاندنی راتوں کا حُسن اور حقیقی زندگی کا ابدی نور بخشنا چاہتے ہیں " ——— ٹھاکر پونچھی جدید اُردو ادب کے مقبول و محبوب ناول نگار ہیں اور "زلف کے سرہونے تک" مصنف کی ایک محبوب ترین تخلیق ہے ایک ایسی دلچسپ داستان جس کے ورق ورق میں آپ کے اپنے دل کی دھڑکنیں چھپی ہوئی ہیں۔ اور جسے ادارہ "بیسویں صدی" دل کش اور جاذبِ نظر لباس میں فخر کے ساتھ پیش کر رہا ہے۔ قیمت فی جلد صرف تین رُوپے۔

ملنے کا پتہ:- رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

چاندنی کے سائے

ٹھاکر پونچھی کا ایک انتہائی دلچسپ ناول

جس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے اور مقدس جذبات محبت کے خدوخال نمایاں کئے گئے ہیں کہ محبت اگر انسان کی روح، اُس کی زندگی اور اُس کی موت کو حسین نہ بنا دے۔ تو وہ محبت نہیں، گناہ ہے۔ اپنی نئی تخلیق میں فاضل مصنف نے اپنی رُوح کا سارا کرب سارا اضطراب، اور بے قراریادوں کا درد بھر دیا ہے۔ اور جذبات کے اظہار کے لئے نئی نئی راہیں تراشی ہیں۔ "چاندنی کے سائے" میں شبنم کی ٹھنڈک بھی ہے اور شعلے کی حرارت بھی مصنف کے منفرد اسلوب کی شاعرانہ لطافت، انسانی حزنیئے کی دھیمی دھیمی آنچ اور کہیں طنز کی نشتریت جو ٹھاکر پونچھی کا طرۂ امتیاز ہے، ناول میں اپنے پورے حسن اور بھرپور خدوخال کے ساتھ موجود ہے۔ کتاب کو ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر آپ کو چین نہ آئے گا۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت فی جلد صرف دو روپے۔

جنم جنم کی پیاسی ایک پہاڑی دوشیزہ کے پیار کی کہانی جو اپنی محبت اور محبوب کی تلاش میں بار بار پہاڑی وادیوں میں جنم لیتی رہی۔ ایک حساس نوجوان کی داستانِ محبت جس نے اپنے بڑے گھرانے کی رنگینیاں، رعنائیاں اور مسرت کوشیاں چھوڑ کر رومان پرور وادیوں کی خاموش کہانیوں کو اپنایا۔ تاکہ اپنی محبوبہ کی شبنمی سانسوں سے اپنے تشنہ خیالوں کی پیاس بجھا سکے۔ "پیاسے بادل" میں ایک اچھوتا موضوع لیا گیا ہے۔ ایک انوکھی کہانی بیان کی گئی ہے جسمیں چاندنی راتوں کی مقدس سرگوشیاں اور اندھیری راتوں کے ہوسناک قہقہے ہیں۔ جدید اردو ادب میں ٹھاکر پونچھی کا ایک بلند مقام ہے اور "پیاسے بادل" مصنف کا ایک عظیم ناول ہے۔ پاکیزہ اور دلآویز رومان کی ایک دردانگیز داستان ہے۔ پہاڑی رومانوں کے ترجمان نے ایک بار پھر پہاڑی دوشیزاؤں کی پیار بھری مسرتوں اور حسرتوں کو "پیاسے بادل" میں سمویا ہے۔ دیدہ زیب کتابت و طباعت اور گیٹ اپ۔ سہ رنگا جاذبِ نظر ٹائٹل پیج۔ اعلیٰ ولایتی کاغذ ان خوبیوں کے باوجود قیمت صرف دو روپے پچاس نئے پیسے۔

ملنے کا پتہ:۔ رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

یادوں کے کھنڈر

حسین آبشاروں کا عکاس۔ پہاڑی رومانوں کا ترجمان اور ہر طبقہ کا محبوب ناول نگار

ٹھاکر پونچھی کے لکھے ہوئے شاہکار ناول جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں

رات کے گھونگھٹ

(ناول) جو شروع سے آخر تک دلچسپیوں اور دلفریبیوں کا مرقع ہے۔ جس میں نئی تہذیب کے اُن فرشتوں کی کہانی ہے جنھیں نئے نظام کی تاریک راتوں نے جنم دیا مصنف نے آج کے سماج کے حسین چہروں سے پارسائی کے رنگین گھونگھٹ اُلٹ دیئے ہیں۔ ہر باب ایک ایسی شوخ رومانی داستان ہے جسے پڑھ کر آپ عش عش کر اُٹھیں گے۔ فاضل مصنف نے حقائق کو عدیم المثال فنکاری اور بیباکی سے پیش کیا ہے۔ ناول کا ذوق رکھنے والے کسی شخص کو اِس سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ اعلیٰ کتابت وطباعت نفیس کاغذ، پختہ جلد، مع حسین گردپوش۔ قیمت فی جلد صرف دو روپے۔

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے

(ناول) جناب ٹھاکر پونچھی کی ایک بیحد دلچسپ، مسرت انگیز اور صحت مند رومانی تخلیق۔ جس کی ہر سطر سے چاندنی راتوں کی پُر بہار فضائیں اور حیات بخش زندگی کی رعنائیاں نغمہ بار ہیں۔ اُن مردوں کی کہانی جو عورت کو ایسے عریاں انداز میں دیکھنے کے تمنائی ہیں جس پر سے نظریں پھسل پھسل جائیں۔ اپنی اُجڑی ہوئی تہذیب کی دھڑکنوں [illegible] سنئے اپنی تلخ اور شیریں یادوں کے رنگین نقوش اُبھارنے والے ایک ایسے نوجوان کی حقیقت افروز کہانی جس کے ہاتھوں نے عورت کو حسن بخشا اور لباس پہننا سکھایا تھا۔ لیکن سماج کے ٹھیکیداروں نے اُسے ننگا کرنے کے لئے مجبور کیا۔ اعلیٰ کتابت وطباعت۔ نفیس ولایتی کاغذ۔ مجلد مع دیدہ زیب رنگین گردپوش۔ قیمت فی جلد صرف دو روپے۔ جو اِس کی خوبیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

ملنے کا پتہ:- رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

آرڈر دیتے وقت اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیئے ـــــ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا

پروفیسر شکیل الرحمن کا لکھا ہوا یہ رومانی ناول عشق و محبت کے ماحول میں تپ کر نکھرا ہے۔ فنکار نے اپنی فنکاری کے تمام جوہر بکھیر دیئے ہیں۔ اِس سال کا ایک نادر تحفہ ہے۔ فن کی پختگی کا احساس اِس لئے اور بڑھ جاتا ہے کہ اِس میں رُومانی اور نفسیاتی نکتے بے باکی اور شوخی سے نمایاں ہوتے ہیں۔ پروفیسر شکیل الرحمن کے ناول اپنے دلآویز اندازِ بیان، پاکیزہ جذبات اور درد انگداز رُومان کے اعتبار سے بے مثل چیزیں ہیں جنھیں شائقین جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں شکیل الرحمن نے اپنے کرداروں کے درد اور کرب کو اپنی شخصیت کا درد اور کرب بنا لیا ہے۔ اور یہی اُن کے فن کا کمال ہے۔ "پتھر میں نمک" ایک عجیب و غریب، دلچسپ اور شوخ کہانی ہے۔ پلاٹ کی تعمیر، فضا کی تخلیق، کرداروں کی تراش خراش، آغاز اور انجام کی ہم آہنگی سے ایک لذّت آمیز کسک اور ایک لطیف چُبھن پیدا ہو گئی ہے۔ بے حد کامیاب، دلچسپ اور شوخ ناول ہے۔ جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے بہت اہتمام کے ساتھ فوٹو آفسیٹ کے جدید طریقے سے چھاپا گیا ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ۔ کتابت بہترین، چار رنگ کا دیدہ زیب گرد پوش۔ قیمت فی جلد صرف دو رُوپے پچاس نئے پیسے۔

ملنے کا پتہ:۔ رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

جناب پروفیسر حامدی کاشمیری کا تازہ ترین ناول "اجنبی راستے" اردو ناول نگاری کی تاریخ میں ایک انقلاب آفریں کارنامہ ہے۔ "اجنبی راستے" پڑھ کر ہم زندگی اور سماج کے ان گناہ آلود گھناؤنے پہلوؤں، پیچیدگیوں اور الجھنوں کو محسوس کرتے ہیں جن کو مصنف نے خود دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے۔ یہ ناول پروفیسر حامدی کاشمیری کا شاہکار ناول ہے۔ حامدی کے کردار گردوپیش کی زندگی کے حقیقی اور جیتے جاگتے کردار ہیں۔ ہم ان کرداروں سے پیار کرتے ہیں —— حامدی کاشمیری ایک باشعور فنکار ہیں۔ یہ ناول ان کے وسعتِ مطالعہ اور قوتِ مشاہدہ کا آئینہ دار ہے۔ محبتوں اور ناکامیوں کی ایسی داستان ہے جس میں کلیاں بھی ہیں اور کانٹے بھی۔ حامدی کاشمیری فطرتاً شاعر ہیں۔ اور جب نثر میں ان کی شاعرانہ صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں، تو ان کی نثر میں شیرینی، رنگینی اور حسن پیدا ہوتا ہے۔ یہ ناول بہ حسن و خوبی بہت اہتمام کے ساتھ فوٹو آفسیٹ کے ذریعے شائع کیا گیا ہے۔ کاغذ، کتابت نہایت اعلیٰ۔ حسین گردپوش۔ قیمت فی جلد صرف تین روپے۔

ملنے کا پتہ:- رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

- گناہ نمبر ایک :- وہ غریب تھی۔
- گناہ نمبر دو :- وہ حُسن وجمال کا مجسمہ تھی۔
- گناہ نمبر تین :- وہ رقص کے ایک اسکول میں کام کرتی تھی۔
- گناہ نمبر چار :- وہ تنہا تھی۔ اُس کا دُنیا میں کوئی نہ تھا۔
- گناہ نمبر پانچ :- وہ ایک شریف گھر کے لڑکے سے محبت کرتی تھی۔

چنانچہ وہ ایک شریف وکیل صاحب کو گناہوں کی زنجیر میں جکڑی ہوئی نظر آئی۔ اور وکیل صاحب نے اُسے اپنی بہو بنانے سے انکار کر دیا۔

اُسی گنہگار لڑکی کی حسین وجمیل داستان ہے۔ جسے پڑھ کر آپ عش عش کر اُٹھیں گے۔

زنجیر

(ناول) جسے زکی انور نے لکھا ہے اور ادارہ بیسویں صدی دہلی نے شائع کیا ہے قیمت فی جلد صرف دو روپے۔

مِلنے کا پتہ :- رسالہ بیسویں صدی دہلی نمبر ۶

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی